

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے خاندان کے
تمام مشائخ اور اکابر علماء و مشائخ دیوبند کے حالات
و حکایات پر نہایت مستند اور دلچسپ کتاب



آرواحِ پشلاشہ یعنی حکایا اولیاء



محمد امجد اللہ
حضر ابوالخیر اشرف علی خان دیوبند



مکتبہ عرفان فہرہ

ارواحِ ثلاثہ یعنی حکایاتِ اولیاء

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے خاندان
کے تمام مشائخؒ اور اکابر علماء و مشائخ دیوبند کے حالات
و حکایات پر نہایت مستند اور دلچسپ کتاب

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ

مکتبہ برکات فائزہ

4/491 تہ نیشنل کالونی کراچی

Tel: 021-34594144 Cell: 0334-3432345

جماعۃ حقوق بحق ناکثہ محفوظ ہیں

اردو ادب کا
تمام کتاب حکایات لایا
مؤلف سید ابراہیم شاہ
اشاعت اول نومبر 2009ء
تعداد 1100
طبع القادری پبلیشرز
ناشر سید حفیظ الرحمن
021-34594144 Cell: 9934-3432345

ملنے کے پتے

دہلا لاکھت بازار، کراچی
اسلامی کتب خانہ، غرضی پور، کراچی
قدیمی کتب خانہ، آرام بازار، کراچی
ایڈیشن انٹور، غرضی پور، کراچی
مکتبہ رحمتیہ، سرگودھا
کتب خانہ رحمتیہ، راجستھان، کراچی
مکتبہ الحسینی، بہار، پاکستان
مکتبہ رحمتیہ، لاہور
مکتبہ سید احمد شہید، لاہور
مکتبہ رحمتیہ، راجستھان، کراچی
قادیانی کتب خانہ، راجستھان، کراچی

فہرست مضامین حکایات اولیاء

نمبر	مضامین	صفحہ
1	پیش لفظ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ	7
2	تہذیب و ادب: شہداء کچھوہ اسرار الہیہ، غیرہ! مولانا ظہور الحسن صاحب مدظلہ	9
3	سید الہاگہ: حضرت شاد علی اللہی کی حکایات۔	14
4	حضرت مرزا مظہر جان جانا کی حکایات	17
5	حضرت شاد عبد العزیز محدث دہلوی کی حکایات	26
6	حضرت شاد عبد قادر صاحب محدث دہلوی کی حکایات	41
7	حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید کی حکایات	48
8	حضرت شاد محمد الحق کی حکایات	85
9	مولانا شاہ محمد یعقوب صاحب الہدی کی حکایات	99
10	حضرت سید محمد رے مدنی کی حکایات	101
11	حضرت شہ غلام علی کی حکایات	117
12	حضرت شہ عبد الحق کی حکایات	120
13	میراجی عظیم اللہ خاں مرشد عبد نعیم کی حکایات	122
14	مولانا شاہ محمد مراد، جزیرہ مولانا شہید کی حکایات	124
15	سید محمد حسین صاحب کی حکایات	127
16	حکیم نادر علی صاحب کی حکایات	127
17	شاہ احمد سعید صاحب کی حکایات	129

نمبر	مستقیم	نمبر
129	سورۃ عہد الہی پہنچنے کی حکایات	18
131	شہزادہ محمد برہمہ صاحب دہلی کی حکایات	19
137	حضرت مسیحی نور محمد صاحب تھانی کی حکایات	20
137	شیخ العرب والہم حضرت حاجی امجد اللہ قادری کی حکایات	21
153	حضرت مولانا ملک العلی صاحب سہیلہ کی حکایات	22
154	مولانا مفتی حسین صاحب کاندھلوی کی حکایات	23
163	حضرت مولانا شیخ محمد صاحب سہیلہ کی حکایات	24
163	حضرت مولانا محمد شامی صاحب شہید کی حکایات	25
166	مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی کی حکایات	26
166	حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ہالی دارالعلوم دیوبند کی حکایات	27
220	حضرت مولانا محمد رشید احمد نقوی کی حکایات	28
246	حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کی حکایات	29
255	حضرت مولانا محمد سجاد صاحب نانوتوی کی حکایات	30
256	حضرت مولانا شہدائے الدین صاحب کی حکایات	31
257	حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب شیخ مراد آبادی کی حکایات	32
260	نبیل الدینی مولانا شیخ مراد آبادی	33
271	رسالہ صدق التبعین فی جواب رسالہ بدعتیہ	34
272	جواب لاسحرۃ الخیال صاحب ماسون	35
287	حضرت مولانا محمد حسین صاحب دیوبند کی حکایات	36

نمبر	مضمین	صفحہ
37	جناب نواسہ وزیر الدین کی حکایات	289
38	جناب قلعہ الدین صاحب کی حکایات	292
39	جناب نواب مصطفیٰ خان صاحب کی حکایات	294
40	جناب مولانا فیض الحسن صاحب ادیب سمر پور کی حکایات	295
41	جناب مولانا فضل حق صاحب قبر آبادی کی حکایات	296
42	جناب مولانا فتح محمد صاحب تھانوی کی حکایات	297
43	مولانا عبدالحی صاحب کھنوی کی حکایات	298
44	مولانا نظام الدین صاحب بکوزہ صاحب نگار کی حکایات	299
45	عظیم الامت حضرت مولانا ہاشم علی تھانوی کی حکایات	305
46	حضرت مولانا فطیل احمد صاحب صدر مدرس مظاہر العلوم کی حکایات	311
47	حضرت مولانا شاد عبد الرحیم صاحب رائپور کی حکایات	317
48	حضرت امیر شاہ خاں صاحب روتی، سال امیر الروایات کی حکایات	318
49	تذیب الزیارات فی طیب العزایات	319
50	جناب مولانا محمد حسین صاحب احمد علی کی حکایات	326
51	امپور کے ایک مجذوب کی حکایات	327
52	ایک مجذوب صاحب کی حکایات	331
53	ایک بنگالی مجذوب صاحب کی حکایات	333
54	خانہ عبد القادر صاحب مجذوب کی حکایات	334
55	میر مجرب علی صاحب کی حکایات	335

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
335	مولانا احمد حسن صاحب کانپوری کی حکایات	56
336	مومن خاں صاحب مرحوم شاعری کی حکایات	57
336	مولانا احمد حسن مراد آبادی کی حکایات	58
336	مولوی عہد الحق صاحب کانپوری کی حکایات	59
337	ایک مشہور واعظ صاحب کی حکایت	60
338	مولوی جمل حسین صاحب بہار کی حکایات	61
339	مولوی محمد صاحب دکن ال آباد کی حکایات	62
340	مولوی محمد منیر صاحب بانو ترقی کی حکایات	63
340	ایک نور بنف لاٹ کی حکایات	64
341	مولانا میاں سید مصغر حسین صاحب کی حکایات	65
341	حضرت میاں صاحب اضافہ جدید مولوی محمد زکی یحییٰ مرحوم	66
351	پندرہ جملوں کا خط - اضافہ از مولانا مفتی محمد شفیق صاحب	67
353	مسائل ملائحتی تمہیدات مباحثہ	68
354	تمہید و مال امیر الروایات	69
355	تمہید و روایات لطیف	70
356	تمہید حسن از مولانا قادری محمد حبیب صاحب عظیم و زوال العلوم در بیہند	71
358	تمہید ملفوظات ملقبہ: شرف التقدیر "از مولانا شرف علی تھانوی	72

پیش لفظ

از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی

بسم الله الرحمن الرحيم

تجربہ شہادت ہے کہ بزرگان دین کی دکایات و روایات میں بھی ایک خاص نور ہوتا ہے جو اس نے جو غیبی واسطے پر کسی درجہ میں وہی اثر ڈالتا ہے جو ان ہر قول کی نصرت سے حاصل ہوتا ہے۔ اس نے ہمیشہ بزرگان دین نے ایسی دکایات کے متبع کرنے اور شرح کرنا نہ تمام کیا ہے۔ زیرِ نظر کتاب ای مقصد کیلئے حکیم علامت حضرت سیدی مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے امرو پر چند حضرت نے قلمی اور حضرت نے زبانی سے اس پر کچھ حواشی بھی تحریر فرمائے۔ یہ مجموعہ حضرت ای کے زمانہ میں حضرت ہی کی تجویز سے اردو ترجمانہ کے نام سے شائع ہوا۔

مولانا ظہور الحسن صاحب کسٹومی سابق صدر مدرس مدرسہ عربیہ اسلامیہ کو حق تعالیٰ نے پاکستان کے کئی بعد خانقاہ اہل حق و حقان کو ان کے قصود و انتظام کا شرف عطا فرمایا ہے انہوں نے ان کتاب کی صحیح نمائی میں بیسیوں رسالوں کے مضامین ایک نئی ترتیب اور مفید تفسیر کیساتھ شائع کیا اس کے بعد ای ترتیب و تفسیر کیساتھ بہاد شائع ہوئی رہا۔

حال میں برادر مولوی محمد رفیع صاحب کتب خانہ دارالاشاعت و ترجمہ آگرہ نے اس کتاب کے شرح کرنے کا روم کیا اور کچھ سے مٹھو دیا۔ اب وقت کتاب کی نشر ڈالنے سے چند ترتیبات مناسب معلوم ہوئی ہیں۔ (۱) مذکورہ رسائل پر حواشی حضرت تفسیر امت کے حصے ہوئے تھے لغز و غلطی میں من و عنان تھی کہ ابھی مضمون کے اندر لے آیا گیا تھا اس نے پڑھنے والوں کو الجھن پیش آتی تھی۔ اس جدید ایڈیشن میں حواشی کو مرید پرانی نگاہ کیا۔

(۲) چونکہ اس نئی ترتیب میں تیسرا رسالہ کے مضامین کو کچھ کر دیا گیا ہے اس کے اب ان تفسیرات کی ملاحظہ ضرورت نہیں رہی۔ اس کے شروع میں کتب میں بھی عمر و مفید معلومات

پر مشتمل دو بی بی کی اس حوالہ میں مہاراجہ صاحب نے تفسیر سے بعد احسن جواب دیا ہے کہ ان سے پہلے ان تفسیرات میں کچھ بھی لکھا ہوا تھا ہے جو بعد میں ان جگہ بنو تو تکرار آتی ہے ان لئے اس جدید طباعت میں تفسیرات میں کچھ کو آخر میں لکھا گیا ہے۔

(۳) کچھ طباعت میں مہاراجہ صاحب نے تفسیر احسن صاحب نے لکھو جدید اضافے اور ان میں نکایات سے اپنا حصہ بھی مشکوٰۃ میں لکھا تھا جو لکھے تھے اسی مسجد میں قزاقاب میں ایفہ بکارت میں مہاراجہ صاحب نے حضرت مہاراجہ صاحب نے تفسیر احسن صاحب نے لکھی تھی۔ یہ دور کہ اگرچہ قرن و عمر کے اعتبار سے سب دوروں نے شاکر اچھے تفسیر میں ہی سے لیا ہے انہیں تھے میرے والد ماجد حضرت مہاراجہ صاحب نے تفسیر کے شاکر تھے والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان کو تین میں بھی بھیجی تھی وہ تھے تیسری اور چھابھل اور کات کوئی خطا ہو گئی اور اسی کو خبر نہیں ہوئی کہ یہ کام کیا ہے کیا۔ سب کے سب دور کے ہمارے خاموش ہیں حضرت صاحب صاحب خود آگے بڑھ کر فرما دیتے یہ خطا مجھ سے ہو گئی ہے معاف کر دیجئے الحق پر موصوف کی بڑی شفقت و حریت تھی اس لئے ان کی کچھ نکایات مجھ سے مٹی ہوئی اور کچھ آپ بستی میرے ہر سے لڑکے مولوی محمد لکھی نے اپنے قلم مضمون میں جمع کر دی تھیں جو ہمارے ابلاغ راجہ میں شائع ہوئی۔ یہ نکایات بھی آخر کتاب میں شامل کر دی گئیں۔

افسوس ہے کہ اب سے ڈیڑھ ماہ پہلے یہ برہمچاریوں نے اسے رخصت ہو گئے تھے والدہ امالیہ راجہ صاحب سے آتے یہ مضمون مہاراجہ صاحب کی یادگار بھی ہے اور میرے ہی جہتوں اور غلطیوں کا نتیجہ بھی اللہ تعالیٰ مافیہ و مفید فرمادے۔

یہ محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے۔

۱۰۰۰ نمبر ۱۳۵۰ء

تفسیر رسالہ ارواح شامہ

مجموعہ امیر الہیات برہائیات الطیب و شرف تنبیہ و غیرہ

الحمد لله وكفى، والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى الحمد لله، على الله عليه
 و علمي جعلت كما زمانه و زمان تم که هر نفس استوار چه کی جرات و جرات کا شمار تھا خواہش بر حق
 اور جالیانی بر نفس کا شمار تھا و اپنی اور کو زندہ و نورانی سے کو اپنی عزت سمجھتے تھے حق اور
 و حق کی طرح قدرتی اور مصیبت کا شب و روز کا تیم و قس و نسائے مطلقہ کہ و کرتے تھے حق
 پاشی اور باقی کوئی ذات ان کا شغل تھا، خواہیاں اور خواہیاں بریں انکے ترقی و ملی تھیں کہ
 ان کو نشان کن مٹائی تھا، پر اس پر سے کہ میں نے اس کو مٹائی تھا، کیسے کہ میں شخص نے
 ہریت پائے اللہ اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر آئے اور ان قدر باطنی و حسی شہ سید و علم نے
 رہنمائی اور کچھ نہیں بلکہ چاہے چھپے سے ہی آپ کی اولاد کی نوادہ ایسا انسان کی کہ نہ اب
 اب حریف و شرفی اس کے رہے کو پہنچ سکتے ہیں و جید و خجی نہ کوئی اور سے سے ہوا باقی

جرم خاک آمیز چون بخون اند صاف آریا شدند اُمیوں کند

جس ان حضرات کے مراتب کا اندازہ کوئی دکانگاہے جنوں نے اپنی عمر بھر انہ حضوری میں
 قد بیست گذار ہو گا اور اپنی ذات ویر خاست نظام و کام نہ و مہر کی ہر حالت کو حضور مصلیٰ حد
 حید و حد کی ملت و اجارے سے توں زیر اثر رکھا دے و جالیات تھی کہ جس نے اپنی اور سے
 سمجھائی کو بڑے سے بڑے تاج کا نہ تاج کا یا نور کرنے اور انہوں کی واریت سے معلوم ہوتا ہے
 کہ یہ حضرات بہت فیض و شرفی پس معلوم ہو کہ صحبت و فیض قوی الہیہ اور روحانی الہیہ نے یہ
 کہ ایرانی و یہ میں آدمی کو نہیں سے نہیں چاہا باقی ہے کہوں نہ کو صحبت تو بجز ہے کہ وہ حقیقت
 سے کہ نہ بایات تک میں اپنا اثر و نمائی ہے چنانچہ سعدی فرماتے ہیں

خجہ نو شمع نور عدم روزے زید الزمستہ محبوب ہستم

ہر گھنٹہ کہ منہ پانچویں کہ اڑنے والا دینا تو قسم
بھٹا من نکلے ناچنا م دیکھیں جسے بھٹا تو قسم
بمال بھٹیں اور منی بٹوں ڈالت من بھال نام کہ قسم

حضرات صوفیہ نے اس دائرہ خوب سمجھا ہے اور مستفیدین اطمینان کی انتہا کیسے صحبت یک کو
نمائت ضروری قرار دیتے کہ مختلف مقامات سے اس کی اہمیت کو نوکد فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا
ہے۔

صحبت نیکی اور آئین برکت بحر از حد مان زہد طاقت
مگر کہ خواہر ہفت شیشی باندہ مگر تھینہ اور حضور اولیاء
سب زماں صحبت با او یا بحر از حد سال طاقت ہے دیا
مگر کہ ملک خار و مر مر شوی یوں بھاحب دل ری جو بر شوی
صحبت صانع تراصل کند صحبت طائف تراصل کند

اسی بنا پر حضرات صوفیہ کرام کے یہاں صحبت کو طریقیہ جزو اعظم قرار دیا گیا ہے اور مثلاً اپنی
تصانیف اور مکتوبات و کلمات میں اس کی ہر جگہ کید فرماتے رہے ہیں چنانچہ عارف شیرازی
فرماتے ہیں

مقام امن و سکون ہے شش در شش و شیش سرت امام بیخ شوز ہے خوشی

اکبر ال ایکبری ان ہی بزرگوں کی ترجمانی اس طرح فرماتے ہیں

نہ کتابوں سے نہ خطبات سے نہ زرت پیدا دین ہو تا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا
مور چونکہ یہ ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنی نادری یا کمزوری یا مشغل کو جو سے اس پہ تلاء نہیں ہے کہ
بال بیاں اور روزگار کو چھوڑ کر دور دور کے سفر کی شہت پر کر لے و لاہر کے اندراجات
کو داشت کر کے نہ بہت دیکھ اپنی ہے کسی نادری یا اور افتادگی یا اور دین کی ملازمت
موجود دینی جوہر سے ایسے بچاؤ و بچور ہیں کہ مگر در ملازمت وغیرہ چھوڑ کر تھوڑا وقت شش

درگوں و رہندہ ادوگی صبرت کیلئے نہیں نکال سکتے یا وہ مدت اتنی کم تینے کافی ہوتی ہے اسلئے
 ہر گمان ملت کے ایسے دو کوس تیلے ہنہر، معافیت، کوسوں دکلیات و مطلقاات اور ایسے مضرات ہو
 صبرت نیک سے محروم ہیں ان کیسے انکی نکالوں کہ معاملہ کی صبرت نیک کا تو نہ مقام ہے اور مواضع
 کا معاملہ تجویز فرمایا ہے مضر سے عارف شیرازی کا یہ شعر اس حالت پر مضمون ہے

۱۔ دریں زمانہ رہینے کے نالی از غفل است۔ نہ ائی نہ تاب سو خیز غزال است۔

چنانچہ زمانہ سفر سے یہ معمول جاری ہے کہ ہر گوں کی دکلیات و موقوفات اور عادات کو بیک کر کے
 توفی مہر سے میں شائع کر دیا جا تا ہے پس یہ کہ کتاب فقہی امامیہ و مدخل امیرہ مبینہ کر کے انیاء
 دکلیات و موقوفات سب ہی موقوفہ پر بھی لگی ہیں اور بیحد مضرات و مشایخ طوائف کو ان کے
 معاملہ کی ترغیب و تائید فرماتے رہے ہیں چنانکہ یہ بھی امر ہے کہ جن ہر گوں سے انسان کو
 خانہ آبی احتساب اور محبت ہوتی ہے انکی دکلیات و عادات سے خاص انہی لوہر ان کے اہل و اقوال
 کے اتباع کی جانب خاص کشش ہوتی ہے لیکن اب تک کوئی کتاب انکی مشایخ نہ ہوئی تھی جس میں
 ہر سے قریب زمانہ کے خانہ ان مادی لکھی ہو گوں کی دکلیات کا ذخیرہ ہو جو اب اسلئے ضرورت
 تھی کہ ہر گمان قریب کے حالات میں بھی کوئی کتاب مرتب کی جائے حق خالی پرانے خیر مہر
 فرما میں حضرت میر شاہ خان صاحب کو جنہوں نے باوجود علم و تحقیق میں نے ہر گوں کے
 فیض صبرت سے وہ درجہ حاصل کیا کہ آج مہر کی کام بھی ان کے علمی و عملی مرتبہ پر رشک
 کرتے ہیں۔

حق خالی نے ان کو علم اذہنی اور حنفی لکھی اور درجہ دکلیات و موقوفات و مہر شاہ مہر العزیز
 صاحب سے تیار ہو جو وہ زمانہ کے ہر گوں کے حالات و احوال کو یہ دست حدیث کی طرح انہی

۲۔ کتاب ایضاً و جامعہ ۱۶

۳۔ انہی میں انکی۔ نہ وہ امر ہے کہ وہ انکی دکلیات و موقوفات کے ذریعہ ان کے اہل و اقوال سے تعلق
 رکھتے ہیں وہ ان کے قریب ہوتے ہیں ان کے قریب ہوتے ہیں۔

و بلفظ نقل فرماتے ہیں اور پھر حکیم الامت مرشدی، مولانی بناب مولانا محمد اشرف علی صاحب دہلوی جو حکیم کو حق تعالیٰ دو جہان میں مراتب اعلیٰ ملتا فرمائیں کہ آپ نے حضرت خالصا حب موصوف سے بزرگوں کی حکایات کو بذریعہ مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی ضبط فرمایا، بہ تمام فرمایا، جنگی گوشہ لود اپنا ہے یہ تمام حکایات کتابی صورت میں جمع ہو گئیں اور کتاب کا نام مولوی کے نام کی مناسبت سے

امیر الروایات: تبوہو ہو اسی سلسلہ میں ہم مولانا مولوی محمد طیب صاحب مستم وارا العلوم دہلوی دام فیض خیمہ کا بھی شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے بھی حضرت امیر شاہ خالصا حب سے سکر بزرگوں کے حالات قادیان، مولانا، نصیب کے نام سے جمع کر کے شائع کیا ایسے ہی جناب مولوی محمد نبی صاحب دہلوی دام فیض خیمہ کی قیاد میں جمع شدہ ہے کہ آپ نے حضرت حکیم الامت دہلوی دام فیض خیمہ کے ملفوظات سے بزرگان دلی دلی کی حکایات کو جمع کر کے صورت و سال اشرف التنبیہ کے نام سے شائع کیا پس ان سب حضرات کی سعی اور گوشہ سے یہ تین رسالے بزرگان سلسلہ دلی الہی کے حالات میں جمع ہو گئے

(۱) امیر الروایات (۲) الروایات الطیب (۳) اشرف التنبیہ چونکہ بزرگوں کے بعض حالات واقوال محتاج تفصیل ہوتے ہیں لہذا پہلے دو رسالوں کے بعض بعض مقامات پر حضرت حکیم الامت دام فیض خیمہ نے بزرگان بیان مراد تفصیل حواشی بھی تحریر فرمائے جنکو ہر حکایت کیساتھ حاشیہ میں لکھ دیا گیا ہے پہلے رسالہ کے حاشیہ کا نام شریف الہ دلیات اور دوسرے رسالہ کے حاشیہ کا نام مقامات النصیب رکھا گیا طبع ثانی کیوقت مولانا محمد نبی صاحب موصوف اور مولوی فضل احمد علیہ رحمۃ اللہ نے رسالہ اشرف التنبیہ کے آخر میں دو فوائد بھی فرمائے اور اس مرتبہ احقر نے بھی بعض بعض بزرگوں کا حکایات لا معتبر کتابوں سے انتخاب کر کے اضافہ کیا اور پھر چونکہ یہ مجموعہ حکایات علاوہ اضافات موصوف کے تین رسالوں پر مشتمل تھا اور ہر رسالہ میں بھی ہر ایک بزرگ کی حکایات مشتمل علوم نہ تھیں اس لیے ناظرین کے لیے باعث انتشار تھیں۔ لہذا احقر نے

سید الطائفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی حکایات

ذکایت (۱) خان صاحب نے فرمایا کہ ایک شخص نے شاہ ولی اللہ صاحب مولانا فخر الدین صاحب مرزا مظہر جان جاناں صاحب کی دعوت کی تینوں کو ایک جگہ جمع کر چاہا۔ وہ چلے آیا اور ایسے ایک تھکے تھکے ہاتھ پاؤں سے پہنچا۔ یہ اس کا حضرت میں آئندہ نام نہ تھا کیا اور حومت کا بالکل خیال نہ تھا۔ اس وقت وہ کیا بے کھانچہ انتظام نہیں ہو سکتا اس لیے کھانے کے دھڑے آئے مولانا فخر الدین صاحب نے تو اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ بھائی یہ بھی تمہارا احسان ہے کہ کدو کھائے اور ہم صبح سے اس وقت تک حردرد کی گرجے تب ایک ٹکڑے کے مستحق ہوتے اور ہم نے ہم کو آرام سے ٹھہرا ایک تھکے دیدہ شاہ ولی اللہ صاحب نے خاموشی کیا تو بولے یا اور بھگتہ کہا مگر مرزا صاحب بخوش ہوئے اور یہ کہا کہ تو نے ان حضرات کو وقت ضائع کیا کیونکہ شاہ صاحب اس وقت تک حدیث پڑھتے اور مولانا فخر الدین صاحب اپنے مریدوں کو کدو کھاتے ہیں اپنی نسبت بھگتہ نہیں کہتا کہ میں کیا کرتا کہ تو نے ان حضرات کو ان دینی خدمتوں سے روک دیا ہے اور انہوں نے ان کو ان کے بعد تینوں حضرات اللہ کر پلے آئے یہ قصہ مان فرمایا کہ صاحب نے فرمایا کہ یہ قصہ مجھ سے حضرت حاجی صاحب نے بھی بیان فرمایا اور مولانا فخر الدین صاحب نے بھی اور مولانا گنگوہی نے بھی حضرت حاجی صاحب نے اس قصہ کو بیان فرمایا کہ مولانا فخر الدین صاحب کی بات یہ ہے کہ انہوں نے اس سے چشتیت لگتی ہے اور مولانا فخر الدین صاحب نے فرمایا کہ شاہ ولی اللہ صاحب کی بات یہ ہے کہ ان کے نہیں نے اصلاً حرکت کی اور حضرت گنگوہی نے فرمایا کہ میں نے بھی اس سے اپنے حضرت کا اختلاف نہ لیا اور اس سے اختلاف نہ کیا صاحب فرمایا۔

ذکایت (۲) خان صاحب نے فرمایا کہ میں نے مولوی مراد علی احمد نور جوئی اور مولانا محمد شاہ

نور جوئی سے سنا ہے کہ ان کے اختلاف نہ تھا

پہلے ہاتھوں میں لے سے تھے اور یہ بھی دوسرے ہاتھ اپنا کرتے تھے۔ اس وقت وہاں نہیں شروع کیا تھا۔ یہ
 ہو آرتی تھی جوں جوں ہم ہوا کرتے تھے ہمارے چاہنے والے رخصت ہوتے تھے اور ایک یہ
 شخص تھا جو ہر آوارہ گاہ خدا کے پاس بہت سی دھرم سلوک کی طرف متوجہ ہوئے اور خدا کے
 فضل سے صاحبِ اہانت ہوئے ایک روز ہمیں خیال ہوا کہ یہ شخص باوجود دست ہے اس کی طرف
 توجہ کرنی چاہیے میں نے جو اس کی طرف توجہ کی تو میں اس کے نفس ہی میں دب گیا اور میں نے
 اس کو بہت اونچا دیکھا اب تو میں نہایت پریشان ہو اور میں نے اس کا نہایت لڑکچہ کیا اور اچانک جبکہ
 اس کیلئے چھوڑی اور کہا کہ میں اس جگہ کے کامل نہیں ہوں آپ میری جگہ تشریف لے گئے اور میں
 آگیا جگہ ٹھکانے نہ تھا میں نے بہت اصرار کیا کہ میں نے میرے اصرار پر بھی نہ مانا اور کہا کہ تمہیں
 میرے ساتھ وہی رہنا ہو گا جو ایک کرتے رہے ہو اسکو میں نے نہ مانا پھر انہوں نے میری
 تمام کیفیت سب کچھ کہی اور وہ گیا اب میں بہت پریشان ہو اور میں نے کہا کہ میری
 کیفیت یہ وہ اس نے کہا اس شرط پر واپس کرنا ہوں کہ وعدہ کرو کہ مجھ سے ہمیشہ وہی رہنا کرتے
 رہو گے جواب تک کرتے رہے ہو اور یہاں نہیں پہنچے جامع مسجد میں سب لوگوں کے سامنے

گفتی ہیں گا یہ بھی نہ مزے سے کیا کھلی قربان تیرے پھر مجھے عہد ہے اسی طرح
 (یہ شعر اس جگہ خاتما صاحب نے اپنی طرف سے پڑھا تھا) میں نے ناچار اس کو منظور کیا اور اس
 مجھ کو دی سے میں لیا کرتا ہوں۔

انہوں کی بہت قدر تھی۔ اور سب کے سامنے یہ بھی نہایت ہو چکا۔ (اثر فطری)
 کہ یہ سب کی حقیقت جیسا اس نے حضرت سواۃ فکر نے سنی ہے یہ ہے کہ معمول نے قوی اور یہ وہی ہے کہ اس
 تصرف کیا جاتا ہے جس سے اس میں غارت ہو جاتا ہے۔ اس کا قرب کو کوئی دلیل نہیں دے سکتا مگر یہ کہ اس
 خواہش کسی طرح کسی زمانہ غیرہ کے سب سے بھی زیادہ ہے اور اس کے قیام کوئی ضابطہ بھی نہیں دے سکتا۔ اس سے
 حق ہو جائے البتہ اس کے لئے گامے سفر ہو جاتا ہے کہ وہ سب وہاں پہنچتا ہے کہ اس کا اور وہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کی
 حال کی طرف ہی لپکتا ہے اور اس کا حال ہو جاتا ہے کہ اس کے طرف سے اس کے اور جہاں کیفیات نکلتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔
 یہ وہی ہے کہ اس کے طرف سے وہ جہاں مسکرت ہوتا ہے وہ وہاں جہاں ہے جہاں اس کے ساتھ رہتا ہے۔ (اثر فطری)

حکایت (۸) کہ انہد صاحب نے فرمایا کہ مرزا جون چکانہ رحمت اللہ علیہ ثنائی خانہ دین سے ملے اور مالکیہ کے مخالف دیحان تھے ان کے بعد خانہ مرزا جون تھا اور مرزا صاحب خانہ میں جانے کا تئید نے دھا تھا انکی مشابہت کا وہ یہ ہے کہ دہلی میں بیٹے خاں، انکی بہن کا نام تھا اور انکی امی کا نام تھا۔ شہر پر تھے اثنائے دور انکی مرزا صاحب کا کہتے ہیں کہ آئے اور کہا کہ آپ شیخین کی نسبت یہ کہتے ہیں مرزا صاحب نے فرمایا میرا کیا ہے کہ میں انکی نسبت یہ کہ میں انکی نسبت یہ کہتا ہوں کہ وہ اپنے واسطوں الاولاد طبع اس پر انھوں نے کہا کہ وہ زور قوت کے وقت پہنچا ہے میں تھے اسلئے خدا نے میں فرمایا اور جہ کو انکی حالت میں ہوئی وہ اس معاملہ میں خدا کو مدد دیا ہے اس پر مرزا صاحب نے فرمایا کہ اپنے اسحق کو خدا کو میں نہیں ماننا جسکو یہ بھی نہیں ہو کہ شیخین نقو باطن مرزا دہلی کے اور وہاں خود شہر کی کا بھی پڑا دے اور اسے دہشت کا بھی مدد کر لے ہیں خدا انھیں کا خدا ہے اور انھوں نے عدوئی مادی جو مرزا صاحب نے بیٹے میں ملکی عدوئی ایسے انداز سے لگی کہ مرزا صاحب کا خود انتقال نہیں ہو لگا وہ دہشت زخمی ہو گئے تھے۔ ہم کا جب عمر جو انویاوت کیسے آئے اور پچھا مرزا صاحب جو مرزا صاحب آپ نے فرمایا کہ عدوئی انکی ہے سو انکی تو چنداں تکلیف میں کیونکہ یہ بیٹے اپنے ہی سے چھٹی تھا ہاں عدوئی نے کہ قریب سے انکی ہے اسلئے پھر بار بار دہلی میں ہے اور انکی سے دماغ حالت یہ پیش ہے کہ نقوب خان خورجی اور ابو عر خور جیہی بیان فرماتے تھے کہ مرزا صاحب نے اس حالت سے چارپانے میں روز پٹے یہ غول لکھی تھی۔

طرح تربیت میں یہ خدا از نقب تحریر ہے کہ اس مقولہ اور جواب ملتا ہی نیست تعمیر اور یہ شعر آپ کی رسمت محمد و کندو می ہے

اشفاق از احقر ظہور احسن کسواوی

حکایت (۹) ایک روز شاہ فرمایا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور مولانا نضر الدین صاحب نوشہری میرے پاس سے مرزا مظہر جان جانا رحمت اللہ علیہم اجمعین تینوں کا ایک زمانہ مرزا تینوں حضرات سے ملنے میں تشریف رکھتے تھے ایک شخص نے پیادہ تینوں حضرات اتفاق سے ایک کمرے میں ملا، اس کا نام خان لکھنا چاہیے کہ کس کام پر آیا ہے یہ شخص بول شاہ ولی اللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کہ حضرت کل آپ کی میرے یہاں دعوت ہے قبول فرمادیں اور نوے شاہ خانہ پر خود تشریف لائیں میرے بلائیے منتظر رہیں شاہ صاحب نے فرمایا بہت اچھا اس کے بعد وہ شخص مولانا خاں دین صاحب کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا کہ سزا مجھے نوے میرے بعد میرے بلائے ہیں مکان پر تشریف لائیں اور ماضی تمام فرمادیں یہاں سے اٹھ کر یہ شخص مرزا جان جانا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ کاروبار کے سبب خدمت میں حاضر نہ ہو سکتا ہوں۔ اس نے کہا کہ غریب خانہ پر تشریف لے آویں تینوں حضرات نے دعوت قبول فرمائی اور اگلے روز تینوں وقت مشترک رہے اس شخص کے مکان پر پہنچ گئے اور نوے شاہ صاحب تشریف لائے اس نے انکو ایک مکان میں مقیم ہوجایا سزا مجھے نوے مولانا تشریف لائے انکو دو مکان میں بھیجا پھر اس نے مرزا صاحب تشریف لائے ان کو تیسرے مکان میں بھیجا عرض تینوں حضرات طبع و طبیعت مکان میں اٹھائے گئے کہ ایک کو دو برس کی علیل بھی نہیں ہوئی سب تینوں حضرات تندرست تھے تو یہ شخص پانی پلا رہا تھا وہ حلالے اور یہ نہ کہ چلا گیا۔ ابھی کہ وہ پلا رہا تھا وہ تندرست تھے نہ کہ تندرست اور اس شخص نے فرمایا کہ یہ بھی نہ دیکھا کہ کون کیا اور ان حضرات نے جب غم کا وقت آیا تو اس نے سوچا کہ مسلمانوں کو نماز بھی پڑھنی ہے تو بول شاہ ولی اللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور شرمندہ صورت ذکر عرض کیا حضرت کیا کدوں گھر میں تکلیف ہوئی تھی اسنے کھانے کا انتظام نہ ہو سکا اور پیسہ نذر دے اور کما انکو قبول کر چکے شاہ

صاحب نے خوشی سے دو پیسے لئے اور فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے اہمالی کمروں میں ایسا ہوتا جانتا ہے شرمندہ دہائی کی بات نہیں یہ فرما رہا ہیں۔ نے پھر یہ شخص مولانا فخر الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہی کہا جو وہاں لکھا تھا اور وہ پیسے نذر کئے مولانا نے فرمایا اہمالی فکر کی آیات ہے اکثر کمروں میں ایسے قصبے پیش آتے ہیں اور ان کے بے ہوش نہایت دندہ پیشانی سے تقطیر کیا ساتھ دریاں پھیلا دیا تو پیسے کی نذر قبول فرمائی اور وہ مال میں باندھ کر لے گئے۔ وہ لوگ اور نصرت کر کے یہ شخص حضرت مرزا جان جان کی خدمت میں پہنچا اور وہی نذر دین کر کے دو پیسے نذر کئے مرزا صاحب نے میرے تو ان کا کہیں میں اول لے اور پیشانی پر بل ڈال کر فرمایا کچھ مضائقہ نہیں مگر پھر ہمیں ایسی تکلیف مت دہینو یہ فرما کر تشریف لے گئے اس شخص سے یہ قصہ اور ہر گھنٹہ سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مولانا فخر الدین صاحب غن دور پیشی میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں کہ انہوں نے وہ نذر دندہ پیشانی کیا ساتھ تقطیر سے کھڑے ہو کر قبول فرمایا اور انہیں کمر درجہ شاد ولی اللہ صاحب کا ہے کہ کھڑے تو نہیں ہوئے مگر خوشی نذر کو قبول فرمایا اور تیسرے درجہ پر مرزا صاحب ہیں کہ نذر کی قبولیت کیا ساتھ مال بھی خدیر فرمایا یہ قصہ نقل فرما کر حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا کہ اسی زمانہ کے بڑا گونا گونا کئی چیزیں تھ مگر میرے نزدیک تو حضرت مرزا صاحب کا درجہ بڑھاؤا ہے کہ بڑھو استفادہ ناک مزاج ہونے کے ان کا صبر و تحمل فرمایا اور کچھ مضائقہ نہیں "ہدایہ عظمیٰ"۔

حکایت (۱۰) مرزا جان جان رحمت اللہ علیہ کی امانت صبح اور تقاضا و ناک مزاجی کے بہت سے قصے حضرت امام شریف فرمایا کرتے تھے یکدم فرماتے گئے کہ مرزا صاحب کی ایک شخص نے دعوت کی اور چہ نکو وہ آپ کی ناک مزاجی سے واقف تھا جسے عجم کو خوب صاف کیا ہوا زونہی نقل کرائی جب سب ضحیٰ اسکو سٹھلے اور خوبصورت بنا لیا تو مرزا صاحب کو بلا مرزا صاحب تشریف لائے اور انکے طرف پیچھے گئے جب کہا اسامنے آپ اور مرزا صاحب نے فقہ اعظمی دوسرا تھ سے پڑھ

اور فرمایا میں اب وہ روز از میں سے کھینچا تھا ہوا ہے جھک ۔ صاف نہ ہو گا تجھے سناٹ لھایا بیجا کھینچا یہ
اسی وقت روز نکلا کر زمین کو سمور آیا سب مرزا صاحب نے نواہ توڑا

حکایت (۱۱) کہے جانے دو رکھی ہوئی چیز دیکھ کر مرزا صاحب کے سر میں دو روزوں سے ٹٹا تھا ایک دن
بہار رشاد بہت امان والی آجائے بعد اجازت حضور فی طے پر زیارت آئیے حاضر ہوا۔ دم کر رہا تھا نہ وہ
کو پیاس لگی زہ پانی طلب کیا حضرت نے فرمایا دو گلاں اٹھاؤ ہے یہ اس میں تیر پانی پیو۔ شاہ نے پانی
پیا اگلہ دیکھا نہ شہ نے پیر کھد یا مرزا صاحب کی انکھ جو کھڑے پرین کی قوپ ۔ ذرا تر پھا احرار ہو تھا
در تک تر بھی جاوے دیکھتے رہے آخر خط موٹا فرمایا جناب آپ با شامت کیا کر تو ہو کمر
اگلی تک نہ منگاری تو کی ہی نہیں دیکھو تو گھڑے پر پیرا رکھنے کا کی طر ہے ۔ کچھ بعد مرزا
صاحب نے ناشی کھیا کھ فرمایا آندہ میں اس کی تکلیف دے دو

حکایت (۱۲) ایک رات مرزا صاحب کو سردی کی وجہ سے نیند نہ آئی ایک راجہ ملازمہ کو یہ جان
معلوم ہوا تو حاضر ہو کر عرض کرنے لگی اجازت ہو تو رضائی بناؤں ؟ حضرت نے فرمایا بہت اچھا
بعد نماز عشاء برائے رضائی نیکر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضرت رضائی حاضر ہے آپ سوخت
چاہوئی پر لیٹ چکے تھے فرمایا جانی میں تواب لیٹ رہا تھا مشکل ہے تو میرے اوپر والد سے
برھمائیے رضائی حضرت کو اڑھائی چلی گئی صبح ہوئی تو مرزا صاحب نے غلام سے فرمایا غلام علی
مجھے تو تمام رات نیند نہیں آئی دیکھ تو رضائی میں حلی ہوں تو میں نے شہ غلام علی صاحب نے
نوب غور سے دیکھا رضائی رضائی تھی جو کاکھاس پتہ بال جھدی میں نکلا ۔ کچھ دیر سے پڑے تھے
جب پرکار سے نکلا کھینچ کر رات یہ نے غلام صاحب کو آرام دے

حکایت (۱۳) ایک روز ارشاد فرمایا کہ غلام علی مرزا صاحب کے خاص خادم تھے جب بنگلا
لے گئے تھے ۔ ہوتے تو بہت استیاء رکھتے تھے مگر پھر بھی یہ حال تھا کہ جب ذرا آتی تھی پٹھانہ تاتو
حضرت فرماتے میاں تمہارے ہاتھوں میں ہاتھ نہیں ہے اور جب اور انہو بھیجتے تو فرماتے تو تو

مجھے ارادہ تھا کہ مراد خدا علی صاحبہ سے دلی زبان سے عرض کیا جائے۔ مگر اس وقت میں نے اپنے دل سے یہ نہیں کہا۔
 لوگوں پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ صاحب کو غصہ آکر اور دھڑکے اُڑا دیے۔ انہیں چھوڑ دیا۔ پھر شہنشاہ
 علی صاحبہ اسے اور غلاموں کے بارے میں پوچھا۔ پھر انہیں غصہ سے بڑھاتے رہے۔

حکایت (۱۴) ایک بار قاضی صاحب عباس قادری نے ایک شہزادہ کو دیکھا جسے شیخ صاحب
 دیوان علوم دینی مرزا صاحب نے گناہ سے بانی پینے کی اجازت مرست فرمائی تھی۔ پانی
 پینا مرگھا۔ شیخ صاحب نے سر پکڑ لیا اور خود نمونہ سے پوچھا: "کیا کوئی گناہ ہے؟" پورے
 گناہ کے ساتھ ان کے ساتھ شیخ صاحب کو پانچ سو ایک طرف اٹھا دیا اور پانی چڑھا دیا۔ وہ سر کی
 ہوتی تھی۔ مگر مرزا صاحب کی جو نگاہ پڑی تو یہ بیان ہوئے اور قاضی صاحب نے فرمایا: آپ کی
 ان شیخ صاحب کیساتھ جو غلطی ہوئی، آپس میں باہم پکڑنے کا بھی حقیقت نہیں۔ وہ تو سر پرین ایک ہی
 وچار میں نال لیے حضرت مرزا صاحب کے حرد سے ہر تفریق ان کا صاحب وقت ہوتا تو پکڑے
 سے تھا۔ غلام علی صاحب قریش کو ساری قربت کرتے تھے۔ لیکن مرزا صاحب نے حج و عمرہ پر
 تعریف لائے تو سر پکڑا۔ نہ کہے اور فرمایا: غلام علی تجھ کو اب تک تمیز نہ آئی، علی تو سہی وہ قریش
 پر تنکڑا ہوا ہے چاند کی انھا۔

حکایت (۱۵) ایک مرتبہ میری اور شخص نے اپنے استاد سے لڑائی کر کے گھر گئے۔ آپ نے
 رکھ پتے کوئی جواب نہ دیا۔ دوسرے دن اس شخص نے اور بات کیا۔ مگر اسے لڑ پتہ بھی آئے آپ
 ناموس ہو گئے۔ پھر پچھتاہوئے۔ فرمایا: میری مرتبہ اس شخص نے جو یہی سوال کیا، وقت مرزا
 صاحب سے منہ نہ ہو سکا۔ فرمایا: "تو میرے بھائی کے پاس جا کر کہنا کہ میں نے کہا ہے کہ
 کہتے ہوئے بھی لو نہیں دیتے ہو گئے۔ یہ تو ان کے دوا تو آپ چاہتے تھے کہ اسے سب سے پہلے کہہ دو
 بھی چاہتے ہیں۔ میں لو کہہ دیتا ہوں کہ میں نے یہ سب کی برادر ہو گیا ہے۔" تو میری کہنے کے بعد دھچک
 دہن میں ڈال لے۔

میں سے وہ سب کی بات میں آکر غصہ ہوا۔ اس نے کہا: "میں نے تم کو سزا دی ہے کہ تم میری بات نہ مانو۔" اس نے کہا: "میں نے تم کو سزا دی ہے کہ تم میری بات نہ مانو۔" اس نے کہا: "میں نے تم کو سزا دی ہے کہ تم میری بات نہ مانو۔"

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی حکایت

حکایت (۱۰) سلطان آباد میں ایک شخص نے ایک عورت کو اپنے گھر میں رکھا۔ اس نے کہا: "میں نے تم کو سزا دی ہے کہ تم میری بات نہ مانو۔" اس نے کہا: "میں نے تم کو سزا دی ہے کہ تم میری بات نہ مانو۔" اس نے کہا: "میں نے تم کو سزا دی ہے کہ تم میری بات نہ مانو۔"

اس شخص نے کہا: "میں نے تم کو سزا دی ہے کہ تم میری بات نہ مانو۔" اس نے کہا: "میں نے تم کو سزا دی ہے کہ تم میری بات نہ مانو۔" اس نے کہا: "میں نے تم کو سزا دی ہے کہ تم میری بات نہ مانو۔"

ملی تھی اور شاہ رفیع الدین صاحب تو پیدل نکمنوں چلے گئے تھے اور شاہ عبدالعزیز صاحب پیدل جو پور چلے گئے تھے کیونکہ ان دونوں کو سوار ہونے کا حکم تھا اور نہ ساتھ رہنے کا اور دو دفعہ روافض نے شاہ صاحب کو زہر دیا تھا اور ایک مرتبہ پٹھانوں کا ہتھکنڈا ملا دیا تھا جس سے شاہ صاحب کو برص اور جذام ہو گیا تھا اور جو پور کے سفر میں شاہ صاحب کو لو بھی لگی تھی جس سے مزاج میں سخت حدت پیدا ہو گئی تھی جس سے جوانی ہی میں پرانی جاتی رہی تھی اور ہمیشہ سخت پہ چین رہتے تھے اور دوسرے مصنوعی صوفیوں کا غلبہ تھا جن کا اثر بادشاہ پر اور شہزادوں، شہزادیوں پر اور عوام پر تھا اور اس وجہ سے ان کی جرأت اور گستاخی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ علماء کے پاس آتے تھے اور کہتے تھے کہ اومسجد کے مینڈھے کچھ دلو! ہم رنڈی رکھیں گے شراب پیئیں گے بھنگ پیئیں گے علماء کو مجبوراً دینا پڑتا تھا حتیٰ کہ شاہ عبدالقادر صاحب بھی دیتے تھے مگر وہ کہتے تھے کہ میاں صاحب لو کھانا کھا لینا لیکن شاہ عبدالعزیز صاحب نے کبھی کسی کو نہیں دیا اور ہمیشہ لطائف الخیل سے پیچھا چمڑا چٹا نہچے اس پر ایک قصہ سناتا ہوں یہ قصہ میں نے مولوی عبدالقیوم صاحب، مولانا گنگوہی صاحب اور دوسرے بہت سے اشخاص سے سنا ہے وہ قصہ یہ ہے کہ قطب صاحب کا ایک مجاور دہلی میں آیا اور علماء کے پاس گیا وہ جس عالم کے پاس جاتا اس سے یہ کہتا کہ مجھ سے قطب صاحب نے فرمایا ہے کہ تم فلاں کے پاس جاؤ اور ان کو ایک تکہ دو اور کلاوہ انکے سر پر باندھ آؤ بزدل امیں قہیل حکم کیلئے آیا ہوں اور یہ کہہ دو تکہ پیش کر تا اور کلاوہ باندھ دیتا اور کچھ نذرانہ لیکر چلتا ہوتا یہ شخص شاہ صاحب کے پاس بھی آیا اور اگر ان سے بھی یہی کہا مگر شاہ صاحب نے حکمت عملی سے کام لیا اور فرمایا کہ کہہ دو اس وقت مجھے وضو نہیں ہے اس نے وہ کلاوہ اور تکہ رکھ دیا اور منتظر ہوا کہ شاہ صاحب کچھ دینگے مگر شاہ صاحب نے کچھ نہ دیا جب اس نے دیکھا کہ یہ کچھ نہیں دیتے تو اس نے کہا کہ حضرات مجھے کچھ تبرک چلے شاہ صاحب نے فرمایا کہ آپ قطب صاحب کے فرستادہ تھے آپ نے قہیل حکم کر دی جب قطب صاحب مجھے حکم دینگے میں بھی خدمت میں پیش کر دوں گا وہ مجبوراً رخصت ہو گیا اب ایک اور قصہ سنیے اس زمانہ میں ایک صاحب مولوی نصیر الدین صاحب تھے جو مدنی الاصل قوم

یہ سب بے تحاشی میں ہوا وہ فائن تھا اتفاق سے نہیں خاں سلطان کو پہلے لو اس اس میں غصے سے اس
 باغ میں یہ وہاں تو اس میں اہم مزاج تھا وہ نہیں رہتے مگر وہ اس مکان کو اس زمانہ کے
 مطلق مالک و معین تھے اس زمانہ میں وہ سب ان کے مکان میں رہتے تھے ان کا نام
 ظاہر تھا تو اس میں غصے سے اس کے مکان کے قریب میں تو کھڑا تھا کون کے پاؤں میں آتے
 معلوم ہوئی اور اس نے اندر سے لواز میں کون کے مکان کے قریب میں وہاں رہتے تھے یہ
 وہاں تھے یہ پتہ پڑا کہ یہ تھے علیہ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ان کے مکان کے اندر نہ گئے
 نہیں یہ تو کھڑا رہتے نہ ہائی یہ سب کی سب خاں پر کچھ ایسا اثر ہو کہ کھڑا تھا کہ مزید یہ کچھ
 اور چہرہ ہوا کہ وہاں کہ ان کے قریب میں کھڑا رہتے تھے اور اس کو بڑا ترانے کہ دیا کہ یہ میں کھڑا
 رہا نہ مانا ہے اس کا تم کو اختیار ہے جو ہے تم میرے کہ وہ دیکھ چاہتے خود رکھ لیا مجھ اب نہ
 کمر بار سے کوئی تعلق ہے اور نہ تم سے کچھ سہ کار تم سے لوگ اپنے اپنے گھر چلے جاتے ہیں تو میں
 وہ ہونچا ہوا بیوی کو طرف قلعہ کر اس پر لونیہ میں کر ان کے ہوا کہ ان کی وریہ کہ دیا کہ یہ علاقہ
 نہ میری بیوی کے پاس پہنچا نہ علاقہ میں ان کے نہ اس زمانہ نہ کہ اور وہ کھڑا شاہ کے پاس وہ
 نے کھڑا شاہ کا یہ طرف پر کھڑا یہ جب کہ وہاں تھا اسے عوام یہ اس کا بہت اثر ہوا اور وہاں
 نہ ہی سہارہ کو بہت بڑی ہو گئی تھوڑے دنوں کے کھڑا شاہ کا کھڑا ہوا دیا اور اسکی جگہ اس میں خاں
 سب کو ان میں وہاں کی طرف بہت پرہیز جو حالت ہوئی ہوا کہ ان کے وہاں اسوں نے میری
 غرض سے دلی کا مغربیہ اور الی پہنچ کر شاہ صاحب کی خدمت میں بھی پہنچے کلام کہ وہاں جو حالت
 سے اس میں نہ ہوا وہاں پہنچے کا تھا اس سے اسوں نے کہ وہاں کی کوئی انجمن و تحریک نہیں
 نہ کہ انہوں نے ان کے پاس کے رہا ہوا اپنے ہمارے کے علاقہ میں کیا اور کہہ کہ تلو صاحب
 شریعت کی قید میں رہے کہ ان قید سے اور چھوڑا اثرات کو کہ وہاں صاحب نے نہایت
 انفرق سے فرمایا ہے شاہ صاحب نے یہاں اپنے ہوا اپنے پاس بٹھا لیا اور یہ وہ کہ وہاں اور حرم کی
 نہیں کرتے رہے اس کے بعد وہاں میں شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہاں صاحب نے اپنے فرکان بھی

کسی ایچی ریاست میں نوکر ہو جانے کے اور اعلا پر انتظام تیار سے متعلق ہو گا چنانچہ اسی سال پھوپھا صاحب مال گڑھ کی ریاست میں خوابوں وادوں کے یہاں ملازم ہو گئے اور تالیف و معارف رہے اور نہایت دیر نہ گزرتا کہ کام کیا یہ واقعہ خود میرے پھوپھانے مجھ سے بیان کیا ہے۔

حکایت (۲۳) خان صاحب نے فرمایا کہ پھوپھا صاحب نے مذکورہ بالا اپنا خواب بیان کر کے فرمایا کہ ایک شخص اکثر یہ خواب دیکھتا تھا کہ میرے گھر میں پھوپھیاں لڑتی ہیں۔ اس خواب کو میں نے تو صاحب سے بیان کیا تھا صاحب نے اس خواب کو سن کر فرمایا کہ تیری بیوی، سوئے رہا ہے! قہقہے سے لگتی ہے اس نے اگر بیوی سے دریافت کیا بیوی نے تصدیق کی کہ

حکایت (۲۵) خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالقیوم صاحب کے صاحبزادے مولوی یوسف صاحب فرماتے تھے کہ جب انگریزوں کا تسلط ہوا تو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے فرمایا کہ اب ہندوستان کی سلطنت عکس وکس ہو گئی ہے ان کے ہاتھ سے ظلمت بہت مشکل ہے یہ روایت میں نے مولوی یوسف سے ملا واسطہ بھی سنی ہے اور واسطہ مولوی محی الدین خاں صاحب مراد آبادی سے بھی سنی ہے۔

حکایت (۲۶) خان صاحب نے فرمایا کہ چار شخص شاہ صاحب کے خاندان میں بہت تھے ایک شاہ رفیع الدین صاحب انکی نسبت سید محمد خاں نے لکھا ہے کہ ان کا ایک روز بیٹھ خالی رہتا تھا یہ مکان سے ہم جوترو پر بٹھا کرتے تھے اور اسے فرش نہ ہوتا تھا صرف پٹائی ہوتی تھی اور کبھی پٹائی بھی دیدیتے تھے اور خالی زمین پر بیٹھتے تھے سارے محلے کی عورتوں کا کام کیا کرتے تھے میرے استاد میاں بی محمدی صاحب فرماتے تھے کہ ایک روز شاہ صاحب عورتوں کا سواغریہ بے گئے گئے چوٹا سووے کٹاف اور حلاوت تھے اسے اول انہوں نے سووے روہل میں بانہ احمد جب روہل میں محی الدین خاں کو کرتے میں رکھے جب اسے جس منجانش نہ رہی اور ایک سوہلانی رہ گیا تو اسے ٹوپی

ملا بہت غایر ہے اور میں میں لکھتا ہوں کہ یہ ہے کہ کوئی بانی نہیں۔

۲۔ دشمن کوئی نہیں، مست و مروت دونوں ہو سکتے ہیں تو اولیاء اللہ (اعرف علی)

میں نے لیا میں نے عرض کیا کہ حضرت دال مجھے دیدیتے اور ٹوپی خالی کر کے اوڑھ لیجئے تو اپنے فرمایا نہیں مسلمان کی ہر چیز کام میں آتی چاہیے دوسرے سخی مولانا شاہ اسحاق صاحب تھے جب یہ اجیر پہنچے اور مجھ اور ان کے پیچھے لگے تو اپنے فرمایا اسوقت تم ہمارے پاس نہ آؤ ہم پہلے زیارت کر لیں جب زیارت کر کے اپنی قیامگاہ پر پہنچیں ہمارے پاس آنا مجبوروں نے ایسا ہی کیا اور آپکی قیامگاہ پر پہنچے اسوقت اپنے مجبوروں کو بلا گئے ہوئے اور نہیں بھر بھر کے روپیے دیے یہ دیکھ کر مجبوروں نے کہا کہ ان کو کون وہابی کہتا ہے ایسا تو اب تک کوئی بھی نہیں آیا صرف فلاں دھم آئی تھی سو اس نے بھی اتنا نہیں دیا تھا یہ تو انکا اپنے ذاتی روپے کیساتھ ہوتا تھا اور اگر کوئی درخواست کرتا کہ حضرت فلاں شخص سے میری سفارش کر دیجئے تو آپ بے تکلف سفارش کرتے تھے چنانچہ فرخ آباد والے نواب کو ایک سال میں ایک ہزار سفارشی خط لکھے اور اس نے ہر خط کی قیمل کی۔ آخر مجبور ہو کر عرض کیا کہ حضرت کے سفارشی والا نام اس سال ایک ہزار پہنچے ہیں اس پر اپنے فرمایا کہ واقعی آپ کو بہت تکلیف ہوئی مگر میں سفارش کے بغیر رہ نہیں سکتا تم میری تحریروں پر عمل نہ کیا کرو مولانا گنگوہی نے یہ قصہ بیان فرما کر فرمایا کہ اپنی اپنی طبیعت ہے چنانچہ مولانا محمد یعقوب صاحب کی طبیعت اس کے خلاف تھی اور وہ کبھی کسی کو سفارشی خط نہ لکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس میں دو تکلیفیں ہوتی ہیں اگر سفارش نہ کیجائے تو اس کو تکلیف ہوتی ہے جو خواہاں سفارش ہے اور سفارش کیجائے تو اس کو تکلیف ہوتی ہے جس سے سفارش کیجاتی ہے لیکن چونکہ طالب سفارش کی تکلیف کا مشا خود اسکی طلب ہے اور جس سے سفارش کیجاتی ہے اسکی تکلیف محض باوجہ اسلیے میں طالب سفارش کی تکلیف کو اسکی تکلیف پر ترجیح دیتا ہوں جس سے سفارش کی جاوے اور یہ بیان فرما کر مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ میرا مذاق بھی وہی ہے جو مولانا محمد یعقوب صاحب کا تھا اور میں بھی سفارش نہیں کرتا تیسرے سخی مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید تھے مگر اہم یہ نسبت شاہ احمد علی اسی مذاق کا قبیح ہے یعنی خواست سے سفارش نہیں کرتا۔ کیونکہ جو سفارش مسنون ہے وہ اس وقت میں رعایا کو بہت روک ٹوک نہ ہا کرتا ہے (شرف علی)

میں نے پیش کیا اور پوچھا کہ یہ بے نیاز جو ہے مرزا قنبل نے اسکو دیکھ کر کہا کہ "اگر وہ مرزا قنبل ہو تو میں اس کو نبی صاحب نے فرمایا کہ فریے مرزا قنبل نے اس کو کچھ تو یہ ہو کہ قبر اکبر سے تو اپنی کتاب کا نام بھی رکھنا تھا یا شاہ صاحب تو ٹخن ٹوٹ کر رہے ہیں اور قبر اکبر تھک کا جو ب تلوار سے دیتے ہیں (مرزا قنبل کے اس اعتراض کا منہ یہ تھا کہ قسم اچھوٹے اپنی کتاب کا نام دوں گا تو اس کا خدا کا نام بھی قبر اکبر نے فرمایا کہ چھ عورت کی آجستہ جو فرمائیے قنبل نے کہ کہ حضور انورؐ کی قبر کا جو بارگاہِ نبویؐ کی قبر میں کچھ بیٹھا ہوا ہے۔ (یہ قنبل نے اس نے کہا کہ قبر اکبر چاہے اس کے تھے اور جائے اس کے نہ ہا ہے حضور میں۔)

حکایت (۳۸) خاں صاحب نے فرمایا کہ میرے استاد مولانا محمد علی صاحب فرماتے تھے کہ شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے درمیان جناب رسول اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے متعلق اختلاف تھا شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے تھے کہ فرشتوں نے انھیں خواب میں دیکھے اور رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو خود کسی شکل میں دیکھے اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھا اور شاہ رفیع الدین صاحب یہ فرماتے تھے کہ جو صورت آپ کی تھی مگر آپس بالدار بھی تھا ہٹتے تھے تو اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا مثلاً اگر آپ کے پاس بال سفید تھے اور دیکھنے والے نے آپس دیکھے تو اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا اور نہیں دیکھا یہ بیان فرماتے تھے کہ اگر خواب کے زمانہ میں کوئی شخص جناب ﷺ کو خواب میں دیکھنے کا دعویٰ کرتا تو سو یہ امر سے علیہ درپیش کرتے کہ علم و فہم اس کے اندر نہیں ہوتا اور اس بار میں وہ توں کھانا یا سو یا تحریریں ہوں جن میں ربی غفلت کسی نہیں ہوتی پس اگر کسی وجہ سے مجلس میں دیکھا کہ وہ بھی چھڑ گیا اور شاہ عبدالعزیز صاحب ان مسئلہ پر تقریر فرمانے لگے تو شاہ رفیع الدین صاحب ہنس کر موشیہ فرماتے تھے کہ یہ جو یہ ہو سکتا کہ زمانہ میں کوئی ایسا ہو کہ اگر آپ سے یہ وہی مقول کہیں یا اس کی اشعار کہ جو غلطی ہو جائے تو اس سے منع ہے اور اس کے لیے حاکم کا مطالبہ اس میں نہیں آتا۔

ہوتے تھے اور اعلان ہاتھ لگتے تھے (خاندان صاحب نے فرمایا کہ کسی نے شہر رفیع لہ بن صاحب سے کہا کہ آپ شاہ صاحب سے تحریری گفتگو کرتے ہیں ایک دفعہ انہوں نے کچھ لفظوں میں گفتگو کیوں نہیں کر لیتے تو شاہ رفیع الدین صاحب نے فرمایا کہ یہ سب کچھ سنی نہیں میرے پاس میاؤں کا جواب نہیں اثر شاہ صاحب نے یوں فرمایا کہ میں یوں کہتا ہوں تو میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے یہ فرما کر خاندان صاحب نے فرمایا کہ یہ بات بقی القسم کے متعلق سنا کر نیکی مجھے یاد نہیں کہ میں نے کس سے کہی ہے مگر خاندان صاحب نے فرمایا کہ یہ نیکی صاحب یہ بھی فرماتے تھے کہ شاہ اسحاق صاحب کا اس مسئلہ میں ایک تیسرا مسلک تھا وہ یہ فرماتے تھے کہ اگر دیکھنے والے نے آپ کو اس زمانہ کے اختیاء کی وضع میں دیکھا ہے تو اس نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور اثر اس وضع کے خلاف وضع میں دیکھا ہے تو نہیں دیکھا۔

حکایت (۲۹) خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالقیوم صاحب اور ساجی محمدی صاحب فرماتے تھے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کا معمول تھا کہ شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالرحیم صاحب کے عزارات پر سال میں ایک مرتبہ تشریف لے جاتے آپ کے حلقہ میں بھی آپ یہاں جاتے اور وہاں جا کر قہقہے مچاتے تھے بعد قرآن شریف پڑھ کر دعا فرماتے اور عکے کے بعد پھینچ دیتے تھے انہیں یہ کچھ تقسیم فرمایا ہے مگر شاہ اسحاق صاحب بھی آپ کے ہمراہ جاتے لیکن بسوقت فاتحہ پڑھ لیتے تھے تو شاہ صاحب شاہ اسحاق صاحب سے فرماتے کہ میں اسحاق کٹھنٹے یا جاؤ گے اس پر شاہ صاحب فرماتے کہ حضور جوں کا توں یہ کہ کرواؤ اس تشریف لے آتے یہ کبھی جس میں شریک نہیں ہوئے اور نہ شاہ صاحب نے ان کے ہمراہ شرکت پر ان سے کبھی کچھ اعتراض فرمایا۔

حکایت (۳۰) خان صاحب نے فرمایا کہ میرے استاد میاں بی محمدی صاحب بیان فرماتے تھے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب ایک مرتبہ کھانا کھانے کے لئے زمانہ مکان میں تشریف لے گئے تھے اور ان کے ساتھ ایک انتہائی نادر تھوڑی سی کتاب تھی جس کے حوالے سے ان کا ذکر ہے کہ وہ ان کے ہاتھ میں تھیں

ان کے ہاتھ میں تھیں وہ کتاب تھی۔ (اثر فی علی)

کچھ دگے آپ کے انتقاد میں مدد۔ میں چلے ہوئے تھے اتفاق سے عبدالرزاق نے کاذب کہہ کر پتہ کیا ان میں سے دو آدمیوں میں اس کے متعلق مناظرہ ہونے لگا ایک نے عبدالوہاب کی مذمت اور تنسیق و تحفیر شروع کی دوسرے نے اسکی تعریف و تحسین اور وہاب تنقید ہونی میں اس سے ایک مذمت کرنے والے نے یہ بھی کہا کہ عبدالوہاب بد دین تھا، اس نے ان عقیدہ دارین قیم مردودوں اور بد اعمال کے دین کو چکا چام کیا۔ ان میں اتفاق۔ یہ شہ صاحب بھی مکان۔ سے شریف لے آئے۔ شہ صاحب ابھی بیٹھے بھی نہ پائے تھے کہ اس شخص نے جو عبدالوہاب کو مخالف تھا شہ صاحب سے کہا کہ حضرت میں تو مٹا ہوں کہ عبدوہاب کافر تھا اور ایسا تھا ویسا تھا اور اس نے نین تھیم اور نین القیم جیسے بد دینوں کے دین کو رواج دینا چاہا، صاحب نے اسے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی منہ پر انگلی رکھی اور فرمایا: اور دیر تک ایسا ہی کیا (مطلب یہ تھا کہ یہ بات نہایت بری ہے تم ایسا نہ کرو) اسکے بعد بٹھ کر فرمایا کہ عبدالوہاب بھی نہایت سچے اور پاک مسلمان اور جمع سات تھا مگر بہ عقل اور نین تھیم اور نین القیم بھی نہایت سچے اور پاک مسلمان تھے مگر آخر تھے ان سے غلطی ممکن ہے اور اس غلطی کی بنا پر ان کو برا بھلا کہنا ہرگز نہیں چاہیے اسکے بعد شہ صاحب نے فرمایا کہ جنت الوداع میں جناب رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی پر سوار ہو کر طواف فرمایا تھا جس سے متصور تعمیر افعال حواف تھی اور یہ حالت میں اونٹنی نے نہ بگاڑ نہ پیچھے ہٹا اس کو نہ پیشاب کیا نہ اس حرمت مسجد بھی محفوظ رہی اور مقصود تعلیم بھی حاصل ہو گیا عبدالوہاب اپنی غلطی سے اونٹنی پر طواف کو نہ سمجھ گیا اور اسے اجازت سمیت اونٹوں پر حواف لیا جس سے تمام مسجد ٹھنڈی ہوئی اور پیشاب سے لھر گئی سو مگر یہ اسکی غلطی تھی مگر نہ کا مثلاً اجازت تھا، اس لیے اس کو برا کہنا چاہیے

(منقول از امیر الروایات)

۱۔ یہی فرق ہے بل صورت وہاں معافی ہیں کہ وہ افعال کو دیکھتے ہیں اور یہ افعال سے متعلق واسطے بھی اپنے اور ہر موقعہ کرتے ہیں بل ظاہر و وجہ اوغلاہ میں ہر عامہ بھی اپنے اور ہر آواز کرتے ہیں ہر ظاہر ظاہر (نماز میں ہر ۳۰)

(نثر علی)

حکایت (۳۱) فرمایا کہ شاہ عبد العزیز صاحب کے پاس ایک جہاز ان انگریز قبائل کے پاس گئی تھی کہ آپ کو ہر قرن میں دقل ہے جہاز دانی میں بھی آپ کو کچھ آتا ہے؟ شاہ صاحب نے جو بعض پرندوں کے حالات بیان کیے تو وہ اسکو بھی یاد تھے اسکو خبر تھی جو مٹی پوچھا تو فرمایا کہ مجھ میں اس قرن کی ایک سب دیکھی تھی اس سے ہی کچھ یاد ہو گیا ہو گا۔

حکایت (۳۲) فرمایا کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے پاس دو قرآن آئے ان میں کسی قرآنی میں اشتباہ تھا اور شاہ صاحب کو حکم ہوا دونوں نے شاہ صاحب کے سامنے کیا شاہ صاحب نے ایک ہی نسخہ کی اور دوسرے کا تعلق اور بت دیا کہ یہ خرابی ہے لکھو برا تعجب ہوا تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ جب ہم کتب میں جاتے تھے تو ہمارے راتہ میں ایک ڈوم تھا خانہ کریم پر لے رہا تھا ہم آتے جاتے تاکر تے تھے اسی سے ہم نے کچھ معلوم کیا تھا جو عجیب یاد ہے۔

اضافہ: احقر حضور الحسن غفرلہ کسولوں

حکایت (۳۳) ایک بار شاہ عبد العزیز صاحب نے جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ مذہب اربعہ میں کون مذہب آپ کے مذہب نے مطابق ہے؟ فرمایا کوئی بھی نہیں پھر سلاسل اربعہ کو دریافت کیا انکی بہت بھی وہی رشاہت ہو کہ کوئی بھی نہیں جب اس خواب کی خبر مرزا جہان جان جان رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی تو آپ نے شاہ صاحب سے پوچھ لیا کہ یہ خواب اضافات احاطہ تو نہیں ہے؟ انکے کیا معنی کہ سلاسل اربعہ اور مذہب اربعہ میں سے کوئی ایک بھی جناب امیر المومنین کے موافق نہ ہو؟ شاہ صاحب نے لکھ کہ یہ خواب روئے صالحت اور عدم موافقت کا یہ مطلب ہے کہ سن کمال الوجود اور سرسبز نباتات میں کوئی مسئلہ اور کوئی مذہب آپ کے مطابق نہیں ہے اس لیے کہ ہر ایسے مذہب مذہب صحابہ کا مجموعہ ہے کوئی مسئلہ حضرت صدیق کے مطابق ہے تو کمال مسئلہ حضرت علی کے اور کوئی حضرت عبداللہ بن مسعود کے اور یہی حال سلاسل مشائخ کا ہے۔ (منقول از تذکرہ الرشید)

مولانا شاہ عبد القادر دہلوی کی حکایات

حکایت (۳۴) خان صاحب نے فرمایا کہ یہ بات جو میں اس وقت لکھوانا چاہتا ہوں میں نے صہبہ آدمیوں سے سنی ہے اور اسکے آخر میں مولوی محمود الحسن صاحب کا یہ کہ اضافہ ہے اسکو بھی آخر میں لکھوانا اصل واقعہ یہ ہے کہ اگر عید کا چاند تیس کا ہو گیا ہو تو شاہ عبد القادر صاحب لوں روز ترمذ میں ایک سیپارہ پڑھتے اور اترتیس کا چاند ہو گیا ہو تو اول روز دو سیپارے پڑھتے چونکہ اس کا تجربہ ہو چکا تھا اسلیے شاہ عبد العزیز صاحب اول روز آدمی کو بھیجے تھے کہ دیکھ کر آدمیاں عبد القادر نے آج کے سیپارے پڑھے ہیں اگر آدمی اگر یہ کہتا کہ آج دو پڑھے ہیں تو شاہ صاحب فرماتے کہ عید کا چاند تو اترتیس ہی کا ہو گا یہ دوسری بات ہے کہ اگر وغیرہ کی وجہ سے دکھائی دے اور بخت شری نہ ہو لیکر وجہ سے ہم رویت کا حکم نہ لگ سکیں اس میں مولوی محمود الحسن صاحب یہ اضافہ فرماتے تھے کہ یہ بات دہلی میں اسقدر مشہور ہو گئی تھی کہ اہل بازار اور ان پیشہ کے کاروبار اس پر مہینہ ہو گئے تھے مثلاً اگر شاہ عبد القادر صاحب پہلے روز دو سیپارے سناتے تھے تو لوگ سمجھ بیٹے تھے کہ اب کے عید کا چاند اترتیس کا ہو گا اور روزی و صرعی وغیرہ اتیس رمضان تک کپڑوں کی تیاری کیلئے کو شش کر رہے تھے اور اتیس کو حتی الامکان کام پورا کر دیتے تھے مگر اگر اول روز ایک سیپارہ سناتے تو سمجھ لیتے کہ چاند تیس کا ہو گا اور تیس تاریخ تک تیاری کا اہتمام فرماتے۔

حکایت (۳۵) خان صاحب نے فرمایا کہ یہ بات بھی میں نے صہباؤ کوں سے سنی ہے اور اپنے سب بزرگوں سے بھی سنی ہے اور مولوی فیض الحسن صاحب سہ بخوری اور مولوی ماجد علی صاحب لہور مولوی احمد علی خیر آبادی سے بھی سنی ہے کہ مولوی فضل حق صاحب اور مفتی صدر الدین صاحب جس روز خود کتاب لکھ جاتے اس روز شاہ عبد القادر صاحب سبق پڑھاتے تھے اور اس سے معلوم نہ کہ کسی کثرت کا نتیجہ ہے کبھی کثرت نہ وہی اطمینان کے نزدیک فرما کے مقدمہ میں جنت میں

جس روز قیامِ خد مت ملے، کے ساتھ لو اکڑائے اس پرورِ حق نہ پڑھائے۔ ل

حکایت (۳۶) ذہب صاحب نے فرمایا کہ مولوی فیض الحسن صاحب فرماتے تھے کہ میرے استاد مولوی فضل حق صاحب نے آبادی بیان فرماتے تھے میں حضرت مجدد صاحب کے سلسلہ کا زیادہ متفقہ تھا لیکن جب سے میں نے شاہ عبدالقادر صاحب کو اور قاضی بزرگ کو دیکھا ہے اس وقت سے میں اس سلسلہ کا معتقد ہو گیا کیوں کہ ائمہ سلسلہ فی الحقیقت ناقص نہ ہوتا تو ایسے لوگ اس سلسلہ میں داخل نہ ہوتے ! (ننان صاحب نے فرمایا کہ مولوی فیض الحسن صاحب نے ان دوسرے بزرگ کا نام بھی لیا تھا مگر مجھے وہ نام یاد نہیں رہا) مولوی فیض الحسن صاحب یہ بھی فرماتے تھے کہ شاہ عبدالقادر صاحب سے کلمات کچھ اس زور شور سے صادر ہو جاتا تھا جیسے خزاں کے زماں میں بڑے جھڑ ہونے کے وقت ہمدیں گرتی ہوں۔

حکایت (۷۳) خان صاحب نے فرمایا کہ یہ بات میں نے صد ہا سے سنی ہے مگر خاص یہ بات میں نے سوائے نانا تو کسی سے سنی ہے وہ فرماتے تھے کہ اس خاندان کے وہ نجی ہیں ایک شاہ عبدالقادر صاحب اور ایک مولانا خلیق صاحب مولوی فضل حق صاحب اور مفتی صدر الدین صاحب یہ فرمایا کرتے تھے کہ اس خاندان کے لوگ موم دیکھ جیسے حدیث تفسیر فقہ وغیرہ خوب جانتے ہیں مگر حقولات نہیں جانتے چنانچہ ایک روز جس وقت پڑھتے جا رہے تھے ابھی وہ شاہ صاحب تک پہنچے بھی نہ تھے کہ شاہ صاحب نے خدام کو حکم دیا کہ ایک بار با مسجد سے باہر والدہ اور ایک مسجد کے اندر اور جب فضل حق اور صدر الدین آئیں تو انکو وہیں ٹھہرا دیا یہ حسب الحکم چھوڑ دیے گئے اور جب وہ دونوں آگئے تو ان کو وہیں ٹھہرا دیا گیا جب ان کے "نے کی شاہ صاحب کو

اطلائے ہوئی تو شاہ صاحب محرف نے اسے اور آکر اپنے کاروبار پر تلوئے اور فرمایا کہ یہاں فضل حق اور میاں صدر الدین آج سب سے بڑھانے کو توجہ نہیں دیتا ہوں یہی چاہتا ہے کہ جو معتقدین کی خرافات میں اٹھو ہو انہوں نے فرمایا کہ حضرت جیسے اضرے کی خوشی ہو اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ مشکین کا کونسا مسئلہ ایسا ہے جو فائدہ سے مقابلہ میں بہت ہی کمزور ہو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت مشکین کے تو اکثر مسائل کمزور ہی ہیں مگر غائب مسئلہ تو بہت ہی کمزور ہے اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ انہما کہ فائدہ کا مسئلہ لو اور ہم مشکین کا اور مسئلہ کریں انہوں نے عرض کیا کہ بہت اچھا یہ مسئلہ ہوئی اور شاہ صاحب نے دونوں کو عاجز کر دیا اس کے بعد فرمایا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ فائدہ کا کونسا مسئلہ کمزور ہے اس پر انہوں نے عرض کیا کہ غلاب مسئلہ بہت کمزور ہے اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ اچھا یہ تم مشکین کا پہلو لو اور ہم فائدہ کا چنانچہ ایسا ہی کہا گیا کہ شاہ صاحب نے اب بھی انکو چلنے نہیں دیا جب ہر طرف ان کو مغلوب کر دیا تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں فضل حق اور میاں صدر الدین تم یہ سمجھو کہ ہم کو موقوف نہیں آتی بلکہ ہم نے انکو قصور وار یہ سمجھ کر ان کو چھوڑ دیا ہے مگر انہوں نے ہمیں تنگ نہیں چھوڑا وہ اب تک ہر روز قیدی کیے جاتے ہیں یہ قصہ بیان فرما کر خان صاحب نے فرمایا کہ میں نے اپنے بزرگوں سے تو یہ سنا ہے کہ یہ مسئلہ مولوی فضل حق صاحب اور مفتی صدر الدین صاحب دونوں سے ہوئی تھی مگر مولوی احمد علی خیر آبادی اور مولوی ماجد علی یہ فرماتے تھے کہ اس مسئلہ میں صرف مفتی صاحب تھے اور مولوی فضل حق صاحب سے اٹھو نہ ہوئی تھی۔

حکایت (۳۸) خان صاحب نے فرمایا کہ شاہ عبدالقادر صاحب نے اپنی حیات میں اپنی کمال جائیداد حصص شریعہ کے موافق اپنی صاحبزادی اور اپنے بھائیوں کے نام کر دی تھی اور چونکہ مولوی محمد انبیا علی صاحب سے فہم کو بہت محبت تھی اور آپ نے ان کو متنبی لکھی تالیف تالیف

اگلے آپ نے جو بیوی اور بچہ دیں ان کی اجازت سے پتھر دھو۔ میں نے ہام جی میں ہاتھ دھو کر پتھر دھوا۔
 متوکلؑ۔ جو کر دیکھ گئے تھے اور یہ بھی مانت تھی کہ کسی کا جیو نہ پیتے تھے مگر وہ عبدالعزیز سے
 ان کو محبت تھی اسنے دو دن وقت شاہ صاحب نماز امتحان کے ساتھ ساتھ میں نے لئے لکھنا چھاپا کرتے
 تھے اور جب پتھروں کی ضرورت ہوتی تو پتھر سے بھی شرہ صاحب جی بخاریہ لے لیتے تھے۔ اتفاق سے
 ایک روز ایک بھنگیہ فروش عمر سے کافی اور اس نے نہایت ہمت سے عرض کیا کہ حضرت میں
 دیکھ رہا ہوں کہ میری دکان نہیں چلتی آپ نے اس کو ایک تعویذ لکھ دیا ہے اور فرمایا کہ میں لو
 بھنگیہ لکھوٹے کے لئے پہاڑ دینا اور فرمایا کہ جب تیری دکان میں جائے تو بھنگیہ تعویذ لکھیں
 اسے چاندی کی تھپ کی خدمت میں دے دے بڑے بڑے لوگ جیسے شاہ اسحق صاحب مولوی مہدی
 صاحب وغیرہم تھے میرے پاس آئے ان کو شاہ صاحب کے اس فعل سے بہت غلغلہ ہوا کہ شاہ
 صاحب اور بھنگیہ کی عمرانی کا تعویذ تھراں کو دلی ہی میں رکھا اور ظاہر نہیں کیا چند روز کے بعد وہ
 عورت دو بھٹیوں مٹھائی کی لائی آپ نے خلاف معمول (۔۔۔) یہ ہم پر نہ لیتے تھے بلکہ عیاں قبول
 فرمالیں اب تو ان نظرات کا غلبان اور ترقی کر گیا جب دو عورت چلی گئی تو آپ نے وہ تعویذات
 لوگوں کو دیا اور فرمایا کہ اسے پڑھو اس میں کیا تمنا ہے انہوں نے پوچھا تو میں میں لکھا تھا کہ دلی کے
 بھنگیہ پینے والو تمہارا بھنگیہ جتنا مقدار ہو چکا ہے تم اور جگہ نہ بچا کرو وہی کی دکان پر پی لیا کرو اور وہی
 کہ یہ اجازت لینا شروع تمہارا دلت مسکرت لکھتا کہ میں نے جانتے ہے کہ تمہارا صاحب ظہر قیام کو جائزے کو جس
 مسکرت سر سوار ہو گیا ہو وہ طریق نہیں۔ اجازت نہ ملے سے وقت سمجھو اس عورت سے کہ تمہارا پتھر
 کی دلی میں نہ ہو ظاہر طریق نہیں۔ ہر دم دے دے کہ شاہ صاحب کی کلمات کے بعد تھی وہ مسکرت ہو کر
 صاحب مولد کو بوندانی ہے۔ ان تعویذ کی کیفیت تو اسے نہ پتہ کہ مظلوم ہو گا۔ وہ کوئی تعویذ ہی نہ تھا
 اسے نہ سمجھتی تھی تو کلمات ہی اسے فائدہ ہو سکتے تھے میں نے لکھا تھا یہ شیعہ مسلمان تھے ان کی بیوی نہیں
 کیا اس نے عورت ہے۔ اتفاق قریب ہی دلی ہو گیا کہ اس میں فانی فرما کر تم کو بوندانی دے دے اس سے کہ
 مولد وہ بھنگیہ کا ہوتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ وہ لکھا ہے کہ اسے غصہ ہے۔ اس کے سوا اور مطلب مذکور
 ہے اور یہی ممکن ہے کہ وہ صاحب مولد کو بوندانی دے دے کہ اس سے کہ اس نے ملے اسے ملے کہ اسے ملے کہ اسے ملے
 شہنا سرائی میں مصروف تھا کہ وہ چار روپے سات تالی کے لئے اسے لے لیا تھا

روزِ آپ نے حکم دیا کہ چارہ رے مسجد سے دہر لے لکھا دینے جائیں اور ایک مسجد کے اندر چھایا دیا جاوے۔ خدام نے اس حکم کی تعمیل کر دی تھی اور وہی تھوڑی دیر میں چارہ رے لے کر شاہ صاحب نے ان کو چارہاں دیواریں پر چھایا اور خود مسجد کے اندر لے آئے اور یہے پر چھبہ لگئے اور تھوڑی دیر باقیں کر کے ان کو رخصت کر دیا اور چارہاں چھبڑے منھانہوں نے ان کے ساتھ کر دیے اور جن بوٹوں کو شہر ہوا تھا ان کو مٹاتے ہوئے لایا مال تراشہ ہو جاتے تھے اور شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ شہر میں نے مولوی عبد القیوم صاحب سے منات۔

حکایت (۳۹) خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالقیوم صاحب نے بیان فرمایا کہ شاہ عبدالقادر صاحب کا معمول تھا کہ کسی کی تعظیم نہ دیتے تھے مگر سید کی تعظیم دیتے تھے خواہ سنی ہو یا شیعہ ایک دفعہ شیعہ اس کے یہاں شاہ عبدالقادر صاحب کی اس عادت کا تذکرہ کیا جن لوگوں نے ذکر کیا وہ سنی تھے اس پر وہ دیکھیں یہ کہ میں شاہ صاحب کی خدمت میں چلا ہوں اگر انہوں نے میری تعظیم دی تو میں سنی ہو چلا ہوں اگر اس سے میرے سید ہو سکی بھی تصدیق ہو جائے گی یہ کہ اگر وہ شاہ صاحب کی خدمت میں آیا ہو تو ان لوگ اس وقت اس کے یہاں موجود تھے وہ بھی اس کے ساتھ ہو گئے اس دیکھیں نے سب۔ یہ کہ یہ کہ سب لوگ میرے ساتھ چلیں کوئی شخص میرے آگے نہ جاوے جب وہ شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچا تو حسب عادت شاہ صاحب نے ان کی تعظیم دی اس نے ملاحظہ کیا کہ میں میری تعظیم کیوں دیا آپ نے فرمایا کہ تمہارے سید ہونے کی وجہ سے اس نے کہا کہ میں تو شیعہ ہوں آپ نے فرمایا کہ مضائقہ ہے اس نے کہا کہ آپ شیعوں کی بھی تعظیم دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ سید اگر شیعہ ملے بھی ہوتا ہے تو اس کی تعظیم دیتا ہوں اس نے کہا اس کی کیا وجہ آپ نے فرمایا کہ قرآن شریف کا جب کی غلطی

سے کھا جاوے تھیں کو قاتل تھیں تھے تو یہ بھی نہیں گئے کہ ملا ہے اس پر توئی ہو گیا۔ چنانچہ اس کے ساتھ شیعہ تھے وہ بھی تھے ہو گئے اور حسب اس فی فہ اور شیعوں کو بڑی فراور بھی چند شیعہ تھے تو کئے اور اس رخصت نے بہت دھوم کے ساتھ منائی گئی تھی۔

حکایت (۳۰) خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالقیوم صاحب نے فرمایا کہ اور افسانہ خانہ کی سبھی سبھی میں شہ عبدالقادر صاحب رہتے تھے اس کے دونوں طرف بازار قہار اس مسجد میں دونوں طرف حجرے اور سردریاں تھیں ان میں سے ایک سردری میں شاہ عبدالقادر صاحب رہتے تھے اور اپنے حجرے سے باہر سردری میں قیام پتھر سے لگا کر بیٹھا کرتے تھے بازار کے آنے جانے والے کی سلام کیا کرتے تھے سواگر سن سلام کرتا تو آپ سید سے ہاتھ ملے جواب دیتے تھے اور اگر غشیی سلام کرتا تو الٹے ہاتھ سے بولب دیتے تھے یہ بیان کر کے مولوی عبدالقیوم صاحب نے فرمایا میں کیا کہہ دوں العوام بنظر بنور اللہ

حکایت (۳۱) خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالقیوم صاحب مولوی محمود چشتی مونی، علم علی صاحب فرماتے تھے شاہ عبدالعزیز صاحب کے زمان میں کسی شخص پر جن آویس کے قریب اور اس کو شہ عبدالعزیز صاحب شاہ غلام علی صاحب اور دوسرے بزرگوں کے پاس لے گئے اور سب نے ہمارے پھونکے لٹے سے تعویذ کیے عمر بہت کم تھا کہ یہ اتفاق سے شاہ عبدالقادر صاحب اس وقت راجی میں تشریف نہ رکھتے تھے جب شاہ صاحب تشریف لائے تو ان کی طرف بھی رجوع کیا شاہ صاحب نے جھار دیو چاقی دیا اپنا ہوش بیدار کیا شاہ عبدالعزیز صاحب کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے شاہ صاحب سے پوچھا میں عبدالقادر تم نے کون سا شخص کیا تھا انہوں نے فرمایا کہ حضرت اس شخص نے لی جانے سے پہلے وہ ملا ہے مانی کر موت میں خود اس نے وہاں مقبرہ ہے وہاں ان کی لگی ہے اور وہ تھ سے خود اس نے لگی ہے وہاں تھ ہو تو وہ جس صورت میں ہے اور یہاں خود اسے ہوگی اشہ سلام کرنے اور وہ خود اسے کہہ کر اسے میں تلف ہو گا وہاں کی حالت میں خود اظہار ملے گا اسے اشارہ ملے گا ہے اور یہی وہ شخص تھا شاہ تھ سے مراد میں ہزارے ہو (شرف علی)

نے شاہ صاحب سے پوچھا کیا اس عبد القادر تم نے کون سا کلمہ سیکھا انہوں نے فرمایا کہ حضرت میں نے تو صرف الحمد للہ ہی سیکھی اس پر شاہ صاحب نے دریافت فرمایا کہ اس کی ترکیب سے؟ انہوں نے فرمایا کہ ترکیب کوئی نہیں فقط یاد دہانی شان میں پڑھ دوئی تھی اھ (میں نے عن صاحب سے اس جملہ کا مطلب پوچھا انہوں نے فرمایا کہ مطلب میں بھی نہیں سمجھا لڑکیوں نے یہی الفاظ فرمائے تھے)

حکایت (۳۲) فرموا کہ شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت میں ایک شخص کو ایسا اس کا پانچاہ تختوں سے نیچے تھا آپ نے بعد از اس سے ملا کہ دار النہر جائے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے خلوت میں بٹھا کر یوں فرمایا کہ بھائی میرے اندر آپ محبوب ہے کہ میرا پانچاہ تختوں سے نیچے اٹھکے جاتا ہے اور حدیث میں یہ وعیدیں آئی ہیں اور آپ اپنا پانچاہ دکھانے کے لیے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ غور سے دیکھو کیا واقعی میرا خیال صحیح ہے یا محض وہم ہے اس شخص نے شاہ صاحب کے پاؤں پکڑ لیے اور کہا کہ حضرت آپ کے اندر تو یہ عیب کیوں ہو تا بہت میرے اندر ہے مگر اس طریق سے توجہ تک کسی نے مجھے سمجھا یا نہیں تھا اب میں تائب ہو جاؤں گا شاہ اللہ آئندہ ایسا نہ کروں گا جو اسے اگر کاتبیت سے کسی معصوم رہا ہے کسی کو ذلیل نہیں سمجھتے نہایت احترام سے اس کو نصیحت کرتے ہیں خود نہیں کرتے اور بعض میں جو اس کا شبہ ہوتا ہے وہ حدت ہے شدت نہیں ہے حدت کے باب میں تو حدیث میں آیا ہے پس احدا ولی من صاحب العزائم من القواد فی جو نہ (کمالی العطا صدیقہ) جسکی حقیقت غیرت ہے لوگ حدت اور شدت میں فرق نہیں کرتے حدت وہ ہے شدت اور ہے حدت لوازم ایقان سے ہے مومن بہت غیر متحمل ہوتا ہے مثلاً اگر کوئی کسی کی بیوی کو چھیڑے تو غصہ آتا ہے اب اگر دیکھنے لگا کہ وہ دین میں جو ہے تلف مطلب آیا تو تحمل احوال عرض کرے گا کہ میں میں ایک اور جہاں وقت ہوتا ہے وہ حدت جس فعل کو پاہیں اپنے لہو پر دلا کر لیں کھانا سمجھتے ہو شہدی نہیں سمجھتے کہ حدت شاہ صاحب نے اسے تجلیدی فعل لہو لہو کیا جو ان کی مغریت کی نشیبت سے اس وقت سے منع فرمایا (اشرف علی)

واللہ یہ کہے کہ یہ تو بہت بڑا حنا ہے تو اس سے یہ کہا جائے گا کہ کم جھپٹ کچھ نہ مٹا تو بے اختیار ہی ہے اس لیے اندر کو خائف ہیں پر عقل نہیں ہو گا۔

حکایت (۴۳) فرمایا مولوی فضل حق صاحب شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث پڑھتے تھے شاہ صاحب یوں سے صاحب کشف تھے اور اس خاندان میں آپ کا کشف سب سے بڑا ہوا تھا جس روز مولوی فضل حق صاحب کسی خادم پر کتہہ لکھوا کر لے گئے تھے پہلے نور لے پڑے تھے شاہ صاحب کو کشف سے معصوم ہو جاتا تھا اسی روز مولوی صاحب کو سبق نہیں پڑھاتے تھے اور جب خود لکھاتے تو حضرت کو کشف بڑا چاہا اور ان روز سبق پڑھاتے (جامع محتاج ہے)۔

پیش الملک محمد، پیدل، تاجباشید از گمان بد نفس (مفتون از اشرف التبیان)

مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید کی حکایات

حکایت (۴۴) جناب خان صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید اعظم فرما رہے تھے اٹھو عذ میں ایک شخص الغا اور کہا کہ مولوی صاحب ہم فرمنا ہے کہ تم حرای ہو آپ نے نہایت محنت سے جواب دیا کہ میں تم نے غلط سنا ہے میرے دل باپ کے نکاح کے گواہی داتا بھلتا ہوں نورانی میں چند روز میں اور فرما کر پھر عذ شروع کر دیا

حکایت (۴۵) خان صاحب نے فرمایا حکیم ضیاء اللہ بن امپوری کے چچا مولوی محمد حسن صاحب کو میں لکھنؤ سے جانتا ہوں کیونکہ میں نے اپنے استاد میاں جی محمد جی صاحب سے ان کے بہت سے حالات سنے ہیں مولوی صاحب مولانا اسماعیل صاحب شہید اور مفتی المصطفیٰ صاحب کا کاندھلوی کے شہر تھے ان کا قہر حضرت مظلومی سے سنا ہے کہ جب سید صاحب کا قافلہ چلا کر جاتے ہوئے سارن پور پہنچا تو مولوی محمد حسن صاحب ان سے سہا بخور آ رہے تھے اس سے دل بے گوارہ ہو کر کہنے لگا کہ مولانا شہید نے فرمایا ہے کہ یہ لکھنؤ میں نہیں آتا اس سے دور رہنا چاہیے نہ صاحب (مفتی علی)

مولوی محمد اسماعیل صاحب نے اپنے خدام کو حکم دیا کہ اسکا خیال رکھ جاوے کہ مولوی محمد حسن کسی صاحب کے مکان پر یا کسی مکان پر کھانا نہ کھائیں میں ان کو اپنے ساتھ کھانا دینا مولوی محمد حسن نہایت جڑک مزاج اور نازک صبح تھے جب کھانا وقت آیا اور مولوی صاحب مولانا شہید کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے تو انہیں ہی قولہ پہنچے پائے تھے کہ مولانا شہید نے زور سے تانک ٹکی مولوی صاحب کھانے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور چلے گئے مولانا شہید نے انکے اٹھ جانے کی مطلق پروا نہ کی اور اپنے خدام سے فرمایا کہ اب اس کا زیادہ خیال رکھا جاوے گا۔ یہ کہیں کہانا نہ کھائیں خدام نے ایسا ہی کیا اب وہ سرورقت ہو اور کھانا کھانے بیٹھے تو مولانا نے پھر زور سے سٹکا مگر مولوی محمد حسن اس وقت نہ اٹھے جب وہ اٹھے تو مولانا نے ریٹ کو ان کے سامنے اٹکیوں سے دھانسی پر ان سے نہ رہا کیا اور یہ کہہ کر کہ مولانا کیا کرتے ہو فوراً اٹھ کر چلے گئے مولانا نے اپنے خدام کو بھرہایت کی کہ دیکھو میں کو ہرگز کہیں کھانا نہ کھانے دیتا جب تیسرا وقت ہو تو پھر کھانا کھانے بیٹھے مولانا شہید نے پھر زور سے سٹکا دیا تا کہ وہ ریٹ کو ملے ہوئے ان کے کھانے کی طرف کو بیٹھے انہوں نے اپنا پیالہ مولانا کے سامنے کر دیا اور کہا کہ اب تو اگر آپ اس میں دماغی دیتے تب بھی کھانا کھانا مولانا نے فرمایا کہ بس اب علاج ہو گیا خدام سے کہا کہ پانی اور کوریائی دینا کہ باجھ دھو ڈالے اس کے بعد فرمایا کہ میں نے یہ اسے کیا تھا کہ تم جہاد کو چاہتے ہو اور جہاد میں نازک مزاجی نہیں چھ سکتی۔

حکایت (۴۶) مولانا صاحب نے فرمایا کہ ایک روز مولانا اسماعیل صاحب شہید دلی میں جامع مسجد کے عرض پر بیٹھے ہوئے وہ عطا فرما رہے تھے اسنے میں تبرکات بٹکے اور لوٹ ان کے ساتھ بہت زور شور سے نعمت پڑھتے ہوئے آئے مگر مولانا نے مہمت نہیں کیا اور برابر وہ عطا کرتے رہے یہ بات نوگوں کو یاد گوار ہوئی اور انہوں نے یہ کہا کہ مولانا آپ پر کر رہے ہیں اٹھیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کے تبرکات کی تعظیم بیٹھے مولانا اس پر بھی نہ اٹھے اس پر نوگوں کو اور اشتعال آیا اور ان کو تالیاں اچھڑائی ۱۰۰ پاور محمد زور زور سے شوق سے دیکھ رہے تھے باکشیہ بادہ تھوڑے اترے اتفاقاً وہاں سے صابن آئے فرات کرتے ہیں (اثر غافل)

انہوں نے اور سختی سے کہا اس پر مولا نے فرمایا کہ اول تو یہ تمہارے معنوں میں مجھ میں
 وقت محفوظ نہایت رسول اللہ ﷺ فرمیں تبلیغ انجام دے رہا ہوں بعد ازیں نہیں اٹھ سکتا اس
 جواب کو سن کر اور غصہ ہوا اور لہجہ تک نہایت پختہ ہو گیا مولا نے ساتھ بھی فدائی بیست
 تھے اسلئے قسام دے کوئی خطر ہرگز نہ ہوگا اور صرف نہایت ہی تو تو میں میں تک قصد رہے
 یہ زمانہ آبرو شاہی کا تھا اور کبر شاہ اس خاندان کا بیسہ مقتد تھا لوگوں نے با کبر بادشاہ سے حضرت سے
 مولا کی بوجہ شکایتیں کیں اس قصد کو یہیں چھوڑ کر آیت دوسری بت عرض کرنا ہوں شاہ عالم
 کے وقت میں جو مدہ انگریزوں سے ہوا تھا اس میں بادشاہ کے اختیارات قصد اور شر اور ان کے
 اطراف اور قطب صاحب اور کے اطراف تک محدود تھے لیکن آبرو شاہ کے وقت میں یہ اختیارات
 عرب قلعہ اور شریک رو گئے تھے اس جملہ مستتر قصد کے بعد اب پھر قصد بیان کرنا ہوں جب
 مولا کی بادشاہ تک شکایتیں پہنچیں تو بادشاہ نے مولا کو بلوایا اور ان سے عرض کے واقعہ کی تفصیل
 دریافت کی مولا نے جو واقعہ بیان فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ تمہارے
 معنوں میں اور ان کی تعظیم ہرے ذمہ نہیں ہے آبرو شاہ نے کسی قدر تیز نبر میں کہا کہ عجیب بات
 ہے کہ آپ ان کو معنوی کہتے ہیں مولا نے مسکراتے ہوئے اور نہایت نرم نبر میں کہا کہ میں
 تو کلمہ ہی ہوں مگر آپ ان کو معنوی سمجھتے بھی ہیں اور معاملہ بھی ان کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں
 آبرو شاہ نے تعجب سے کہا کہ یہ کیسے مولا نے فرمایا کہ میں کا ثبوت یہ ہے کہ سال بھر میں دو دفعہ
 وہ تمہارے آپ کی زیارت کے لیے آتے ہیں اور آپ ایک دفعہ بھی ان کی زیارت کے لیے نہیں
 تشریف لے گئے یہ سن کر آبرو شاہ چپ رہ گیا اس کے بعد مولا نے کسی سے فرمایا کہ ہمارا قرآن
 شریف ہر روز شریف اور چنانچہ وہ دونوں اسے اپنے آپ نے ان کو ہاتھ میں لیکر واپس کر لیا
 اور اس کے بعد یہ تقریر فرمائی کہ ان تمہارے میں لوں تو یہی کام ہے کہ وہ معنوی ہیں یا معنوی لیکن
 اگر ان کو واقعی مان بھی لیا جائے جب بھی اکثر تمہارے جیسے چودہ وار قدم وغیرہ ایسے ہیں جن میں
 کوئی شرف ذاتی نہیں بعد ان میں محض ظہیر سے شرف آیا ہے لیکن قرآن مجید کے کلام اللہ

ہوئے جس کسی کو شیعہ نہیں، علی ہذا احادیث شریف بھی قریب قریب بالتحقیق اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔ اس کا کام رسول ہونا بھی ناقابل انکار ہے اور کلام اللہ کا کام رسول کے جناب رسول اللہ ﷺ کی اور بھی ہوئی چادہ، غیر اسے اشرف ہوئے میں بھی کسی کو کام نہیں ہو سکتا۔ مگر بلا جودہن تمام، ناقص انکار باتوں کے کام خدا کا کام رسول تمہارے سامنے تو مگر تم لوگوں نے ان کی کوئی تہنیم نہ دی بلکہ ہر اسی طرح بھینے رہے اس سے صاف ظہر ہے کہ آپ حضرات تہنیمات کی تہنیم ہن کے اشرف کی وجہ سے نہیں کرتے بلکہ بعض شخص ایک دم پر متی ہے اور کچھ نہیں اس مضمون کو مولانا شہید نے نہایت اعلیٰ اور واضح تقریر میں فرمایا جب مولانا تقریر فرما رہے تھے تو بادشاہ گروں جھکائے ہوئے خاموش بیٹھا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے اسی سلسلہ میں یہ بھی ہوا کہ بادشاہ ہاتھوں اور پاؤں میں سونے کے کڑے پہنے ہوئے تھا اور اس کے پاس ایک شہزادہ بیٹھا ہوا تھا جس کی داڑھی منڈی ہوئی تھی مجھے اس شہزادہ کا نام بھی یاد تھا مگر اب یاد نہیں رہا حضرت مولانا نے فرمایا کہ شہزادہ تو چٹنا گھڑا ہے کہ بچاں جس شاہ عبدالعزیز کا وعظ سن کر اب تک داڑھی نہیں رکھوائی اور بادشاہ کی نسبت بھی کچھ فرمایا جو مجھے یاد نہیں رہا اس کا اثر یہ ہوا کہ شہزادے نے داڑھی رکھ لی اور بادشاہ نے کڑے اتار دیے۔

حکایت (۷۳) خان صاحب نے فرمایا کہ میں نے حکیم خادم علی صاحب اور محمد آبادی سے سنا ہے کہ ایک مرتبہ مولوی اسماعیل صاحب شہید اور آپ کے ساتھی جن میں میں بھی تھا شکار کے لیے چلے قلعہ صاحب کے پہلی طرف میل بھر کے غاصیل پر ایک مٹائیں رہنا تھا جو کہ مرتاض تھا اور اس کے چیلے اس کے پاس رہتے تھے اس کی کئی کے اطراف میں مور بہت زیادہ تھے ہندوؤں کے نزدیک مور بہت عنکبوت کی چیز ہے مولانا نے مدد وقت سے ایک مور کا شکار کر لیا اس پر اس مٹائیں کے چیلوں میں ایک شور مچایا مٹا اور گوشائیں سمیت سب کے سب مولانا اور ان کے مرادیموں سے لڑنے کے لئے آئے مولانا کے ہمراہی بھی مقابلہ کے لئے تیار ہو کر اوھر کو چلے آئے یہی اہمیت ہے عنکبوت کی یہ بات مولانا کے موصوفہ کا بھی (اشرف علی)

میرا اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کہ خیر و درجہ جس اجازت نہ دوں تم تجھ نہ لاؤ، فرمایا تم درازی کرو ان شاء اللہ تم موداس کو نکلا کر چلیں گے اور یہ کہ نہ مولانا مسکراتے ہوئے کہائیں کہی نہ کہتے تھے اور اس کا ہاتھ پیرا فرمایا کہ کشائیں صاحب ذرا ناراض بات من لیجئے اس کے بعد جو آپ نے اپنی من آئے لیجئے ہم آپ کے پاس موجود ہیں کہیں جاتے نہیں ہیں غرض اس قسم کی نرم منتقلیوں سے اس کو نرم کیا اس کے بعد آپ نے مناسب طور سے اسے اسلام کی دعوت دی اور دونوں جانب سے اس مولانا میں منتقل ہو گئی اس کے بعد وہ گوشائیں اور اس کے اکثر اہل شرف باسلام ہوئے اور جو لوگ گوشائیں کو بھی اور مولانا کو بھی برا بھلا کہتے ہوئے رخصت ہو گئے مولانا نے رات کو چلا نہیں گئے پاس پر ہم فرمایا اور مور پکو آکر اسکو کھلایا خادم علی صاحب فرماتے تھے کہ یہ میرے سامنے واقعہ ہے اور میں بھی اس وقت مولانا کے ساتھ تھا۔

حکایت (۳۸) خان صاحب نے فرمایا کہ عظیم خادم علی صاحب نے فرمایا کہ ایک مجذوبہ کی جامع مسجد کے پیچھے کی دکانوں میں سے ایک دکان میں رہتا تھا اور اس زمانہ کے لوگ اس کے نزیت متفقہ تھے اور وہ مجذوبہ کبھی کبھی جامع مسجد کی ان سیر جیوں پر بھی شیر کی طرح غرایا کرتا تھا زہد کے وقت وہ اسکی کوٹھڑی میں کبھی کوئی گلیا ہی نہیں مگر کسی کو کچھ عرض معروض کرنے ہوتی تو بہت ڈرتے ڈرتے سیر جیوں ہی پر کچھ کہہ لیتا تھا وہ مجذوبہ لوگوں کو مارنا بھی تھا اور نہیں بھی پھینکتا تھا مولانا اسماعیل شہید نے ایک دور اسکی دکان میں جانا اور وہ کیا احباب نے منع کیا مگر انہوں نے کسی کی نہ سنی اور دکان میں پہنچ گئے مجذوبہ مولانا کو دیکھ کر افسردہ رہنے لگی کہ کبھی افسردہ نہ فرمایا تھا لیکن تو بہت خوش ہوئے کہ آج ان پر مجذوبہ کی مار پڑی اور یا تو مر جائیگے یا دیوت ہو جائیگے یا اور کوئی بلاناہی ہوگی مگر کچھ بھی نہ بولیں وہ مجذوبہ تھوڑی دیر تو فرمایا لیکن اس کے بعد اس کا فرات موقوف ہو گیا اور دونوں کی باتوں کی تہ از آئے گی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کھٹ کے

اس پر شعر پڑھا: آج کی جہان آتھا کہی اداں بہارت طارش (مشرقی مل) میں اس سے تم نے اپنی سے کوئی خبر نہ پوچھی نہ ان کو مار کر غلام نہیں بنایا نہ رادہ بھی اپنی ضرورت نہ پوچھی نہ (اٹا نہ مل)

بعد میں اس کو نکال لائے اور باہر اس نماز پڑھائی اس نے بعد سے اسے لی یہ حاکمیت ہوئی کہ بوجہ نماز پڑھنے کا اور غرام وغیرہ سب سے قنوت ہو گیا اگر کسی قدر یہ واضح رہی۔

حکایت (۴۹) فلان صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ کا وہ جی صاحب فرماتے تھے کہ آج کل کے لوگوں میں سے چٹکا نام تو یہاں نہیں ملتا تھا، ہے کہ اگر خلیفہ صاحب کہتے تھے انہوں نے :
 اسماعیل صاحب شہید سے آپ نے مراد یہ ہے : غلو کیا ہے ؟ غلو میں وہاں کی یہ حالت تھی کہ جو
 ترائی پر فلاح کے و غلو میں ہوتی تھی اس و غلو میں نہ تھی بلکہ نہایت کمزور تھا مولوی رستم
 خاص بریلوی جو مولانا کے خاندان اور نہایت جتن لگاتے تھے ان سے ان خلیفہ صاحب نے دریافت کیا کہ
 آج مولانا کی آواز ابھر رہی کیوں نہیں اس کا کیا سبب ہے چونکہ خلیفہ صاحب تخلص تھے اور پوچھا بھی
 اصرار سے اس لیے انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اس شخص کا سبب یہ ہے کہ مولانا پچیس تین وقت
 سے باق ہے اور انہوں نے تین وقت سے کچھ نہیں کھایا ہے خلیفہ صاحب یہ سن کر اچھے اور مولانا
 سے کہا کہ مولانا اب دعا کو موقوف فرمادیتے مجھے ہر بھی ضرورتی کام میں دعا موقوف ہو گیا اور
 دو مولانا کو الگ ایک مکان میں سے ملے وہاں ان کے سامنے تھا کہ دعا مولانا یہ دلچسپ ہنسنے لگے اور
 فرمایا خلیفہ جی تم سے کہی نے کہا ہے کہ میں کھانا نہیں کھاؤ گا انہوں نے پوچھا حضرت کیوں
 آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھیوں نے بھی کھانا نہیں کھایا ہے اور میں اس سے الگ نہیں کھانا کھاؤ گا
 انہوں نے ساتھیوں کو بھی منالہذا سب کو کھانا کھاؤ اور کئی وقت تک دعوت کی۔

حکایت (۵۰) خان صاحب نے فرمایا کہ میں نے میان جی محمدی صاحب اور سلیم خاں، علی صاحب اور مولوی رفیع احمد صاحب، نور بخش اور میاں فتح رحیم، قاسم صاحب، نور جوی اور مولوی ابوالقادر علی صاحب، دین محمدی اور مولوی فیض الحسن صاحب، سہارنداری سے ملنا ہے یہ حضرات فرمائے تھے کہ جب مولانا اسماعیل صاحب سے یہ حضرات کا دورہ شروع ہوا تو اس وقت میں قدا حسین رسول شاہی کا بھی دورہ تھا (قدا حسین نے کورہ سیدنی عانی کا بھائی تھا اور بدین سہانی تھا اور مولانا نے مولانا محمد علی سے اپنی بات سے (ماتہ علی)

استدرا باثر تھا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے ایک لائق شاگرد مولوی عبداللہ کو اور شاہ نظام علی صاحب کے ایک خاص مرید کو بھی تباہ کر چکا تھا مولانا نے فدا حسین مذکور کے فتنہ کو دور کر تیلی کو شش کی اور اس کے سریدوں کے پاس پہنچ کر ہر ایک کو پکڑ پکڑ کر اور فدا حسین کے جلسوں میں جا جا کر امر بالمعروف کرنا شروع کیا اس کا اثر یہ ہوا کہ فدا حسین کے تکی مرید تائب ہو کر مولانا کے حلقہ جوش ہو گئے اس پر فدا حسین کے مریدوں کو صحت صدمہ ہوا اور وہ سب اکٹھے ہو کر فدا حسین کے پاس آئے اور فدا حسین سے یہ کہا کہ آپ مولانا پر تصرف کیوں نہیں کرتے فدا حسین نے اپنے سارے شیخ کو کھاکر من سے یہ بات کہی کہ خیر وہ مولانا سے کبھی نہ الھتا دیکھو اگر بلا شاہ یہ حکم دے کہ میرے حکم میں رات کے دس بجے کوئی شخص تھاپا یا درویشی کے نکلے اور پولیس کو حکم کر دے کہ جو کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کرے اسے گرفتار کر تو پولیس والے اس حکم کی تعمیل میں ہر ایسے شخص کو گرفتار کر کے حوالات کر دیئے جو خلاف حکم شای رات کے وقت تھاپا یا درویشی کے چارہا ہو خود وہ بلا شاہ کا دوست ہو یا کوئی اور اور اگر وہ ایسا کرے تو وہ تک حرام اور شنی بگرم ہیں اب اگر وہ شخص بلا شاہ کا مقرب ہونے کے زعم میں ان پولیس والوں کی مزاحمت کرے تو اسکی یہ مزاحمت بلا شاد سے مقابلہ کبھی چاہیگی پس ایسی حالت میں اس کا فرض ہے کہ وہ پولیس والوں کی اطاعت کرے اور ان سے مزاحمت نہ کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو جب بلا شاہ کے سامنے پیش ہو گا بلا شاہ اسے خود یا نزدیک تو جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ مولانا حق تعالیٰ کے مامور ہیں ان سے مزاحمت کرنا حق تعالیٰ سے مزاحمت کرنا ہے اسلئے تم ان کی مزاحمت نہ کرو بلکہ حق تعالیٰ سے آشنائی پیدا کرو اب تم ان کے سامنے پیش ہو کے خود تم کو رہا کر دے گا پس تم خیر دار مولانا سے کبھی نہ الھنا۔

ان شخص کی فتنہ برسات سے تپا فرما دیا یعنی اسے حق پر یہ کہ مولانا سے مزاحمت نہ کرنا ہے یہ تو امر مذکور بہت سے عوام کو یہ کہ تم جو دولت میں غرق ہو گئے ہو اسے چھوڑ دو۔ یہ حق پرانی بات ہے جو غریب دینا ہے اسے (بشرط علی)

بھائی نہیں ہو (کیونکہ یہ شاہ صاحب کے خاندان میں سیادہ نہ تھے) اور اب تو علماء نے کہنے لگے ہیں کہ مولوی اسماعیل بھی مسیح کی قریب مسجد ہی میں پڑھتے تھے مگر وہ تھوڑی دیر ہو کر اٹھ بیٹھے اور وضو کر کے صبح تک نفلوں میں قرآن پڑھتے رہتے تھے اور غم نہایت ہو کہ مجھے یہ فی الواقعہ کی ضرورت نہیں اور یہ بھی کہتے ہو کہ میں ان کا نہ بھائی ہوں میں تو سمجھتی تھی کہ تم بڑے بھائی ہو تو ان سے ماہر مل بھی زیادہ ہو گے مگر کچھ بھی نہ انکے مولوی موصیٰ تھے کہ میں بھٹا کی سہ سے یہ باتیں من کر مارے شرم کے پانی پانی ہو گیا اور مجھے کوئی جواب نہ دینا پڑا۔

حکایت (۵۳) خان صاحب نے فرمایا کہ یہ بات میں نے اپنے کسی "ارک" سے ضمیمہ سنی مگر تھیمہ عبداللہ صاحب فرماتے تھے کہ میرے پیچھے میں سید صاحب نے مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب بھی شریف تھے مودی عبدالحی صاحب نے دیندار فرمایا اور یہ کہنا کہ اہل حق تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے ملاقات میں بھی عداوت سے فرماتے ہیں اور ہر کام کئی روز میں نہیں ہو سکتا، چند غمگیناں ہیں کر پیتے ہیں چنانچہ بعض لوگ عسر سے مغرب تک قرآن شریف فہم کر لیتے ہیں اور یہ مضمون اس انداز سے بیان فرمایا کہ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ خود مولوی کو بھی یہ کرامت حاصل ہے اور مولوی اسماعیل صاحب کے متعلق تو سہ ماہی کے ساتھ فرمایا کہ یہ عسر سے مغرب تک قرآن شریف فہم کر لیتے ہیں اس بارہ پر ان کے مولوی اسماعیل صاحب کو اپٹ گئے اور کہا کہ حضرت ہم کو بھی اس کرامت کا مشاہدہ کرنا چاہئے چنانچہ گوشتی کے چلے پر لوگ اکٹھے ہونے اور مولانا نے بزرگوں قومیوں کے مجمع میں عسر سے مغرب تک قرآن شریف فہم فرمایا، یہ کہہ بیان فرمایا کہ خان صاحب بیان فرمایا کہ میرے زمانہ میں سید صاحب اور مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب کے دیکھنے والوں میں سے کوئی شخص زندہ نہیں تھا جس سے میں کہتا ہوں کہ تم کہتے ہو کہ میں اس میں نے کبھی نہ دیکھا کہ ایسا نہ ہوا ہے میں ہی ساتھ ساتھ فرماتا ہوں کہ میں نے اس عقیدہ کا وقت مرہ روزہ نہیں دیکھا، وقت مرہ روزہ ممکن ہے (شاف علی) میں نے اس عقیدہ کی تردید نہیں کی، ممکن ہے اس عقیدہ کا وقت مرہ روزہ ہو (شاف علی)

اس واقعہ کی تصدیق کرتا ہے۔ مولوی عبدالقیوم صاحب یہ عقد زائد تھے اور ان کا بیڑہ ولایت بھی سب سے اترتا ہے۔ مگر ان سے اس کی تصدیق کا موقع نہیں ملا۔ مولوی محمد علی چلتی نے اس واقعہ کی تصدیق کی

حکایت (۱۴۴) خان صاحب نے فرمایا کہ جو عقد میں اس وقت بیان آ رہا ہے بتائیوں یہ میں نے بہت سے لوگوں سے سنا ہے اور کاتبان بیان کرنے والوں کی تعداد سو سے زائد تھی اس لیے میں سب کے نام تو نہیں لکھوا سکا صرف چند امیدوار لکھواتا ہوں۔ قسیم خاں مولیٰ صاحب مولوی سران احمد صاحب، تھری عبدالرحمن صاحب پانی پتی، مولانا قتلوی، مولانا نوقوی، قاضی عبدالرحمن متعلقہ ٹھکانے، مولوی عبدالقیوم صاحب، میاں بی محمدی صاحب ان سب سے میں نے سنا ہے مگر جو مجھے بہت متصل یہ عقد پہنچا ہے تو اس میں اور دوسرے لوگوں کی روایت میں اخیر میں اور اضافہ ہے اب میں یہ کہتا ہوں کہ (یہ تمہید ہے عقد کی) حاجی شیر علی صاحب رئیس خاں پور ان لوگوں میں سے ہیں جن کی ولایت پر خود ان کی صورت شاہ تھی اور اس کے لیے کسی دوسری دلیل کی ضرورت نہ تھی یہ صاحب مولوی محمد یوسف صاحب (مولوی محمد اسحاق صاحب کے چھوٹے بھائی) سے بیعت تھے جب مولانا خلق صاحب مولانا محمد یعقوب صاحب نے ہجرت کی ہے تو یہ ساڈائی پر مولانا محمد یعقوب صاحب کے رفیق ہو کر قلعہ صاحب تک ساتھ گئے تھے یہ فرماتے تھے کہ میں نے رات میں مولوی محمد یعقوب سے ان کے چاند لے کے بزرگوں کے حالات پوچھے انہوں نے ان سے حالات بیان فرمائے اور فرمایا کہ قابل ایسا ہے اور غلام ایسا ہے مولانا خلق صاحب کی نسبت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی صورت میں ایک فریضہ بھیجا ہے تاکہ لوگ ان سے مل کر فرشتوں کی تعداد میں بھر سکیں۔ یہاں تک کہ اور بلکہ تو سب ان کے خاندان میں کوئی پیدا نہیں ہوا ان کے بھائیوں کی وجہ سے ان کے شہرے اور بدعاش آپ کے یہاں تک دشمن ہو گئے تھے۔ ان سے قس کی فکر میں تھے اس لیے ان کے حفاظت کرتے تھے۔ (اصل قصہ یہاں سے شروع ہوتا ہے) ایک مرتبہ وہ مشائخ نماز جناح مسجد میں پہنچے اور

اور ہاتھ کو چلے یہ نہ قلعہ میں جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے سر پر کپڑا لٹکا دیا اور پوچھا کہ کیا بات ہے؟ ان وقتے تمہیں تھوڑے چائے دوں گا، تم نہیں چوڑا گئے، میں تمہارے ساتھ چڑھتا ہوں، ان کے فرمایا کہ میں ایک خالص مشورت سے جا رہا ہوں، تم مجھے ہائے دیو اور میرے ساتھ نہ آؤ، میں نے اس کو کیا مکر دہانے اور تمہارا چلنے میں بھی ادا قاضی سے من سے پیچھے پیچھے ہو گیا، خانم کے ہزار میں یہ بی بی مال دار اور مشہور رندی کا مکان تھا اور اس کا یہ سوتیلی قاضی تھا: اس مکان پر پہنچے وہ آواز دی تھوڑی دیر میں مکان سے ایک نرانی نگلی اور پچھلے تم کو کہیں ہو اور کیا کام ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں فقیر ہوں وہ لونڈی یہ سن کر چلی گئی اور جا کر لے آئی کہ ایک فقیر کھڑا ہے رندی نے ہاتھ پیسے دیے اور کہہ کر جا کر دیے وہ لڑکی پیسے لے کر آئی اور مولانا کو دیکھا، مولانا نے کہا کہ میں ایک عہد کیا کرتا ہوں اور میرے عہد کے لیکن میری علامت نہیں تم اپنی بی بی سے کہو کہ میری صدا سن لے میں نے جو کرکھ پڑھائی نے کہا کہ اچھا بلا لے دو بلا کر لے گئی مولانا چکر میں ردول چھتر چھتر چھتر کے اور آپ نے سورہ واصلی شہرہ وادانہ اس میں ساری کتب تلاوت فرمائی میں بھی دہا پہنچ گیا اور پھر مولانا نے پیچھے کھڑا ہو کر کیا مولانا نے اس قدر جلیغ اور موٹے فقر و غریبائی کہ گویا ہشت وادانہ کا مشاہدہ کر لیا اس رندی کے سارے معنی اور رندیوں بھی تھیں اور ان کے علاوہ اور دُش بھی بہت تھے جن پر اس کا یہ اثر ہوا کہ سب دُش چھتر چھتر کر رہے تھے اور سب اس چھتر چھتر اور انہوں نے اُس وقت سارا دُش و توڑنے شروع کیے اور سوتیلی اور ان کے علاوہ گئی رندیوں کا شب ہو گئیں اس کے بعد مولانا انہیں صاحب انہیں پلہ پے میں جی پیچھے پیچھے چھتر ہا سنا تک تو باہر نکلا وہ مضمون تحریر کی تمام روایت کے والوں کا انتقال ہے یہاں سے نام سوتیلی صلیب خاں لی روایت ہے، انہوں نے کہہ کہ یہ صاحب نے فرمایا کہ اب مولانا جاتی مسجد کی یہ مہمان یہ پہنچے تو میں نے مولانا سے کہا کہ یہاں اسٹیشن تھا، یہ وہاں ایسے تھے اور تمہارے چچا ایسے تھے اور تم ایسے خانہ دان کے ہو، میں نے ساری پڑھا ہے یہ تمہارے اپنے آپ کو بھلا لیا کہ لیا اتنی ذات نہیں ہے اس پر مولانا نے ایک نندنی سانس بھری اور یہ ت سے میری طرف دیکھا

مردیہ صاحب نے ۱۹۴۰ء کی صاحب سے نئے فرمایا، مگر بھی خدائے ربیب نے اس پر احسان
 علی خاں داد کہ صاحب اس مجمع میں تمام فریفتیں سمجھا دیں۔ پتے مجمع میں تقریر فرماتے ہوئے
 وہ ایک کوشش کرتے تھے کہ اس سے پہلے صاحب خود فرمایا کہ وہی شخص صاحب کو حکم فرمائی یہ ان
 وہاں عیدائی صاحب کو حکم فرمائی یہ ان کو مولانا صاحب کے ذریعے دیا۔ دوسرے
 (کیونکہ ان کو موت تھی کہ وہ صاحب فرماتے کہ موت سے دل بڑا کرتے) فرمایا صاحب، مصلحت من
 الالبان اور یہ فرمایا کہ صاحب تقریریں دے فرمایا اور ان کے آگے حضرت قادیان علیہ السلام فرمایا
 تھے وہ ابلیس ہے حیاء اس کے بعد حضرت قادیان علیہ السلام فرمایا کہ ان کی قوم کا پروردگار
 ہے فرمایا اور اخیر میں بڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہو اور ان کے مخالفین کا برحق
 ہو ان کے خیالوں کے خلاف فرمایا ہو اور ان کے مخالفین کا ہے حیاء و شرم فرمایا۔ غرض
 تقریر پر ریش میز کہ پر ہر پھر کہ فرمایا احمد بدعت النبیاء وہ ان کے قبیحین کے خلاف عیدائی
 فرمایا ہے اور وہ افش، مخصوص و افش اور اپنے طرف کی سنت کے مطابق ہے فرمایا۔ ان پر
 تقریر کو تقریر فرمایا یہ مضبوطی تو ختم ہوا ان تقریر میں سبحان علی خدا و دعویٰ عہد حق صاحب سے
 جلد جلد پر سوال کر رہا تھا اور انہیں صاحب اس کا جواب دیتے تھے وہ سوالات وہ بات سب
 تو مجھے معلوم نہیں رہے ہیں کہ یہاں میں کھڑے ہوں مولانا صاحب کی تقریر میں حضرت
 عمر کی علامات کا ذکر ان موقع کا اہل ذکر فرمایا کہ آپ کی حالت یہ ہے کہ تو پہنچے اس پر سبحان علی خاں
 نے باوجود حدیث پر بھی ان اللہ علیہ وسلم کے بعد لندن و انور محل العاجران پر مولانا صاحب
 صاحب فرمائی اور دعویٰ عہد حق صاحب سے فرمایا کہ قرآن مجید کو رکھ دینے ان کا جواب ہے کہ
 ان کے دوسرے جہت میں حالت کی طرف سے جواب دیا کہ ان کے جہت میں حالت کی طرف سے جواب دیا کہ ان
 کہ ان کے دوسرے جہت میں حالت کی طرف سے جواب دیا کہ ان کے جہت میں حالت کی طرف سے جواب دیا کہ ان
 نے یہ دعویٰ جواب دیا کہ ان کے دوسرے جہت میں حالت کی طرف سے جواب دیا کہ ان کے دوسرے جہت میں حالت کی طرف سے جواب دیا کہ ان
 ہوئی کہ ان کے دوسرے جہت میں حالت کی طرف سے جواب دیا کہ ان کے دوسرے جہت میں حالت کی طرف سے جواب دیا کہ ان

سے وہیں نمودار پہنچے اب نگار اور یاد رکھو کہ اصول تشبیح کے احاطہ میں کوئی چیز نہیں آتی جس سے اس کے جواب میں سبب علی غائب ہاں غاموش ہو گیا ہے وہ جواب نہ دے گا خود
 موافق فرمادے کہ یہ تو آپ کہہ نہیں سکتے۔ اصول تشبیح کے مطابق دین کو قطعاً پہنچا اس لیے ضرور
 یہی کہا ہو گا کہ اصول اہل سنت نے مطابق قطعاً پہنچا ہے ثابت ہو کہ اہل حق مذہب اہل سنت پر
 ایک موقع پر مودنی مبدائی صاحب نے حضرت علی کے متعلق کچھ بیان فرمایا اسی موقع پر سبحان
 علی خاں نے حدیث لِحَمَلَتِ نَحْصَى وَدَعَلَتْ دُمَى پر بھی اس پر بھی مودنا انجیل صاحب
 کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ مودنا اور تقریر کو روک دیجئے اس کا جواب بھی میں اہل گامراہ کے
 بعد سبحان علی خاں سے فرمایا کہ سبحان علی خاں مولویوں تو یہ حدیث ثابت نہیں دے سکتے یہ تو ہے
 میں دریافت کر رہا ہوں کہ حدیث اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے یا مبدائی مبنی پر اس نے جواب میں
 سبحان علی خاں نے کہا کہ حقیقی معنی پر اس کے جواب میں موافق فرمادے کہ اگر حقیقی معنی پر محمول
 ہے تو حضرت علی کا تاج حضرت فاطمہ سے بھیج نہ ہوا سبحان علی خاں سے کچھ جواب نہ دیا اور
 غاموش ہو گیا ایک موقع پر سبحان علی خاں نے مودنا مبدائی صاحب کی تقریر پر امر علی کرتے
 ہوئے کہا کہ آپ کے یہاں یہ حدیث ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جزیہ لیں گے بعد ان کے
 زمانہ میں یا سلام ہو گیا قلش اور ہناب رسول اللہ ﷺ جزیہ لیتے تھے تو دعوت ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام
 ہناب رسول اللہ ﷺ علی علیہ علیہ وسلم کے حکم کو منسوب کر سکتے ہیں ان کے جواب میں بھی مودنا
 اسماعیل صاحب کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ان کا جزیہ نہ لیا اور اسی حدیث کی بنا پر ہوا کہ یہ قبیل
 قسم ہے رسول اللہ ﷺ کی نہ کہ نبی حکم نبوی ان کے جواب میں بھی سبحان علی خاں غاموش ہو گیا
 اور کوئی جواب نہ دیا فرمایا کہ اسی طرح کے اور بھی کئی سوال جواب نہ دے جو مجھے یاد نہیں
 رہے اور سبحان علی خاں جو مرتبہ سنا کرتے ہوا ان میں ایک موقع پر مجھ سے اس کے جواب نہ دیا بلکہ
 صرف اتنا کہہ کر مودنا کہ اسے میں علی گئی تھاں نے سبحان علی خاں سے نہ کہ ان کو روک دیتے
 گاہیں سنا چکے وہ اب نہ چھوڑا اب نہ رہا کہ

حکایت (۵۹) میں صاحب نے فرمایا۔ یہ قسم جو میں لے کر دیتا چاہتا ہوں اپنے استاد میں ہی صاحب، حکیم خادم علی صاحب، حکیم عبدالسلام صاحب، علی صاحب، قاضی عبدالرزاق، بیوری مولوی عبدالغفور صاحب سے مناجات ہے یہ ہے کہ مولانا شعیب صاحب نے قصص میں احسان فرمایا کہ کل اہم شیعوں کی عید گاہ میں وعظ کھیں گے چنانچہ آپ حسب احسان وعظ کئے گئے عید گاہ قنبر یف نے سنے اس طمان کو اطلاع حاصل طور پر پہنچ گئے اس لیے دونوں فریق سے وئے جمع ہو گئے اور بہت بڑا مجمع ہوتا مولانا منبر پر تشریف لائے اور وعظ شروع فرمایا مولوی عبدالغفور صاحب مولوی عبداللہ صاحب کے صاحبزادے آپ کے پاؤں کے پاس بیٹھے تھے وعظ میں آپ نے مذہب تشیع کی خوب چیمیں اڑائیں اس وعظ میں دونوں نو عمر اور نہ جوان لڑکے جو آپس میں بھائی بھائی تھے جن میں سے ایک کا نام محمد امین تھا اور دوسرے کا نام محمد سرکش تھا مولانا کے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے ان پر اس وعظ کا اثر ہوا اور ان میں سے چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا کہ مولانا کی تقریر کو سن کر میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ اس شر میں ہماری حکومت ہے اور یہ شخص جو مذہب تشیع کی اس بلے بانی سے تڑپ رہا ہے محض ایک معمولی اور بلا پتلا آدمی ہے نہ کہیں کا بادشاہ ہے نہ نواب ہے اس کے پاس فوج ہے نہ ہتھیار بھر بلا جو اس شخص کے لیے اسی کے جو ہے اس قدر جرات دکھلا رہا ہے تو وہ کون سی بات جو اس کو اس بے باکی اور سر فروشی پر قہر کر رہی ہے وہ صرف اس کا ایمان ہے اور اب ہم اپنے اندر پر نظر کرتے ہیں ہمارے اندر وہارے مذہب کی روایات کے مطابق اس قدر قوی شجاع تھے کہ ان کی قوت کو نہ کسی فرشتے کی قوت جیسی تھی اور نہ جن کی اور ان کے ساتھ ہی وہ تھے بھی اس قدر ترستے تھے کہ مخالف تو درکنار خود اپنے شیعوں سے بھی صاف ہمت نہ کھتے تھے اس سے میں سمجھتا ہوں کہ مذہب تشیع تو کسی طرح حق نہیں ہو سکتا کیونکہ یا تو ان کی ہمداری کے افسانے جھوٹے ہیں یا ان کے عقیدے کی کوئی غلطی ہے اب صرف وہ مذہب سچ ہو سکتے ہیں یا مذہب خوارج جو ان کو کافر سمجھتے ہیں یا مذہب اہل سنت و جماعت جو کہتے ہیں کہ اگر نہایت راست گو اور نہایت ہادیمان تھے اور ان کی شان لا یخافون فی اللہ لومة لائمہ

تھی اور ان کا مذہب وہی تھا جو اہل سنت کا مذہب ہے اور جو باتیں شیعوں نے ان کی طرف منسوب کر رکھی ہیں وہ ان کا انفرادی ہے اور جب مذہب تشیع کا نکل انسان سلامت ہو اور حق و انصاف نہ ہو تو یہ خود بخود اہل سنت کے مذہب کے درمیان تو پھر جب میں ان دونوں مذہبوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں تو مجھے مذہب اہل سنت و اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے اس کو سن کر مذہب اہل سنت نے کہا کہ مجھے بھی یہی خیال ہوتا ہے جب دونوں متعلق ہو گئے تو چھوٹا بھائی ان کا اور بڑا بھائی مولانا ذرا منہ پر سے تر جائے مجھے کچھ عرصہ گزرا ہے مولانا کہتے کہ شاید میری تردید کریگا اور یہ خیال کر کے آپ مجھے شریف لائے اس لئے کہ میں نے میرے بھائی کو تمام شیعوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ صاحب جو آپ کو معلوم ہے کہ اس مقام پر شیعوں کی حکومت ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہ مولانا جو اس جرات سے مذہب تشیع کی تردید فرما رہے تھے نہ ان کو باوجود شہاد کا خوف قتلان ارکانِ اہل سنت کا اور نہ عام رہنمایا کا شخص ایک معمولی شخص ہیں کہ نہ ان کو کوئی جسمانی قوت ہم دونوں سے ممتاز حاصل ہے اور نہ ان کے پاس کوئی فوجی قوت ہے پھر باوجود اس شخص اور بھائی کی تردید کے جو وہ ان قدر جرات و حلاوت ہے مجھے اس کا سبب کیا ہے اور وہ کون سی قوت ہے جس نے ان کو اس قدر جرات اور جریں عطا کیا ہے میرے نزدیک وہ قوت صرف قوت ایمانی ہے اب میں دریافت کرتا ہوں کہ بھائی کے لئے اس قدر عمر بھر تہجد کرتے رہے تھے کہ خود اپنے شیعوں سے بھی اڑتے رہے تو اس کمزوری کا کیا سبب ہے اگر ان کا سبب یہ ہے کہ ان میں قوت نہ تھی اول تو مذہب تشیع ان کا انکار کرتا ہے اور ان کے اندر انسانی طاقت سے زیادہ طاقت ملتا ہے پھر اگر اس کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تو وہ قوت میں مولوی اسماعیل صاحب سے کسی صورت میں بھی کم نہ ہوں گے پھر کیا وجہ ہے کہ ان میں مولوی اسماعیل کی جرات نہ تھی اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایمان میں مولوی اسماعیل سے بھی کمزور تھے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب تشیع تو کسی طرح حق نہیں ہو سکتا اگر حق ہو سکتا ہے تو مذہب خود بخود یا مذہب اہل سنت اور یا تو ان کے (نعمتی اللہ) سرسبز ایمان تھے جیسے مولوی کہتے ہیں اور یا وہ کچھ سنی تھے جیسے اہل سنت کہتے ہیں یہ میرا شبہ ہے اگر کسی شیعی کے پاس اس کا جواب

عالم تھے اور مفتی صاحب کے شاگرد تھے مولوی و جید الدین صاحب اور مولوی غریب اللہ صاحب کے درمیان ایک مرتبہ مناظرہ بھی ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب نے تقویت الایمان میں شرک کی دو قسمیں کی ہیں ایک ظنی اور دوسرے نفی مولوی و جید الدین صاحب اس کو تسلیم کرتے تھے اس پر ان سے اور مولوی عبود اللہ صاحب سے مناظرہ ہوا اور مولوی عبود اللہ غالب آئے اس پر مولوی و جید الدین صاحب مولانا شہید کی مخالفت سے تائب ہوئے اور اپنی کتاب جو انہوں نے مولانا کے رد میں لکھی تھی دہلی جا کر مولانا کے سامنے بھڑا ڈالی اور اس روز سے مولانا شہید کے حاشی دار بن گئے یہ مولانا و جید الدین صاحب بھی مولانا شہید کے ساتھ جہاز میں تھے اور دونوں مل کر جہاز کے لئے آنا چہرہ کرتے تھے اتنا پتہ ہوتا تھا کہ مولانا شہید ان کو ہمیز کرتے تھے کبھی آقاؤں کے من پر مں دیتے تھے کبھی بیٹ پر کبھی کوئی اور نہ ملتا کرتے تھے لہذا ان کے علاوہ مولانا اور حاجیوں سے بھی نفی نہ ملتا کرتے تھے۔ میں ذرا یعنی مولوی عبود اللہ صاحب اسی زمانہ میں پھر قضاہ مولانا کو مجھ سے بہت محبت تھی اس لیے مولانا اکثر مجھے اپنے پاس رکھتے تھے اور جہاز میں بھی مجھے اپنے ساتھ ہی رکھا تھا اس زمانہ میں ہادی جہاز تھے اور مسافروں کو روزانہ فی کس ایک پونہ پانی ملا کرتا تھا اتفاق سے ہوا ہوا موافق ہو گئی اور جہاز میں پانی تمام کر گیا اس لیے جہاز والوں نے اعلان کر دیا کہ کل سے پانی آرہی ہو کل ملے گا بدونت تک آدھی پانی ہوگا اس کے بعد جب پانی بالکل ختم ہو گیا تو جہاز والوں نے بعد پاکہ اب پانی بالکل ٹھیک رہا ہے اس لیے ہمسائی ٹھیک دے سکتے۔ سب لوگ نہایت پریشانی سے اس جہاز میں علاوہ سید صاحب کے قاضی و افواں کے اور بھی بڑے بڑے لوگ سوار تھے اب ان لوگوں میں یہ سرگوشیاں رونے لگیں کہ یہ شخص (مولانا شہید) لوگوں سے نفی نہ ملتا کرتا ہے اسی کی شامت سے ہم پر یہ بلا آتی ہے لہذا اس کو روکنا چاہیے اور دعا میں کرنی چاہئیں اس کی اصلاح مولوی و جید الدین اور دوسرے لوگوں کو ہوئی مولوی غلام سحر فہر و من فہر کے حوالہ سے لایا جاوے گا ان شخصوں نے کہا کہ ان سے مان لیا یا تب یہ لائق کہہ چکا ہو

ہائے الدین مع ذہن و فکر و تحقیق کے ان لوگوں کے پاس پہنچے اور ان کو وہ شہید فی ملت و ملت کا
 سے آگاہ کیا اور کہا کہ یہ شہادت تھری فار کستان و وہ مٹائی کی ہے۔ تم ان کی بہت ایسا خیال
 کرتے ہو تم و چاہے کہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے معافی چاہو و ان سے معافی
 و خواست کرو چنانچہ سب لوگ قسے و رسم سے موافق سے دعا کی درخواست کی وہ اس نے
 فرمایا۔۔۔ تم سب حاضر ہو، میں بھی حاضر ہوں گا مگر میری دعا تو معاف کرنے پر چلتی نہیں اس
 پر ایک شخص نے عرض کیا کہ۔۔۔ ہمارے لوگوں کو کس قدر حلاوت و احاطہ کا حال کی مقدار میں ہے وہ
 نہیں رہی طرفت و یار ہے کہ فی مس پاؤں پھر سے زیادہ گناہ پر آئے یہ دوسرے لوگوں نے ساتھ مل کر
 کہہ لی جس کا اتر ہی وقت طالع نہ الہدایہ چشمہ شہیدیں پائی کا جو لہذا دیو و فریضہ وہ بھی پورے یوم
 لئے و اور وہ کا وہ تھا جو آیا ہو ہمارے پاس آ کر کھڑا ہوا یا مولانا نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ اس نے
 کو دیکھ کر سے توڑنے سے چکھا تو نہایت تعجب اور شہر میں تھریس پر سب لوگوں نے اپنے اپنے
 رتی پھر لیے اور ہزاروں لوگوں نے بھی اپنے ترواقے خوب پھر لیے سب پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر
 ہو گیا اور نیکے حد لوگوں نے ہوائی موافقت نے لیے دعائی و خواست کی پھر آپ نے دعا فرمایا
 کہ سب حاضر ہو میں بھی شریف ہو جاؤں گا مگر یہی دعا پھر مٹائی کے نہیں چلتی اس پر انہی اور
 اندر نے پھر دعا کیا جو نیکے پھر انہی پر آپ نے سب لوگوں کے ساتھ میں کر موافقت و دعا
 کی دعائی ہو و اس واقعہ پر بھی ہزاروں فکر و کھولیا گیا اور بیٹے و لوگوں میں اچھی ہوائی حالت میں ہزار
 چہ و یاقینہ تھا کہ سے تحفہ و ان میں سارا ایسا مجد و شرف تھا۔

حکایت (۸۸) (ج ۸) خان صاحب نے فرمایا کہ یہ قصہ میں نے عظیم خاں علی صاحب و نصیم
 اب الہام صاحب و مراد علی صاحب و احمد صاحب و نور علی صاحب سے سنا ہے یہ حضرات فرماتے تھے کہ
 خانہ کعبہ میں مراد علی اور نور علی و احمد صاحب و نور علی صاحب و مراد علی صاحب نے یہ
 حالت دیکھی کہ وہ وادراں کے ماضی تھی تو اریں سے کرنا کہ جو ان کے ہو گئے اور فرمایا کہ
 مورخوں کے ساتھ مراد علی صاحب نے راجہ مورخیں اصل ہوں گی تو انہوں نے مراد علی

اس پر ابتدائی غم اٹھی صاحب شہ اسحاق صاحب درمید نذر ظالم صوفی اور مومنوں سے نہ ہو غم کی
کی ہر گناہ کی ترسہ کی ضرورت نہیں۔ اس پر نہیں ہیں تنگم ہوئی اور تشوئے جہاد شافق۔ غم و
کہ ترسہ کی ضرورت نہیں ہے اور ان میں شافع ہوئی چاہیے چنانچہ اسی غم کی نسبت
ہو تھی اثر غم سے بعد مولانا شمس الدین صاحب نے کئے اور سچے وہی کہ بعد پچھتے رہی میں
قیام رہا اس زمانہ میں مولانا شمس الدین صاحب نے کہا فرماتے تھے وہ مولوی عہد نئی صاحب
مساجد میں چھ مہینے کے بعد چلاو گے لیے تشریف لے گئے یہ قہر میں نے مولوی عہد اہم
صاحب اور اپنے استاد میاں صاحب صاحب فخر دے رہے تھے۔

حکایت (۶۰) ان صاحب نے فرمایا کہ مولانا شمس الدین صاحب کی نسبت فرماتے تھے کہ
اس سے بہت مبالغہ ہو چنانچہ مولانا شمس الدین صاحب کی حیات ہی میں دو احوال ایسے تھے کہ
وہ گئے تھے اور ان کے بعد جو کچھ نفع ہوا اس کا توازن ادا نہیں ہو سکتا۔

حکایات (۶۱) ان صاحب نے فرمایا کہ مولوی تہرک اللہ صاحب الدھن کے رہنے والے
ایک شخص تھے جو بہت بڑے تھے اور شلہ عبد العزیز صاحب نے شہرہ تھے انہوں نے ایسے سرح
اور عہد آہ میں وہ گناہوں کے بعد ان سے کوئی نہ پوچھا کہ آپ شہرہ ایمان کی نسبت کیا
فرماتے ہیں میں اس جملہ شلہ مولانا تہرک میرے سامنے مولوی تہرک اللہ صاحب نے فرمایا کہ
جب تہرک اللہ شلہ مولانا تہرک اللہ صاحب نے آئی ہے تو لوگوں میں اس کا چہ چاہو انجو کہ وہ غافل
ہوئے اور انہوں نے ان کی قوم میں ہوتے ہوا کہ اور تشوئے تھے انہیں اس وقت میں۔ پچھتے حیات تھے
جو بہت شریف اور تھے تنگدوں سے بھی مراد تھی انہیں تھا اور کڑے سے بھی نہ پچھتے تھے انہوں
نے انہیں ایک ایک صاحب نے لیا۔ انہیں پتہ نہ تھے۔ انہیں کہ انہیں نہ تھے۔ انہیں
ہاتھ میں لیے ہوئے تھے وہ تھے وہ تھے۔ انہیں تھے انہیں تھے۔ انہیں تھے۔ انہیں تھے۔

کتاب شائع ہوئی ہے اس پر یہ آٹھ سہاسے ہوتے ہیں انہوں نے فرمایا: وہ کتاب مجھے سناؤ ہم نے تقویٰ الایمان الی سے آخر تک سنی اس کو سن کر آپ نے فرمایا کہ سب بمسئلی کے لوگوں جو توجہ کر لوں، وقت میں اپنی رائے خدایہ کرہوں کا جہاد کریں گے انہوں کو میں کیا جب سب لوگ جمع ہوتے تو اپنے فرمایا کہ میں اب تک بیان حالت دیکھتا ہوں جو کچھ لوگ کر رہے تھے اور کر رہے تھے من کی باتیں، نکل میرے من کو انہیں نے ملحق تھیں اور میں سمجھتا تھا کہ دنیا اس وقت گمراہی میں مبتلا ہے اور میری ان باتوں کو نہ صرف نہ تھا مگر توں بعد تک پڑی ہوئی تھی نہ کسی کو دین کی خبر تھی نہ کوئی علمائے دین تھا مولوی اسماعیل صاحب کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنی در بھانگ کو الگ کر دیا اور سید عارف علی صاحب تھیں اختیار ہے چاہے مانو چاہے مانو اور بھانگ ہی اپنے جانو۔

حکایت (۶۲) خان صاحب نے فرمایا کہ مولانا نونوی فرماتے تھے کہ اطراف کھنڈ میں ایک عالم رہتے تھے جو بڑے عالم تھے (مولانا نے انکا نام بھی بیان کیا مگر مجھے یاد نہیں رہا) یہ عالم ایک مسجد میں رہتے تھے اور مسجد کی مولوی صاحب ایک رہہ دینی تھی اس میں پڑھایا کرتے تھے مولوی فضل رسول بہ ایسی فکر کی نماز سے پہلے یا عصر کی نماز سے پہلے ان کی خدمت میں پہنچے اور ان کو دعا پڑھ کر بات نہ کریں جو انہوں نے مولانا عسیر کے راہ میں لکھی تھیں مولانا سے انکی تصدیق اور مولانا شہید کی تکفیر چاہی اسے میں جماعت تیار ہوئی مولوی صاحب نے فرمایا کہ پہلے نماز پڑھ لیں پھر غور کریں گے مولوی فضل رسول کے ساتھ ایک شخص بھی تھا مولوی صاحب اور مولوی فضل رسول تو نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ انکا ساتھ لیں انکا اور بیٹھا ہو حلقہ پیتا رہا جب مولوی صاحب نماز پڑھا کر تشریف لے گئے تو اسے اٹھ بیٹھتے ہوئے دیکھا اس پر مولوی صاحب نے مولوی فضل رسول سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے جب میں انہوں نے کہا کہ یہ میرے عزیز ہیں مولوی صاحب نے پوچھا کہ یہ تمہارے ساتھ کئے دنوں سے ہیں انہوں نے مدت بتائی اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ تکفیر کا یہ ارادہ پہلے ہی نہ تھا تھا تو یہ تھا کہ آپ کے مولوی

حکایت (۴۴) : حضرت صاحب نے فرمایا کہ مولوی ذوالفقار سی صاحب بیٹن فرماتے تھے کہ مولوی رستم علی نے کمر بستہ اپنے اور بہت بہنوئی تھے نہ ہی انھیں مذاہب شیعہ کے بہت سے وہ سنت تھے اتفاق سے مولانا سخیل مدد صاحب اور مولوی رستم علی مدد صاحب چائے پیوٹ میں سے جا رہے تھے۔ ایک بھلائی نے مولانا کو قافیاں دینی شروع کیں۔ آپ پر مولوی رستم علی مدد صاحب کو فضا آگیا اور وہ سوال پوچھا کہ اس کے ہمارے کو وہ کسے مولانا نے بیٹن کہا کہ مولوی رستم علی کو یہ تھ پڑ لیا اور فرمایا کہ یہ مولانا رستم علی کیا کرتے ہو وہ کافیاں پڑھیں، یا بلکہ وہ توفیق کھاتے کہ یہ کہ وہ کسی تو کہتے ہیں کہ یہ بڑا بہدین ہے جو کئی کئی باتیں نکالتا ہے۔ اس میں وہ کیا کھاتا کھاتا ہے میری باتیں اس کیسے تو واقعی ہیں میں علماء نے یہ باتیں انانچھاراں لٹا کر سناؤں میں پھرا سکوئی کہیں نہ سمجھوں اور وہ کالیوں کیوں نہ دے اس کا اس پتلون پر بیٹن آ رہا اور اس روز سے مولانا دوست ہو گیا۔

ہو جو اس کو روکیں گے، یہ ان کا آپ اور خود ان کا فرق ہے۔ قلب اللہ رب العزت میں رہتا ہے۔ یہ میں صاحب
 نے بیکل گمان کی کو حق اور سچ میں کہ میں شادی ہوا تھا۔ وہ صاحب کو جسے لگا کہ آؤ دنیا میں
 یہ تو اس کے حق میں قرار دیتے ہو۔ خدا اللہ تعالیٰ اس بات میں پھر تیار ہے۔

آئے۔

حکایت (۷۰) خان صاحب نے فرمایا کہ یہ قدم جس نے لیا تو کوئی صاحب مولا عبد القیوم
 صاحب اور دوسرے بہت سے لوگوں سے سنا ہے کہ فقیہ راز مولانا صاحب ہندوؤں سے نفرت کی وجہ
 میں تھے میرا صاحب اس دعا میں ان سے پڑھتے تھے وہ بھی من کہے نہ تھے۔ صاحب یہ وہ صاحب
 میں پہلے میرا صاحب پر ایک خوش سواری اور نہایت فہم کیا اور یہ جہ میں مولانا صاحب سے فرمایا
 کہ آپ نے کس لیے یہ دعا پڑھا ہو کہ کھانے کے لیے آپ کو مظلوم ہے۔ آپ اس وقت کہاں
 ہیں آپ غم فرمائیں کہ ایک عالم اور شریف اور عزیز بہ صاحب اور شریف مولانا صاحب کا تعلق
 سے پہلی ہی روٹی ہاتھ سے اس قدم سے ملتی ہے۔ مولانا صاحب کا خاص اثر ہوا اور انہوں نے فرمایا
 کہ میرا صاحب آپ مخالف تھے ہیں۔ واقعی میری نگاہیں اب اس پر لگا کر فرماتے آئے اور پھر کہیں
 نہیں جلا میں نہیں گئے۔

حکایت (۷۱) خان صاحب نے فرمایا کہ مراد آبادی میں فرماتے تھے کہ ایک شادی ہوئی تھی
 یہ بھی نہیں تھی۔ کوئی پھونکتے تھے یہ میری بات ہے۔ ہمت دہی تھیں اور انہوں نے کہہ دیا کہ تو
 میں لکھا ہوا ہے کہ یہ بھی ان کا آپ کرتے تھے کہ تمام شکر اے اور شکر یاں بھی من کو دے دے
 تھے خوش آمد مل تو وہ من اور ان کے وہ یہ کہنے اور کا جال بہت اچھا تھا۔ یہ صاحب ہند
 شہر میں اور چند شہروں کے مشہور تھے۔ ایک دن میرے جمع میں لی چکے تھے ان کو ان میں کو
 کہیں کوئی چاہیں اور ان کیسے تم پر یہ بھی کہ ان میں ان کے لیے کہ کوئی یہ کہ تو نہ کیا
 ان میں اب وہ بہت سے تھے۔ ان کو بہت سے لوگوں نے دیکھا تھا۔ ان کو بہت سے لوگوں نے دیکھا تھا۔

یہ شعر: صاحبِ فی تھکی دہ میں اپنا لٹس گئے کسی سے ہم پر یہ نہیں گئے۔ جو شے دیا، اُس نے دیا۔
تھکے بیان فرما کر فرمایا۔ یہ قصہ میں نے متعدد صفحات سے سنا ہے۔ عمر نامیاد نہیں ہے۔

حکایت (۱۷) کہ ترا سیر شانوں کا صاحب خادم خاص حضرت مولوی نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ سے مولوی صاحب نے (جو شاندار ہیں حافظہ و دل و عقلی صفات کے اور شاندار ہیں مولوی نصیر الحق صاحب خیر آبادی مکے اور بخارا، چن شاہ محمد عید صاحب برہور حضرت شاہ عبدالغنی صاحب کے پور استاد ہیں مولوی ارشد حسین صاحب امپوری کے لکھنؤ کی (تیز ادبی و عقلی) صاحب ان ملازموں کا صاحب نے بھی اس واقعہ کی روایت کی کہ میں نے بھی ملازموں کا صاحب (پندرہ برس کا تھا اور اپنے استاد حافظ وراز صاحب کی انکی تھامے ہوئے) (جو بیٹا تھے) مولانا اسماعیل صاحب شہید کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ وقت تھا کہ مولانا شہید چلے۔ میں قیام پتہ پر تھے اور اپنے گھوڑے پر کھڑے رہے تھے) حافظ وراز صاحب نے اسی حالت میں چند عقلی سوالات کیے جن کا جواب حضرت شہید نے نہایت سادگی اور سہولت سے ہی وقت و بجا حافظ وراز صاحب ثانی جوابات لکھ کر واپس پورے کئے تو مولانا شہید نے فرمایا کہ حافظ صاحب ایک سو فی میر بھی جب حافظ صاحب کھڑے ہوئے اور مولانا کا سوال سن کر جواب دیا میری مولانا نے شب فرمایا اس کا جواب بھر حافظ صاحب نے دیا مولانا نے اس پر پھر شب پیش فرمایا حافظ صاحب نے اس کا بھی جواب دیا مولانا نے پھر تیسری دفعہ حدیث پیش فرمایا تو حافظ صاحب نے غصہ آگیا اور پیش میں آکر جواب کے بغیر منہ پر پردہ ڈال دیا اس سے مولانا کی بیکار فی زمین پر سر پڑی مولانا نے اپنی سادگی سے خاک کو چڑی اٹھا کر میری پر رکھ لی اور فرمایا کہ حافظ صاحب میں نے تو آپ کے کتنے سوالات کے جواب دیے ہیں مگر آپ آپ ہی مال پر کھڑے ہیں۔

دکھائیے (۶۷) کہ کتاب کی روایت نمبر (۵۴) میں مذکور حکم سے شہید اور بیجان علی الناس یہ غلطی ہی تھی غلام و آزاد اور غنی و فقیر سب کے سوال جواب میں غلام کے اقل سے غنی میں ان کا

جواب ملا نا شہید نے حضرت مولانا عبدالحی صاحب کو دیا۔ انا دیکھ کر دیا انہی میں سے ایک شخص اور ہے جو خان صاحب نے مجھ سے اس واقعہ کی روایت کرتے ہوئے فرمایا اور وہ یہ کہ انارکلا میں ایک موقع پر حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کا ذکر قیام و سکن علی مل پھر ہوا اور انہی نے حضرت علی کی شان میں ذہن بدلتا اور حضرت امیر معاویہ نیز اور دوسرے صحابہ کی شان میں ذہان تنقیص کھوئی تو مولانا شہید پھر کھڑے ہو گئے اور مولانا عبدالحی صاحب کو دیکھ کر سبھان علی خیل سے استفادہ کیا کہ بتاؤ حضرت علی کے ورہد میں امیر معاویہ پر تبرہ ہوا تھا؟ انہی نے کہا کہ نہیں حضرت علی کا ورہد ہر جھو کوئی سے پاک تھا پھر یہ تھا کہ حضرت معاویہ کے یہاں حضرت علی پر تبرہ ہوا تھا؟ کہا کہ جی ہاں مولانا شہید نے فرمایا کہ بل سنت ائمہ اند حضرت علی کے مقلد ہیں اور واقعہ حضرت امیر معاویہ کے اور پھر خدا تعالیٰ اپنے نام کے مقلد ہیں اور ہم اپنے نام کے مقلد ہیں کہ انکو اور انکے سوا سب صحابہ کو اپنا مقتداء جانتے ہیں۔

حکایت (۷۷) مولانا طویل شہید جب سید صاحب کے قافلہ میں حج سے واپس ہوئے ہیں تو رستہ میں نکستوں میں بھی قیام ہوا اور وہیں حضرت شاہ عبدالمعز کی وفات کی خبر معلوم ہوئی سید صاحب نے فرمایا کہ آپ دلی ابھی چے جائیں اور وہاں پہنچ کر تحقیق اخلاص دیں کہ وفات ہوئی یا نہیں ورنہ مولانا شہید کو خام اپنی سواری کا نقری رنگ کا گھوڑا سواری کیلئے دیا مولانا شہید ادب کی وجہ سے گھوڑے پر سوار نہیں ہوئے کہ سید صاحب کا خام گھوڑا ہے اور نکستوں سے دلی تک اس کی نگام قائم کر آئے۔

حکایت (۷۸) مولانا تبصر جمیل الدین صاحب سلم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت گنگوہی رحمۃ علیہ فرماتے تھے کہ مولانا شہید کا ذہن اس درجہ سرسبز تھا کہ پانچ آدمیوں کو سامنے اٹھلا کر پانچ مختلف مضامین لکھاتے تھے اور اس طرح تلاتے اور ادا کرتے کہ کسی کا قلم نہ رہتا تھا۔

حکایت (۷۹) مولانا نسیم جمیل الدین صاحب نے فرمایا کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے تھے کہ مولانا رشید الدین خاں صاحب (جو شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روح تھے اور وہ اپنی وفات کے بعد مستعد اجل سے رشید المظاہر کے نام سے یاد کیے جاتے تھے) آئیے
 انھوں نے دیکھتے ہوئے طلبہ سے فرماتے تھے کہ مولانا اسماعیل (شہید) کو دیہات کے ساتھ
 شام ہے باقی معقولہ کی طرف توجہ نہیں ہے (مطلب یہ تھا کہ مولانا شہید معقولہ میں
 پہنچ کر وہاں تک نہیں پہنچتے) اتفاقاً مولانا شہید کو آپ دن نوا آئیں اور مولانا رشید الدین خاں
 صاحب میرات کیلئے تھکے ہوئے تھے مولانا شہید فرماتے تھے کہ مولانا فن کار میں جرمی
 پریشان تھا اور ان کی پیشانی میں غبار کی مائیں تھیں فلاسفہ کے فلاں فلاں مسئلہ کی طرف مبنی عقل
 نہ کیا اور ان مسائل پر میرے دل میں یہ اعتراضات پیدا ہوئے مولانا رشید الدین خاں صاحب
 باطل مانگتے رہے انہیں ہونے پر ان کے حکام نے کہا کہ آپ تو فرماتے تھے کہ مولانا اسماعیل
 (شہید) کو معقولہ کی طرف کوئی توجہ نہیں فرمادیا کہ چٹک میں نے یہ کہا تھا کہ اب میری رائے
 یہ ہے کہ فکر اور غور اور افواہوں بھی قبر سے اٹھ کر آئیے میں تو مولانا سے بیان کر دیا اعتدال کا
 کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ (مستطیل روایت الحنیب)

حکایت (۸۰) فرمایا کہ حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں یہ شاہ کی ایک
 حیرت انگیز تھی جس کا نام علی پھلو تھا وہی تھوڑا سا تھا ان تھی ان سے کسی نے یہ کہا کہ مولانا اسماعیل (شہید)
 لی لی کی صحبت کو مستحق کرتے ہیں انہوں نے کہا بلکہ مولانا اسماعیل کو غلط کے شیطانی بلایا گیا مولانا
 وہاں اتھوڑی باطل تھوڑے تھے اور باطل نمایاں تھے ان کے بعد معلوم ہوا کہ لی پھلو سے کسی
 نے اس طرح سے کہا ہے مولانا نے لی پھلو وہاں طرح سے ملا کر لیا کہ ان کے وہاں انہوں نے
 کہ اسماعیل میں نے سنا ہے کہ تم لی لی کی صحبت کو مستحق کرتے ہو فرمایا کہ اسماعیل لی لی کا بھال ہے جو لی
 لی کی صحبت کو مستحق کرتے لی لی کے لبوں پر نور منع کرتے ہیں کہا یہ جیسے آپ نے کھل مدد
 صلاۃ و کھل صلاۃ ہیں الی (حدیث) چھ کر کہ پر ایک مسودہ لی جس سے وہ صاحب
 کوئی اور کہا کہ ہمیں یہ معلوم تھا کہ لی لی سے منع کرتے ہیں ہم تو ان کی ہی رشید الدین کیلئے

کرتے تھے جب وہ بیمار اٹھتے ہیں تو ہم کیوں کریں۔

حکایت (۸۱) فرمایا کہ بی بی کی صحت شاہ عبدالقادر صاحب کے گھر میں بھی ہوتی تھی اس کے خاص آداب ہیں یہ کہ کھانے والی کوئی دو شخص نہ ہو اس کو کوئی مرد نہ دیکھے وغیرہ وغیرہ۔ ایک مرتبہ جب شاہ عبدالقادر صاحب کے یہاں بی بی کی صحت ہو رہی تھی تو مولانا اسماعیل شہید وہاں پہنچ گئے۔ مولانا نے منع فرمایا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ اسماعیل یہ تو ایصالِ ثواب ہے اس میں کیا حرج ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ حضرت پھر اس کے کیا معنی ہیں آیۃ و قالو اھذہ النعام و حرث و حجر لا یطعمھا الا من نشاء عھم (ولوا ننا پارہ ۸ کوغ ۳ سورہ انعام) ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ واقعی درست ہے۔ ہمارا ذہن اس طرف نہیں گیا تھا اور گھر میں عورتوں کو منع کر دیا کہ خبردار آئندہ اس کو ہرگز نہ کرنا۔

حکایت (۸۲) فرمایا کہ میر پنچہ کش بہت خوش خط تھے اور مولانا اسماعیل صاحب لکھنے میں عمارت نہ رکھتے تھے ایک دفعہ میر پنچہ کش نے مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ تم نے لکھتا کیوں نہیں سیکھا مولانا شہید نے ایک جیم خود لکھا اور ایک ان سے لکھایا اور ان سے پوچھا کہ یہ کیا ہے کما جیم اور پھر اپنے لکھے کو پوچھا تو انہوں نے اس کو بھی جیم بتلایا فرمایا کہ بس لکھتا اتنا ہی کافی ہے کہ لکھا ہوا سمجھ میں آجائے باقی فضول ہے۔

حکایت (۸۳) فرمایا کہ ایک شخص کا نام محمد کالے تھا اور وہ اپنا کج کمانا چاہتا تھا۔ اکثر نے انکار کر دیا کہ محمد ^{صلی اللہ علیہ وسلم} تو گورے تھے کالے کہاں تھے اسمیں جوڑ کیسے ملائیں۔ وہ مولانا اسماعیل شہید کے پاس پہنچا تو آپ نے فوراً کج کہہ دیا کہ (بردہ نام محمد کالے)۔

حکایت (۸۴) فرمایا کہ مولانا اسماعیل شہید تجھن میں بہت شوخ اور تیز طبیعت تھے شاہ عبدالعزیز ہر چند چاہتے تھے کہ یہ وعظ میں آیا کریں مگر یہ بھاگتے تھے ایک روز لڑکوں کیساتھ کھیلتے ہوئے آئے شاہ صاحب اس وقت بیت الخلاء میں تھے انکو خبر نہ تھی انہوں نے لڑکوں سے کہا

انہیں وقفہ کرتا ہوں سنو اور درخت کی سب سے لمبی ٹنکی پر چڑھ گئے اور شاہ صاحب نے عطا کی جیہ نقل کر دی بعد ازاں اپنی طرف سے ٹنکیں افواہ زیادہ کر دیے شاہ صاحب جب اندر سے آگے تو سب کو دور تو بھاگ گئے شاہ صاحب نے فرمایا کہ اب تم کو عطا میں آنے کی ضرورت نہیں۔

حکایت (۸۵) فرمایا کہ ایک مرتبہ شاہ عبدالعزیز کا وعظ ہو رہا تھا کہ مولانا اسماعیل آئے اور سب کی جوتیاں لے کر ستاپا میں داخل دیں۔ بعد وعظ لوگوں کو تھکاش ہوئی۔ شاہ صاحب کو احطار کی۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ اسماعیل کی شہرت ہو گی کہیں ستاپا میں نہ ڈال دی ہوں۔ لوگوں نے ستاپا کو جا کر دیکھا تو اس میں بل رہی تھیں۔ چٹکن تھا اور بوجہ محبت کسی ناگواری بھی نہ تھی۔
(منقول از اشرف دہلوی)

اضافہ از احقر ظہور الحسن کسولوی

حکایت (۸۶) حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں ایک بار فرمایا کہ لکھنؤ میں شیعوں کا بھتہ لباس یہاں کریم صاحب کے پاس آیا مولوی اسماعیل صاحب موجود تھے کہیں یہاں کو گئے ہوئے تھے بھتہ نے کہا کہ مجھے چند مسکے دریافت کرنے ہیں سید صاحب نے فرمایا پوچھو مولوی عبدالحی صاحب کا قاعدہ تھا کہ مسائل کا سوال سن کر ذرا سکوت فرماتے پھر جواب دیتے تھے چنانچہ حسب واسطہ مولوی صاحب نے بھتہ کو جواب دیا بھتہ نے کہا اس بیان سے تو کچھ تسکین نہ ہوئی چلے ہیں بھتہ صاحب سے دریافت کریں گے۔ کیونکہ وہاں پورے طور سے تسکین ہو جاتی ہے یہ کہ اگر فوراً انھیں کہ چند یہ گویا الزام دے دیں کچھ دیر بعد مولانا محمد اسماعیل صاحب آئے اور معاملہ منجور کیا تو افسوس کرتے تھے کہ ہم نہ بولے مولوی اسماعیل صاحب کشیدہ قامت سپاہیانہ وضع پر رہتے تھے ایک دن بلا اعلان بھتہ صاحب کی مجلس میں جا پہنچے اور سنا "چونکہ شیعوں کی صحبت اکثر رتی ہے اور وہ لوگ مختلف سوالات پوچھا کرتے ہیں چنانچہ چند سوالات وقت طلب تھے انکا جواب دریافت کرنا چاہتا ہوں" بھتہ صاحب نے نہ پوچھا اور کہا کہ

پوچھو، مولوی اسماعیل صاحب نے سوال شروع کیے مجتہد چاراجو جواب دینا اس کو رد کر دیتے تھے۔ وہ سناست ہو رہا مولوی صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ جھٹلیں سید صاحب سے علی ریافت کریں، وہ پورے طور سے تسکین کر دیتے اور تسلی دہیں جا کر جوتی ہے "اتاکا کر چلے۔ یہ جب باہر نکل گئے تو مجتہد کو معلوم ہوا کہ یہ مولوی اسماعیل تھے سخت افسوس کیا اور اپنے لاجواب ہوئے پر کمال مادم ہوا۔

حکایت (۸۷) ایک بار رشاد فرمایا کہ مولانا اسماعیل صاحب شہید نور حضرت سید صاحب کا یہ مشرب تھا کہ حدیث صحیح غیر منسوخ کے مقابلہ میں کسی کے قول پر عمل نہ کرے اور جہاں حدیث صحیح غیر منسوخ ملے تو مذہب حق سے باہر کر کوئی مذہب متعلق نہیں "آئیہ بار یہ دونوں حضرات کھنڈ تشریف لے گئے تھے وہاں پہنچ کر اہل ہند پر حج کی فریخت کا مسئلہ بیان فرمایا کھنڈ کے علماء ان کے مخالف ہو گئے اور دلیل پکڑی ان ضعیف فتویٰ روایتوں کی۔ جن میں دہریے شور مچا رہے۔ ہندو حجاز کے درمیان حائل ہے (مخل امن طریق لکھا ہے۔ غرض یہ بات نرسری کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کا قول دونوں فریق فیصل سمجھیں۔ چنانچہ اہل کھنڈ نے شاہ صاحب کو لکھا ہاں سے جواب آیا کہ دونوں فریق کو میرا قائم مقام سمجھو اور فقیر کی رائے بھی یہی ہے۔ اہل ہند پر حج لازم ہے۔ (منقول از تذکرہ ارشد)

مولانا شاہ محمد اسحاق کی حکایات

حکایت (۸۸) خان صاحب نے فرمایا کہ یہ قصہ جسکو میں بیان کرنا چاہتا ہوں میں نے مولانا عبدالقیوم صاحب سے بھی سنا ہے اور مولانا تنخواہی سے بھی اور مولانا نونو توئی سے بھی اور اپنے استاد میر تقی محمدی صاحب نورنگ آبادی سے بھی اور آخر میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سنا ہے۔ بڑے میاں (مولوی محمد اسحاق صاحب اور بھوٹے میاں سوہی محمد یعقوب) صاحب جب کہ گرم میں داخل ہوتے تو دروازے پر جوتے چھوڑ جاتے مگر بد خود اس کے کہ وہاں

ہوتے کا محکمہ لادین نہایت مشغول ہے اور دین کے سامنے ہے اور سہ کے سامنے سے خاص حرج
کے اندر سے جو تا انھد چاتا ہے انکا جو تا کیچہ و فی نہیں گیا یہ واقعہ و نچو کر واک متعجب ہوتے ہر
ان حضرات سے پوچھتے کہ کیا وجہ ہے کہ آپ حضرات کا جو تا چورنی نہیں جاتا اور فرماتے کہ جب
ہم جو تا ہوتے ہیں تو پورہ کیسے اس کو حلال کر جاتے ہیں اور چورنی قسمت میں عداں میں نہیں اٹھنے
وہ نہیں نہیں لے سکتا یہ قصہ بہن فرما کر خان صاحب نے فرمایا کہ میں یہ قصہ سوئی محمود نہیں
صاحب سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اصل میں تعلیم تھی شاہ عبدالقدور صاحب کی کہ جب
شاہ صاحب کے زمانہ میں کبریٰ مسجد میں سے جو تے چوری جانے لگے تو شاہ صاحب نے مگوں
سے فرمایا کہ تم اپنے جو تے چوروں سے لئے حلال کر دیا کرو پھر وہ نہیں لیں گے۔

حکایت (۸۹) خان صاحب نے فرمایا کہ تحصیل سکندر آباد میں ایک گاؤں ہے جس پر جس کو میں نے بھی دیکھا ہے بہت بڑا گاؤں ہے یہ ایک وقت میں مولوی محمد اسحاق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب کا تھا مولوی مظفر حسین صاحب فرماتے تھے کہ مولوی محمد اسحاق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب نہایت نئی تھے اور آخر جنگ کی وجہ سے کچھ مہل سے رہتے تھے لیکن ایک روز میں نے دیکھا کہ دونوں بھائی نہایت بے حاشا حاشا ہیں اور خوشی میں دوسرے کو مہر آتے جاتے اور کتھے یہاں سے وہاں سے یہاں سے اترتے اور خوشی سے لہجہ میں آہیں میں باتیں کر رہے ہیں میں یہ دیکھ کر سمجھا کہ شاید نیک کوئی بڑی رقم ہندوستان سے آئی ہے جس سے یہ اس قدر خوش ہیں یہ سمجھ کر میں نے پاپا کو واقعہ دریافت کر ہاں مگر رے یہاں صاحب نے تو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی چھوٹے میاں نے پوچھا کہ حضرت آپ بہت خوش نظر آتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے انوں نے صاف جواب دیا کہ میں نے کمال نہیں لیا، پاپا نے دیکھا کہ حسن پور خطا ہو گیا ہے یہ خوشی اس کی ہے کیونکہ جب تک وہ تمام کو خدا پر پورا توکل نہ تھا کہ اب صرف خدا پر بھروسہ کر گیا ہے اس لیے خان صاحب نے یہ واقعہ بیان فرمایا تو حاضر کو مومن خدا کی

۱۔ اس سے جو پتہ نکالیں تو کچھ تواریخ و تاریخ مرثیہ پر مبنی ہے۔

خوشی دار آتی، لہذا میں نے یہ شعر پڑھا۔

نیا دار کے آنے کی سنی پابلی کی کاپت کی خوشی بجز میں سب جہاں حزیں یہ

دیکھات (۹۰) تھان صاحب نے فرمایا کہ حافظ صاحب رحمہ اللہ کی کہ وہ نہ کھائی بائبل
غیر مقلد تھے مگر مولانا ہنوتوی کی خدمت میں بہت حاضر باش تھے حافظ عید اتر حسن بھی کسی قدر
غیر مقلد کی طرف مائل اور مولانا ہنوتوی کی خدمت میں حاضر ہو کر کرتے تھے اور حافظ
عید اتر حسن مولوی فیض حسن صاحب اور مولوی حسین خاں صاحب خود مولوی کے شاگرد اور
بہت سمجھدار اور اردو شاعری کے بڑے استاد تھے مگر کچھ ان کی شین کہ نہ ان کا غلامی کا رواج مرتب
ہو اور نہ اردو کا۔ دو شعر میں کی مجھے یاد ہیں صرف ان کی قدامتیت دکھانے کیلئے ان کے شعر لکھواؤں
ہوں غالب اور شیدی کے جانی دشمن تھے سلتے ان کے کلاموں کو پت دیا کرتے تھے چنانچہ
غالب کہتا ہے۔

ہے خبر کرم ان کے آنے کی آج ہی کھر میں کارہا نہ ہوا
اس کو حافظ صاحب نے بوسا پڑا ہے۔

مجھ گیا میں جو کھر میں وہ (یہ تم) آئے بڑے قسمت کہ کارہا نہ ہوا
شیدی قصیدے کا شعر۔

ہوا کچھ سا نہ ہو کتا ہے میرا ہے یہی ایمان نہ مانو مسئلہ برکوزنیں زندیق اور مذاک
حافظ صاحب نے اسے یوں پڑھا ہے۔

برپائی با مکان تو ملی نہ ہو نس سکتا نفی اکان، مصلحت کی عمر ہے قول مرثدا

عرض اس طرح اس کے کورے قصیدے کو دیکھتا ہے یہ حافظ صاحب رحمہ اللہ کی حسن صاحب یوں کرتے تھے
لہذا مجھ کو حضرت کوٹ پٹن کی تو ملی ہوئی جس وقت کہ وہ اپنے چھٹی ٹکڑے کو پڑھتے تھے کہ ان کے
مصرعے سے دلورائی کرنا۔ تو آپ چھٹی ٹکڑے میں نے فی البدیہہ ان کے غائب نہ سبب نہ ہو سکتی تھی
یہ مکان جو میں نے بوسا پڑا ہے تو اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ ان کے دہانے نہ اپنے گروہ کی عزت نہ ہوتے تھے

کہ نواب میر خاں سے جب انگریزوں کی مجلس ہوتی تو اس مجمع کے اندر یہ امر طے ہو چکا کہ وہ نواب
الدول کو ہم اپنے زیر نگرانی رکھیں گے۔ شریعہ انہیں اختیار نہ گا کہ وہ جہاں چاہیں رہیں۔ انہوں
دہلی کو پسند کیا اور وہ دہلی رہنے لگے۔ لیکن اسے سارا حقے سودی نظام جیلانی برامپوری ان کے استاد تھے
مولوی صاحب موصوف مولوی میر علی صاحب نوکی کے ماسوں تھے چونکہ نواب وزیر الدولہ
لیکن سے نیک تھے اسلئے ان کے پاس دہلی کے لڑکے جو ان کے ہم عمر تھے ان کے مختلف گروہ نے
لڈان میں ایسا لڑکا وہ جو حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر رہا تھا اور
حق کو بھی تھا چونکہ عام طور پر اپنے استاد کی طرف خاص مہیاں ہوتا ہے۔ اسلئے وزیر الدولہ اپنے
استاد کی خاطر تعریف کیا کرتے اور کبھی کبھی دہلی والوں کی تنقیدیں بھی کر دیتے تھے۔ مگر وہ لڑکا
ہر گز ان کی تردید نہ کرتا تھا بلکہ یہ کہتا تھا کہ آپ کے استاد میں عبادت الہیہ ہے ہیں ایسا انگریز
بچے ہیں ایسا بابا ہند پستے ہیں ایسا جوت پستے ہیں منہ کلیہ کا کر لیتے ہیں وہی اسلئے بھڑے ہو رہا ہے
تھکتے ہیں وہ تو لڑکا کہ وہ پستے ہیں۔ لڑکے کا چہرہ پستے ہیں اسلئے لڑکا جو وہ پستے ہیں مگر باوجود اس کے
آپ کے استاد نے علم کون کے علم سے کیا نسبت ان کے علوم بہت کمرے ہیں وہ ان کی شان کے ایک
روز ان کی نے مولوی غلام جیلانی صاحب سے یہ سوال لیا کہ حضرت تعزیر کا کیا کیا ہے؟ مولوی
غلام جیلانی نے جواب دیا کہ براہیہ ہر شریعتیں بنانا چاہیے اس نے کہا کہ تھے ہوئے تعزیر کی تو ہیں
کرنا تھا۔ کہو تو بنا چھوڑنا ہے یہ خانہ پوشاب پھر کیا ہے؟ اسوں نے فرمایا کہ سرگرم نہیں چاہیے ہمارا
اسے ورنہ کر دے اسلئے کہ اسپرالم حسین کا ہمارا گپا ہے ہمارے اس کا اسلئے کہ وہ ہمارے ہے یہ اس کر دے لڑکا
کہ ابو الدار اس نے بہت جواب دے یہ کہ کہ مولانا کو سال پر اس کا ہمارا ہے تھا اور حضرت مولانا
عبید اللہ صاحب نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا آپ مولوی صاحب کی موش دیکھئے اور کوئی جواب
ان نے آیا اس لڑکے نے وہی جواب میں نواب وزیر الدولہ کو سلام کیا اور لڑکا کہ حضور میں نہ کہ تھا کہ
دقیقہ ہوں گے علم دے کر دے ہیں میں صرف ابھی کبھی صرف میاں صاحب (شاہ محمد اسحاق

حکایت (۹۲) خان صاحب نے فرمایا کہ شاہ محمد اسحاق صاحب کو بہت زور کی بوسیر تھی اور ان کی وجہ سے آپ کو بہت تکلیف تھی کسی شخص نے واسیہ کا عمل بتلایا کہ صبح کی سنتوں میں الم نشرہ اور لایلاف پڑھ لیا کرو مگر شاہ صاحب نے اسکو پسند نہ فرمایا اس پر مولوی مظفر حسین صاحب اور ثواب قطب الدین خاں صاحب وغیرہ نے زور دیا کہ آپ یہ عمل ضرور کیجئے آپ نے فرمایا کہ ہول تو ہم نیک عمل ہی نہیں کرتے صرف ٹوٹے پھوٹے فرض اور سنتیں پڑھ لیتے ہیں ان میں بھی ہم خواہش نفسانی (اور بیوی غرض) کو داخل کر دیں اور عبادت کو (دنوی) عمل بنائیں یہ اہل ایمان معلوم ہوتا ہے۔

حکایت (۹۳) خان صاحب نے فرمایا کہ یہ روایت میں نے بہت سے لوگوں سے سنی ہے۔ ان کے مولوی سرانج احمد صاحب خود جو میاں جی عظیم اللہ صاحب خود جو میاں جی رحیم داد صاحب خود جو میاں جی یہ حضرات فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ قلعہ میں کسی شہزادے نے مولانا محمد اسحاق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب اور ان کے خاص لوگوں کی دعوت کی اور ان کے ساتھ ہی ان کے مخالفین جیسے حاجی قاسم اور مولوی کریم اللہ اور ان کے ہم خیال لوگوں کو بھی مدعو کیا تب یہ سب لوگ دستہ خواتین پر چڑھے اور کھانا سامنے رکھا گیا اور ان لوگوں نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھائے تو اس شہزادے نے کہا کہ صاحبو! میں آپ صاحبوں کو اطلاع کرتا ہوں کہ میرے کا بھرا ہے اب جس کا پی چاہے کھائے اور جس کا پی چاہے نہ کھائے اس پر مولوی محمد اسحاق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب اور آپ کی جماعت نے ہاتھ کھینچ لیے جب مخالف پارٹی نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی ہاتھ کھینچ لیے اس پر اس شہزادے نے کہا کہ مولوی اسحاق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب تو اس کو حرام کہتے ہیں انہوں نے تو اسلئے ہاتھ کھینچے آپ لوگ تو اسے

سے پوچھا کہ میاں بتاؤ تو کسی نے یہ کہہ کر جواب دیا کہ میں اسے معصوم کہوں، جب کہ صاحب نے مجبور ہو کر کہا کہ یہ کتاب غصہ بلا ہے نہیں ایک مقام میں الجھو ہو یہو راستہ سنا رہا ہوں اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ کونسا مقام ہے انہوں نے اس کا جواب بھی اپنی دوائی سے دیا جب کہ سرحد شاہ صاحب نے صراحت کی کہ انہوں نے انکو وہ مقام دیکھا (جو اب ان کی بے لگائیوں کی یہ تھی کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ شاہ صاحب ان کے خاندان والے لوگ مکتول نہیں جانتے) شاہ صاحب نے اس مقام کو مانعہ قرار فرمایا کہ تمہارے استاد نے یہ بتایا ہو گا اور تم یہ کہتے ہو گے کہ انہوں نے اقرار کیا اس پر شاہ صاحب نے اس کا صحیح مطلب بتا دیا اور عبارت پر اس کو منطبق فرمایا۔

حکایت (۹۵) خان صاحب نے فرمایا کہ میاں ابی محمد بن صاحب نصیم خادم علی صاحب اور مولوی عبدالحق صاحب اور شاہ عبدالحق صاحب وغیرہ ہم بیان فرماتے تھے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے شاہ عبدالقادر صاحب سے فرمایا کہ میاں عبدالقادر انحق کی طرف بھی توجہ فرماؤ اس کا جواب شاہ عبدالقادر صاحب نے یہ دیا کہ حضرت انحق کو ضرورت نہیں ہے وہ بے لگاؤ و شغلی و بے اپنی ریاضت ہی کے ان لوگوں سے بڑھ ہوا ہے جو ہا کاندہ سوگ چلے کرتے ہیں عرض شاہ صاحب نے چند مرتبہ فرمایا کہ شاہ عبدالقادر صاحب نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا۔

حکایت (۹۶) خان صاحب نے فرمایا کہ قاری عبدالرحمن صاحب پائی پٹی اور مولوی عبدالحق صاحب نے فرمایا کہ شاہ انحق صاحب کے زمانہ میں دلی میں ایک عرب عالم تشریف لائے ایک زہر لے ان سے مولودین بھنے کی درخواست کی انہوں نے منظور فرمایا ان کے زہر وہ امیر شاہ انحق صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور انکو عرض کیا کہ میرے پیارے بیٹے کو یہ حضور بھی تشریف لائے ان کو حضور تشریف لے چکے تھے ان کا عالم وہ تھا کہ ان کو سنا دیا وہ بے لگاؤ و شغلی و بے اپنی ریاضت ہی کے ان لوگوں سے بڑھ ہوا ہے جو ہا کاندہ سوگ چلے کرتے ہیں عرض شاہ صاحب نے چند مرتبہ فرمایا کہ شاہ عبدالقادر صاحب نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا۔

کے دوستوں کو بہت خس و خاشاک ہوئی فرید الدین صاحب پر مراد آباد کے رہنے والے تھے جو ان
 اسماعیل صاحب اور نواب رشید الدین خان صاحب کے اچھے شاگردوں میں اور نہایت ذہین و
 شے اور مولوی محمد یعقوب صاحب کی دونوں نے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ آپ متاخر رہے۔
 فرمایا آپ ہم کو اپنا آئیں۔ میں شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس نے کبھی درگاہت دی ہے میں
 میں نظر نہ کر رہا ہو کیلئے اسے نہ دے۔ اسے بھی شاہ صاحب کا مخلص تھا۔ نواب خان میں متاخر رہی
 نصیبی بہت متاخر ہو گئی تھی۔ نواب خان میں تھا۔ وہ مجھے متاخر رہا ہوا تھا۔ وہ اس
 قدرت جب وہاں کی شاہ صاحب کے سامنے آیا تو اس کے جسم پر لرز پڑ گیا اور وہ اس باخداہوش
 ورافیک صرف بھی نہ تھے۔ ان کا دل بہت بگڑ رہا تھا۔ تو شاہ صاحب نے اس پر مہربانی سے فرمایا
 کہ آپ کچھ فرمائیں گے یا میں ہی عرض کروں اس نے نہ کہ آپ ہی فرمائیں شاہ صاحب نے خوب
 زور شور کے ساتھ امام علی رضایت اور بیسائیت کے اعلان کے واسطے یہ فرمایا کہ وہ پادری
 ہمارے نصیب تھے اس نے آپ کی تقریر پر کچھ حد نہ کیا اور نہ ہی اس سے کوئی سوال کیا۔ جب
 تمام لوگوں پر اس پادری کا اثر گذر رہا تھا۔ آپ نے ان مخالف مروجہ دینی حریفوں نے
 میں پادری و بھارتیہ صاحب پر کہ فرمایا کہ ہمارے خاندان کا قہر رہا ہے کہ وہ تفسیر سے پہلے
 تورات، انجیل و زبور پر حاوی آرتے تھے کیونکہ غیر ان کتابوں پر کور ہونے قرآن شریف کا تحف
 نہیں آتا اس قہر کے خلاف مجھے بھی یہ تامل یا حد نہ تھی۔ ان کے واسطے میں نے سب سے
 باوقار نہیں ہوں وہ یہ فرمایا کہ وہ فراموشی کہ خدائے اور ذات ہوتی تو یہ بات نہ تھی نہ کہ
 مجھے ضرور غرضی ہی نہ تھی۔ لیکن اسام کو تمہارا ہی تھا اس سے تمام مخالفین پر پانی پھر گیا اور
 متاخر رہا۔

ذکریت (۹۸) خان صاحب نے فرمایا کہ وہ اس کی صاحب کے ایک بڑے بھائی کا ہم سلیمان تھا
 شاہ صاحب کی نسبت ان کے واسطے ہی تھی وہ تھے۔ یہ وہ بھائی صاحب کی ماوتے ٹھکانے تھے
 آپ نے ان کے ساتھ ٹھکانے ایک نہ کہ ان کو ان میں مایاں سلیمان تھے ایک موقع پر بھول

ہے کہ انصاف، امانت، انور، متین کے جھٹ کے ایک شرجانی نور اس کی تسویہ کی آفرینش کی تو جناب، دل انہ ^{عَلَيْهِ السَّلَام} نے فرمایا: **وَلَنْتُ إِذْ أَمَرْتُ بِهِمْ أَنْ يَجْعَلَ الصَّالِحُ مَوْعِدًا عَلَى سِرٍّ مَسْعُودًا**۔ **لَمْ يَصُورُوا فِيهِ نَسْكَاتِ الصُّورِ وَأُولَئِكَ أَشْرَارُ عِلْقِ الْإِنْفِ مَتْلَقٌ عَلَيْهِ**۔ اس نے اس مسجد میں بھی نماز نہ پڑھتے تھے۔ ^{عَلَيْهِ السَّلَام} انہ صریحاً قبروں پر مسجد بنوائے کے متعلق کسی نے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ نہ چاہیے کہ اس نے کہا کہ پھر آپ کے ہاں نے یوں کہاں جب آپ نے فرمایا یہ ان سے پوچھو یہ اسٹک مٹی ت

حکایت (۱۰۱) خان صاحب نے فرمایا کہ کتاب اربعین کا یہ مسائل کی تصنیف کی وجہ یہ ہے کہ خان خانان نے وہی مضمون پورے رئیس تھے انہوں نے شواہق مادیات سے سوالات لیے تھے ان کے جوابات میں شواہق مادیات نے اور بھی لکھی ہے اور کچھ سوالات اعلیٰ کے شہزادوں اور بادشاہ اعلیٰ اور حتیٰ قہرہ مولوی کریم اللہ وغیرہ مقلین نے کہیں میں شعور و فکر کے در سوالات ترتیب دیکر کیے تھے اور یہ قید بھی لگا دی تھی کہ ان کے جوابات صرف لاف لافاں علماء کی تھیں۔ ان سے ہونے پر رئیس نے کا جواب شاہ صاحب نے مولوی نور الحسن بخاندان حنفی کے سپرد کر دیا اور انہوں نے شواہق مادیات کی طرف سے لے لے کا جواب لکھا اس کتاب کا ممانہ مسائل ہے اور اربعین اور یہ مسائل نے بھی بعض مسائل میں جو آپس میں کسی قدر اختلاف ہے مثلاً ایک مسئلہ کے متعلق اربعین میں فتویٰ حرمت ہے تو انہ مسائل میں مکروہ اور نحو ذلک اس اختلاف کا فائدہ یہ ہے۔ اربعین کے جوابات میں شواہق مادیات نے تھے اعلیٰ انہوں نے اپنی تحقیق کے مطابق جوابات دیے ہیں اور انہ مسائل کے جوابات میں اصل عجیب یعنی مولوی نور الحسن صاحب اور شواہق مادیات کی طرف سے وہ جوابات ہیں وہ فاضل تھے اس لیے جس قدر تھیں ان علماء نے کام میں ملی ہیں کی تھیں اس سے جواب کی درخواست کی تھی اس قدر لکھا ہی نہیں یہ بیان ہے اختلاف کا اس تھیں کو میں نے میں نے محمد بن علی صاحب شہزادہ ملی صاحب شہزادہ ملی صاحب

مولوی حسین احمد صاحب خورجوئی لکھنؤ کے حضرات سے سنا ہے۔

حکایت (۱۰۴) جان صاحب نے فرمایا کہ مولانا گنگوہی فرماتے تھے کہ شاہ اعلیٰ صاحب کے ایک شاگرد اجیر میں رہا کرتے تھے اور وہاں مواخذہ کے ذریعہ سے اشاعتِ دین کرتے تھے انہوں نے حدیث لائشلو المر حال کا وعظ کنا شروع کیا اور لوگوں پر اثر بھی ہوا اتفاق سے شاہ اسحاق صاحب کا اس زمانہ میں قصدِ ہجرت ہو گیا جب شاہ صاحب کے قصد کی ان کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے شاہ صاحب کو کھٹاکر کہا کہ جب عازم سفر ہجرت ہوئی تو اجیر تشریف نہ لاویں کیونکہ میں لائشلو المر حال کا وعظ کر رہا ہوں اور لوگ راہ پر آچے ہیں آپ کی تشریف آوری سے جو کچھ اثر ہو اے اس کے غت رہو ہو جانے کا اندیشہ ہے شاہ صاحب نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ میں اجیر کے قصد سے نہ آؤں گا لیکن چونکہ اجیر راستہ پر بیٹھا ہے اور خواجہ صاحب ہمارے مشائخ میں ہیں اس لیے مجھ سے نہ ہو سکے گا کہ میں بلا حاضر ہوئے بالابالا چلا جاؤں ہاں جب میں آؤں تم وعظ کرنا اور وعظ میں لمبیان کرنا کہ اعلیٰ نے غلطی کی جو وہ اجیر میں آیا اسکا فعل حجت نہیں ہو میرے سامنے کہنا اور یہ خیال نہ کرنا کہ شاید مجھے اکوڑ ہو مجھے ہرگز ناگزیر نہ ہو گا اور میں اقرار کر لوں گا کہ واقعی میری غلطی ہے اس سے وہ ضرور رفع ہو چلا جائے گا تم کو اندیشہ ہے اور شاہ صاحب نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ یہ بھلا اور قبر پرست ہمارے رقیب ہیں رقیبوں کے ذریعہ سے محبوب کو نہیں چھوڑا جاسکتا۔

حکایت (۱۰۵) مولانا صاحب نے فرمایا کہ شاہ عبد الصمد صاحب سے ہر ایک ریویزانت لئے آیا کرتا تھا شاہ صاحب اس کیلئے مولانا صاحب کو دیتے تھے جو نذرانہ پیش کرتا تھا شاہ صاحب موسم کا کوئی ایسا دن لے لیتے اس حجت دین، جمع مسیحی کا کہ اپنی دشمنیوں پر بالکل شک نہ ہو کہ انکے اس مقام میں خدا اس جواب کے کو حدیث کے کیا معنی ہیں کہ یہ جواب تو مخالف مصلحتِ اعلیٰ تھا۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ نکاح کو ہم تمام اس قصد سے نہیں کرتے کہ جانے ہوئے طہر کیے مگر اس کو بھی پسند نہیں کیا کہ ہر شخص میں نہایت ترسنا ہے وہ جواب تخریج کیا جس میں مشابہت کی قطع ہو گیا وہ پہلا ہی قطع ہو گیا لاشعری علی

مولانا شاہ فقیر یعقوب دہلوی مساجد کی حکایات

حکایت (۱۰۵) خان صاحب نے فرمایا کہ دہلی کے ایک شہر میں جس کا نام اس وقت مجھے یاد نہیں رہا مجھ سے ٹوہ اپنے خواب بیان کیا کہ میں نے ایک معتمد میں خواب دیکھا کہ ایک گھڑی تھیں سے میری طرف آ رہی ہے میں نے گھڑی کو دیکھ کر یاد دہلی کے دو میرے ہاتھ میں آئی اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ وہ گھڑی نہیں ہے بلکہ ایک شہر دار کھانا دہلی ہوئی مسلم سرفی ہے جس کے چٹے بھی موجود ہیں اور وہ دہلی میں رہے اس خواب کو میں نے مولانا محمد یعقوب صاحب سے بیان کیا تو انہوں نے سن کر حائل کیا میں نے عرض کیا کہ حضرت اسکی تعمیر فرما دیجئے تب آپ نے فرمایا کہ تمہاری بددیوی کو حاصل ہے مجھے میں کا علم نہ بددیوی سے تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ واقعی اسل ہے میں نے عرض کیا کہ حضرت واقعی اسل ہے لہذا آپ نے فرمایا کہ رزق پیدا ہوگی مگر پانی کے مصدر سے مراد ایک دھبہ لازم اس قسم ہوئے تو رزق کی ہی پیدا ہوئی دھبہ ہم دہلی میں جہاز میں ہوا ہوئے تو ایک مقام پر سمندر میں شغلیاں اور اس کی پھول مجھ پر ہوا اس کی مال پر اور رزق پر مری لڑی اس میں سبکیاں نے کو مری۔

حکایت (۱۰۶) خان صاحب نے فرمایا کہ ایک شہر اس کے بیان کیا کہ میرے ایک عزیز نے خواب دیکھا کہ میں جہان پر گھڑیوں اور اس کی سیر کر رہا ہوں۔ مجھے میں میرے منہ سے ایک کھوڑا نکلا جو نہایت خوبصورت تھا۔ انہیں تمام ایک رخت پر چاہی اور میری طرف منہ کر کے دھلے لگے میں نے اس خواب کو چھوٹے میں صاحب (مولانا محمد یعقوب صاحب سے بیان کیا انہوں نے کوئی تعمیر نہیں کی اور فرمایا کہ سوچوں کا وہ (مولانا محمد) نے اپنے لئے کر میں (شہر دار) ہفتار میں نے (شہر دار) نے عرض کیا کہ حضرت اسکی تعمیر کیا ہے فرمایا کہ تیرے وہاں ایمان اس نے اندر نہیں رہا اور وہ جو اس کی طرف دیکھ کر دل دہلی ہے وہ اپنے چہرے وہ عزیز تھوڑے سی

صاحب فرما گئے ہیں کہ انھیں چنے نہ تھا اور مجھے مجبوراً ہونا پڑا۔

حضرت سید احمد صاحب رائے بریلوی کی حکایات

حکایت (۱۰): خان صاحب نے فرمایا کہ ہندوستان میں اسلام منہم کار و راج با اہل متروک ہو گیا تھا حتیٰ کہ شاہ صاحب کے زمانہ ان میں بھی اس کا رواج اتنا تھا کہ جب وہ سلام کرتے تھے تو کہتے تھے عبد اللہ! تسلیمات عرض کرتے تھے رفیع الدین تسلیمات عرض کر جاتے سید صاحب پہلے پہل شاہ ولی احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں تو سب سے پہلے انہوں نے شاہ صاحب کو سلام کرتے ہوئے اسلام منہم کہتے تھے جب شاہ صاحب نے ان کا سلام نہ تو بہت خوش ہوئے اور اپنے غمزدہ یا بے آخوندہ اور بے اہل حق مسنون کیا جو دے اتنی دفعہ میں سید صاحب شاہ صاحب سے بیعت کر لے اور پھر روز قیام فرما کر تشریف لے گئے چھ مہینے کے بعد پھر آئے اور چھ مہینے شاہ عبد الاحد صاحب کی خدمت میں نہ بیعت میں رہے اس کے بعد شاہ عبد اللہ صاحب نے ان کو شاہ صاحب سے ملنے لیا اور پورے وصالیہ میں آجری مسجد میں اپنی خدمت میں رکھا جس کی تفصیل نمبر آئندہ میں آتی ہے۔

حکایت (۱۱): خان صاحب نے فرمایا کہ سید صاحب بیعت ہونے کے بعد وہ سری مرتبہ بزرگ تعلیم حاضر ہونے میں تشریف صاحب نے ان کو اس مسجد میں ٹھہرا دیا جو ان کے مدرسہ سے تقریباً پچاس قدس کے فاصلہ پر واقع تھی جس میں شاہ صاحب اور طبیب لٹاڑ بٹھا کرتے تھے وہ تعلیم اشغال فرما کر حکم یا کر تھمویں دن ہر سہ روز کرید تین شخصوں کو ان کی خدمت کیلئے مقرر کر دیا کہ کہہ دیا کہ جس چیز میں سید صاحب کو ضرورت ہو تم لوگ اس کو انھیں کر دیا کرو اور ایک ٹھکانا اپنے پاس سے دیا اور فرمایا کہ روزانہ ان ٹھکانے میں سید صاحب آتے رہنا تا پانی دیا کرو (یہ تین شخص شاہ کو شاہ صاحب نے مامور فرمایا تھے) سید شمس علی خاں پوری تھے اور سب قدری السیم رام چوری

۱۔ مامورین مامورین خاں صاحب نے ان کو مامور کر دیا تھا۔ (اشرف علی)

نے فرمایا کہ میں عبدالقادر تم جو کچھ کہتے ہو ٹھیک کہتے ہو اب ان کو بیعت کی اجازت دیدو شاہ عبدالقادر صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اجازت تو آپ ہی دیں گے اور ان سے آپ ہی کا سلسلہ چلے گا شاہ صاحب نے ان کو بیعت کی اجازت دیدی۔

حکایت (۱۱۲) خان صاحب نے فرمایا کہ جس زمانہ میں سید صاحب شاہ عبدالعزیز صاحب سے تعلیم سلوکہ حاصل کر رہے تھے اس زمانہ میں شاہ صاحب نے ان کو تصور شیخ کی تعلیم کی سید صاحب نے فرمایا کہ حضرت اگر تصور شیخ طریقت کا موقوف علیہ ہے تو میں اس طریقت ہی کو چھوڑ جاؤں اور اگر یہ اس کا موقوف علیہ نہیں ہے تو (اختیار طریق میں) کچھ مضائقہ نہیں مگر اس تصور کو حذف فرما دیجئے شاہ صاحب نے فرمایا کہ طریقت اس پر موقوف نہیں ہے کہ تم تصور شیخ نہ کرو۔

حکایت (۱۱۳) خان صاحب نے فرمایا کہ میرے استاد میاں جی محمدی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے مولانا محمد اسحاق صاحب سے کافیر شروع کیا تھا اور سید صاحب جب تشریف لائے تو انہوں نے شاہ اسحاق صاحب سے میرا شروع کی تھی اور اتنی جلد ہی ترقی کی کہ نصف سے آگے مجھے کافیر میں پکڑ لیا اور کافیر ہی چہتے ہوئے انہوں نے مشکوٰۃ اعلیٰ شاہ صاحب سے شروع کر دی اور کوئی کتب مولوی اسماعیل صاحب سے بھی پڑھتے تھے یہ قصہ تو میں نے اپنے استاد سے سنا ہے اور مولوی عبدالقیوم صاحب فرماتے تھے کہ جب سید صاحب تعلیم علوم حاصل کر رہے تھے اس وقت مولانا علی ہر ہے فرما رہے تھے کہ میرا بھائی مولانا عبدالقادر بھی اس حد کا ہے کہ اس محل کو غیر ستراع سمجھا کر یہ کوٹ جائیے کہ ایسے موقع پر ہذا کہ دے کر دوسرے کا لحاظ لازم ہے ایک یہ کہ سب سے عرض کرے کہ وہ وہاں سے وافر افسانہ و مقالہ کی صورت نہ دہرے کہ شیخ کو چھوڑ دے بعد اس کے ساتھ حسن علی کے ساتھ اس کے فعل کی توجہ دانی صاحب کر لے اگر اس کو میں نے توبہ تو یہی سمجھنے کے کہ جو چاہیے وہی ہو جس سے اس کے بعد یہ کچھ کہ شیخ نے اس کے عذر کو قبول کیا یا نہیں اگر کہ لیا چھوڑ دے شاہ صاحب نے کہ لیا فساد اور جس کو پھر اپنی توجہ پر اس کو کیا عریض سے مکہ رہا تو اس شیخ کو چھوڑ دے اور وہ سے جان سے دیتا ہے کہ اس کے ساتھ میں بھی اتنی نہ کرے کہ وہ کہہ لے اور اپنا بھائی کے ساتھ اس کا کھن بے (ارشاد علی)

وٹائے تختوں میں لٹائی یہ کنیت ہوئی کہ جب وہ کتاب میں نظر کرتے تو ان کی نظر سے جلال صاحب ہو جاتے تھے اس لیے عیبوں کی طرف بھی رہوں کی ٹہنی مٹر چھوڑ ہو یہ قصہ شاد و مہزین صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تم جلدی و غیرہ بار یکے پیروں پر نظر بٹاؤ اور دیکھو کہ وہ بھی تمہاری نظر کے سامنے سے لڑتی ہیں یا نہیں سید صاحب نے اس کا تجربہ کیا تو کوئی بار یکہ سے بار یکہ چیز نکل رہی اس کی امداد شاد صاحب سے لئی تو آپ نے فرمایا کہ پڑھنا پھوڑو اس پر کسی خادم نے (جس کا نام مجھے یہ وقت محراب بھول گیا) عرض کیا کہ اضرمتہ سید صاحب سے اور آپ نے پڑھنا پھوڑنے کا حکم دیا آپ نے فرمایا کہ میں نے امتحان کا اس لیے تمہارا دیا تھا کہ اگر بار بار بار یکہ چیزیں بھی لڑتی ہوں تو جانا چڑے کہ مرض ہے اور اس کا علاج کیا چاہے جب معلوم ہوا کہ دوسری چیزیں نکلیں ان میں کوئی نہ ہو کہ مرض تمہیں ہے بعد اس کا سبب یہ ہے کہ ظلم ظاہری ان کی قسمت میں نہیں ہے لہذا میں نے کہہ دیا کہ پڑھنا پھوڑو اور فرمایا کہ ان کو ظلم سے پڑھنا نہ آنے چاہیے ظلم نہ لینی نہ صبر ہو گا۔

حکایت (۱۱۴) خداوند صاحب نے فرمایا کہ یہ قصہ جو میں بیان کروں گا میں نے اپنے استاد میں بتایا تھا کہ صاحب سے سننے وہ فرماتے تھے کہ سید صاحب جب سرد پور تشریف لے گئے تو بنو ہنسی کی مسجد میں منبر سے اونچی سیرنگی پر بیٹھ کر دعا فرمادیں گے دو توں پاؤں کے پچ میں مولوی سید القیوم ابن جناب مولوی عبدالحی صاحب در سوئی اسماعیل صاحب یں پاں بیٹھے ہوئے تھے اور مسجد میں ایک طرف مولوی عبدالحی صاحب در سوئی اسماعیل صاحب یں پاں بیٹھے ہوئے تھے وہ صاحب نصف سے زیادہ بیٹھا تو مولوی عبدالحی صاحب نے مولوی اسماعیل صاحب کو اشارہ سے اٹھایا اور بھارتیہ طرف سے ہمیں طرف قبریں میں بھی بیٹھے بیٹھے کر رہے تھے جا کر لڑنا کہ سید صاحب نے یہ مضمون پہلے بھی بیان فرمایا ہے اور میں نے اور تم نے اس کو ٹکھ بھی لیا ہے لیکن اس

اور جو کہ لڑائی سے پہلے نہ ہو گا۔ یہ کتاب مکتبہ مدنیہ سے ہے۔

تو یہ مکتبہ مدنیہ سے ہے۔ تو یہ مکتبہ مدنیہ سے ہے۔ تو یہ مکتبہ مدنیہ سے ہے۔

وقت جو پہنچا فرما رہے ہیں یہ تمہاری سمجھ میں بھی آتا ہے یا نہیں مولوی اسماعیل صاحب نے فرمایا
 پہنچا پہنچا آتا ہے اس پر مولوی عبدالحی صاحب نے فرمایا کہ یہ بات یہ ہے کہ میں نے بہت دور لڑکپن
 تک سیر فی سمجھ میں نہیں آیا اب اس مندر کو ہم اپنی کھلیا میں کیا نگہ بند کریں یہ صاحب نے
 عرض کرتے چاہیے کہ حضرت مضمون کو ذرا آسان کر کے بیان فرمایا کریں تاکہ ہم وہ سمجھ سکیں
 میں کہ نہ وہ دن صاحبان پھر اپنی اپنی جگہ پر اپنے قطعہ قطعہ ہو خان صاحب نے فرمایا اس قطعہ کو میں
 نے مولوی مہدی الفیوم صاحب نے سامنے بیان کیا انہوں نے اسکی قطعہ پڑھ لی وہ فرمایا کہ جب اس
 محلہ میں میں سید صاحب نے وہ انوں پاؤں کے درمیان ہٹھکاتے تو چونکہ میں پچھو پڑھا اس لیے
 سید صاحب کے پاؤں پھینچ رہا تھا بھی اس پاؤں کو پھینچتا تھا بھی دوسرے پاؤں کو دور پھینچتا تھا
 طرح کہ نہ میرے ہاتھ نہ رکھ کر نہ گدگداتا نہ ہوا پر کالے جوتا تھا لیکن جب میرا ہاتھ نصف ساق سے
 اوپر جا کر اسید صاحب اسے پیچھے اتار دیتے تھے یہ بات ہی افدہ میں نے ایسا ہی کیا اور سید صاحب
 نے ہمیشہ میرے ہاتھ کو پیچھے اتار دیا اس قطعہ کو بیان فرما کر ننان صاحب نے فرمایا کہ اب میں مول
 مرتبہ حضرت عثمان کی زیارت کے لیے قتلگو جا رہا تھا تو سارا پور قلعہ زمر مغرب کی نماز میں نے
 وہی کی مسجد میں پڑھی تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ وہی کی مسجد ہے مگر میں نے وقت پہنچا لیا اور جب
 لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ قلعہ دہلیسی ہی کی مسجد ہے اور میں نے صحیح سمجھا تھا

حکایت (۱۵) خان صاحب نے فرمایا کہ :- فقہاء میں نے ابو جریجی ثورچہ سے سنا ہے کہ جو

کہ شاہ جہاں القادر صاحب کے دیکھنے والوں میں تھے یہ صاحب فرماتے تھے کہ بعد مغرب میرا صاحب نے کبیر آباد کی جامع مسجد کے چمکے در میں بیٹھ کر دعا فرمایا اور اس دعا میں آپ نے تعیناتے بھی پھر فضلہ علی بن فرات چورہ انجمنی دوسرے پانچویں صبح اس وقت وہ انفل کا فتنہ، سال کی قیمت سے کم ہو گیا تھا مگر عظیم سو ہو گیا تھا۔ یہ در خطبہ جوں سے مل جاتی اور فتنہ کا کار

اس سے انہیں چاہیے کہ وہ اپنے پیچھے رہ جائیں۔ یہ سب باتیں سن کر وہ بے ہوش ہو گئے اور اس کے بعد ان کی موت ہو گئی۔

بھاننا چاہا سید صاحب نے سنائی کہ: من کر وہ سے اللہ کہاں آواز سے ایک راستی تو خوش کے قریب ہی کر پڑا اور ایک شخص سے مجھے کہے کہ: ایک دروازہ کے پاس کر اور ایک مسجد سے نکل آیا اور سید صاحب ضرب راستہ کے بعد خاموش بیٹھ گئے اس وقت مسجد کی یہ حالت ہوئی کہ وہ شور کی طرح گرم ہو گئی اور وٹے پلے پلے لگے چونکہ میں کسی قدر بے تکلف تھا اس لیے میں نے سید صاحب کے ٹھٹھے پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا کہ حضور میں اب لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے فرمایا کہ بہت اچھا اس نے بعد آپ نے عشاء کی نون کا حکم دیا اور فرمایا کہ ان تیسویں راتوں سے خبر دے کہ عشاء کی نماز پڑھ کر چاہیں اس کے بعد عشاء کی نماز ہوئی اور اس میں تیسویں رات ہی شریک ہوئے اور سنی ہو کر سید صاحب سے بیعت ہو گئے غلام صاحب نے فرمایا کہ میں نے چھین میں سنا تھا کہ سید صاحب نے ہزاروں امام ہڈت توڑ ڈالے ہیں مگر حکیم مجلس الدین صاحب جو پورب میں بہتر رہے ہیں فرماتے تھے کہ سید صاحب نے پچاس ہزار امام ہڈت توڑ ڈالے ہیں۔

حکایت (۱۱۹) غلام صاحب نے فرمایا کہ اندھن۔ میرٹھ۔ اچنر۔ گھوڑی۔ ہند شہر کا حال تو مجھے معلوم ہے کہ یہاں کے لوگ سب تفضیلی باتہ بھی بعض تو اخصیئے اور سنا ہے کہ دیونا میں بھی سب تفضیلی تھے یہ بات کہ یہ مقامات بدعت تفضیلی سے پاک ہیں یہ سب سید صاحب ہی کا حد قیاس ہے درستیوں اور شیعوں میں جو کہ شادی بیاہ ہوتے تھے یہ بھی سید صاحب نے ہی ڈالوائے ہیں۔

حکایت (۱۲۰) غلام صاحب نے فرمایا کہ میرے استاد میاں جی محمد علی صاحب بیان فرماتے تھے کہ جب سید صاحب میر کو قشریف نے بلاتے تھے تو ہر بار میر کو شکر و تحنیک کرتے تھے ہم کہتے تھے کہ میں تمہارے دوست ہوں۔ پھر میرے اہل خانہ کے دربار میں ہندو دور دورہ ہوتے تھے۔ جب کاس سے نام پڑا بھی گل ادا کیا۔ میرا چاہیے کہ میرا یہ ہندو تھا جس کی آئی نماز سے اہل خانہ کو معلوم کرنے پر میرے صاحب و بہن نے قوی کر دیا۔ (اشرف علی) کہ یہ ہیں برکات و کمالات کہ ذات سے میرا شکر ہے۔

بھی چاہتے تھے کہ یہ شرف ہمیں بھی نصیب ہو۔ مگر ہمیں یہ موقع نہ ملا۔ اور میں غلامانہ کھڑے ہوئے سید صاحب سے۔ ساتھ چلا خاتم کے بازار میں ایک کوچہ تھا اور اس کوچہ کے کنارے ایک رند کی کامکان تھا اور اس میں جو رندی رہتی تھی وہ نہایت مسکین اور پرہیزگار تھی اور اس کے یہاں معمولی قریبوں کا گھر نہ تھا۔ وہ بڑے بڑے لوگ بیٹھا کرتے تھے سید صاحب جب اس کے مکان کے پاس نکلے تو اتفاق سے وہ اپنے دروازہ پر کھڑی تھی اور تمام ہاس سروئی تھا سید صاحب اس جگہ ذرا اٹھکے اور ایک نظر اس کی طرف دیکھا اس کے بعد گھوڑا اور ہاتھ آتے روانہ ہو گئے آپ جس جگہیں قدم ہی چلے ہو چکے کہ ہوتے ہیں وہ رندی رہتی ہوئی اور یہ آواز دیتی ہوئی آئی کہ اے مہاں سوار خدا کے واسطے ذرا گھوڑا روک لے آب نے گھوڑا روک لیا اور وہ نے تماشا گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں کو پستہ مٹی اور پھوٹے پھوٹے کر دئے مٹی سید صاحب پر ہند فرماتے ہیں کہ مٹی مٹی تو سہی مات تو سہی تو کون ہے اور کیوں رہتی ہے گھوڑے کے پاؤں چھوڑ دے اور اپنا مطلب کر گروہ نہیں مانتی اور وہ گھوڑے کے پاؤں پکڑے ہوئے رہ رہی ہے تھوڑی دیر میں اسے اوقات ہو اور اس نے کہا کہ یہاں میں یہودیوں اور توبہ چاہتی ہوں اور سچ نہیں چاہتی سید صاحب نے فرمایا کہ اس وقت میرے مکان میں کچھ لوگ ہیں اس نے کہا کہ ہاں سید صاحب نے فرمایا کہ توبہ کے بعد نکاح بھی کر لیں اس نے کہا کہ ہاں نکاح بھی کروں گی اور جو آپ فرمائیں گے وہ کروں گی آپ نے فرمایا کہ میرا اولیٰ کی سے نکاح کو چاہتا ہے تو اس نے کہا کہ ہاں غلام سے آپ نے فرمایا کہ وہ کہاں ہے اس نے کہا کہ اس وقت میرے مکان مجھے آپ نے فرمایا کہ مکان میں کوئی اور بھی ہے ان نے کہا کہ ہاں کئی تو ہیں سید صاحب نے اس طوائف سے اور مجھ سے فرمایا کہ جاؤ سب کو بلاؤ تو ہم گئے تو اس وقت اس قوم تھے میں میں سے تو تو ان کے غمروں نے کیا جس سے وہ مکان نہ رہا چاہتی تھی جس شان سے وہ رندی اتنی تھی اسی شان سے یہ لوگ بھی آئے اور وہ بھی سب کے سب تائب ہو گئے آپ نے رندی سمیت سب سے فرمایا کہ تم لوگ آج ہی مسجد میں چلو جس بھی آج ہوں چنانچہ وہ سب آج ہی مسجد میں چلے گئے اور آپ آئے اور گئے ان کے بعد آپ نے مجھ

کہ کچھ آپ کے ماننے والے سائقین بھی تھے اور اسی بناء پر جو حجرت سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے وہ سب سے افضل ہیں اور ان کے بعد وہ جو بدست سے پہلے مسلمان ہوئے اور ان کے بعد وہ جو اسلام سے پہلے مسلمان ہوئے پھر وہ جو خندق سے پہلے مسلمان ہوئے پھر وہ جو صلح حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہوئے پھر وہ جو فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور فتح مکہ کے بعد تو سب ہی صحابی ہو گئے اور آپ کی مقبولیت بہت ہی عام ہو گئی۔ یہاں فرما کر فرمایا کہ سید صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب لدیان کے خاندان کی مقبولیت بھی اسی تہذیب سے ہوئی ہے کہ کوئی ان کے معتقد اور کمال ہونے میں نورس کے بعد انکی مقبولیت عام ہوئی ہے اور اسی طرح ہمارے حاکم صاحب کی مقبولیت ہوئی ہے۔ اہل ان کے معتقد خواص تھے اس کے بعد ان کی مقبولیت عام ہوئی مگر حاجی شاہ کی مقبولیت لاول نمون لوگوں میں ہوئی؟ ایسے ہی دنیویں میں اور عموماً شہرت کے بعد اگر کوئی اللہ کا بندہ بچھن کیا تو وہ وہابی اعتبار نہیں اسی سلسلہ میں مجھے نیک اور قصیدہ آگیا کہ ایک مرتبہ دہلی شاہ علی گڑھ آئے چونکہ مشہور آدمی تھے اسلئے خواب حلق ملی خان صاحب کو بھی ان سے ملنے کا شوق ہوا اور انہوں نے گاڑی منگائی جب انہوں نے پکدیاں پر ہم رکھا تو اتفاق سے ایک خار سے ہاتھ میں آج حاجی صاحب کے پاس تمام شہری، ڈیپان کٹھی، ڈاکڑائی تھیں مگر خواب صاحب نے اس کو غلط سمجھا اور بہت ناوش ہوئے اور اس نے انہماک خواب صاحب کو یقین نہیں کیا تو اس نے کہا کہ میں واقعی ایسا ہوا ہے جب انہوں نے مجھے لیا کہ واقعہ نیک ہے تو خواب جو حلق ملی خان سے فرمایا کہ احسن والوۃ اللہ اللہ یہ شخص ملے گا میں نے تم کو اس واسطے جانے گئے کہ ان کی صحبت سے خدا کی میت خریدیں گی طرف رغبت لائے کتابوں پر خدمت اور قندہ کن ہوں پر عزت پیدا ہوگی مگر معلوم ہوا کہ وہ ہوشیار ہے اور چھوٹے شہر سے پھر آجوں جائیں یہ کہہ کر جاتا وہ توقف کر لیا اور گاڑی بونٹ کو حکم دیا کہ گاڑی لے جاؤ ہم نہ بیاں ملے ان کے بعد ایک قصہ دریاو آگیا کہ خواب حلق ملی خان کو انی مقدمہ لوگوں میں نہ تھے مگر بددعویٰ سے تعلق قوانین اس تعلق کا یہ اثر تھا کہ باوجود سرسید سے ان کی بہت دوستی تھی مگر سب ان کے چچے سے چنے پڑے گئے ہیں

اور مولوی انصاری اس میں شریک ہوئے تو اس روز سب صاحب نے مولوی سے سلام بھونک کر دیا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ان کے دن مسکین کی حالت تھی جو دنیا پر تھے وہ مٹتی مٹاؤں کے حد میں اعلیٰ قسم کی طرف لوٹتا ہوں یہاں ہی صاحب نے فرمایا کہ یہ صاحب نے سے لائے کہ میری مسجد میں اسے تو دو روزی اور نو آدمی سب کے سب آپری مسجد میں آجوتے آپ نے سب کو دیکھا ہے کیا اراکین میں سے ایک شخص کہہ سکتا ہے جس سے وہ روزی نہ سامنے ہو سکی تھی اس کا کان کر دیا اور وہ روزی باوجودیکہ سب سے دو چہرہ تھی مگر اس نے اپنی تمام دولت اور گریہ چھوڑ دیا اور پھر یہ کلمہ نہیں جی سب سید صاحب نے سنا ہے کہ یہ سب سب کے سب جہاد میں شریک ہوئے اور وہ نو آدمی تو شہید ہو گئے مگر اس روزی کا حال نہیں معلوم ہوا کہ اس کا کیا انجام ہوا یہ روزی ایک دوسری روزی کے ساتھ (جو مولوی صاحب شہید کے ہاتھ پر تائب ہوئی تھی اور اس روزی کا نام مولیٰ تھا اور اس کی توبہ کا قصہ دکایت لہذا میں آپ کا ہے) مجاہدین کے ٹھوڑوں کا راندہ کر لے تھی اور راندہ لیتے دیتے اس نے ہاتھوں میں گریز پٹے تھے مافوق محمد آبرو صاحب خاں پر دینی پان فرماتے تھے کہ میں نے ان دونوں رمویوں کو بعد از ایک مرتبہ میں نے ان سے پوچھا کہ بھلا تو اس تم اپنی پہلی حالت میں خوش تھیں یا اس حالت میں تو تمہوں نے جو سب دیا کہ ہم اس کیفیت سے بہت مسرت ہیں اور اب ہمیں جو راحت ہے سب کو ہم بیان نہیں کر سکتے اس وقت ہمارے ایمان کی یہ حالت ہے کہ اگر ہم اپنے ایمان کو یہاں پر رکھیں تو یہاں بھی زمین میں اچھٹیں جاوے۔

دکایت (۱۱۸) خان صاحب نے فرمایا کہ میرے استاد میوں کی محمدی صاحب نے ایک روز ارشد فرمایا کہ میرے صاحب اب روز میں صبح میں بیٹھے ہوتے تھے کہ ایک لڑکوں سے پانچ عربوں کا لباس پہنے ہوئے میرا صحنہ اے ہوئے اور پھر میری پودھی میں کھڑے تھے پٹے ہونے وغیرہ ہو اور وہ کہہ کر کے چلے آئے اور ہاتھ میں زلفوں کی وضع یہ تھی کہ انہیں اپنا وہاں مار پڑا کرتے تھے اس لیے یہ نہیں جی، حیا کی پابندی پٹے ہونے تھے مٹھن غوثی میں لازم تھا کہ

نے فرمایا:

لے لے چلا اور تکیں کن ثروت جو مغل میں تھیں کہ سالک بے ثوبہ بود ز اور سہم منو ما
 تو سید صاحب نے جواب دیا: آپ کسی سہمیت کا حکم دیتے کر لوں گا یہ تو سہمیت نہیں
 شرک ہے یہ تو گولہ اتیس شاہ صاحب نے یہ سن کر ان کو سید سے لکایا کہ: چنانچہ ہم تم کو طریق
 نبوت سے ملے چلیں گے تم کو طریق ہدایت سے نسبت نہیں ہے اور وہ کہہ سید صاحب نے
 اخیاد کا امیر شاہ مہمان صاحب امیر الروایات میں تھا ہے کہ جب شاہ عبد القادر صاحب شاہ صاحب
 سے ملے کہ ان کو اپنے پاس سے گئے تو آپ نے مسجد میں ایک جگہ بتا دی تھی کہ اس جگہ زنج کرنا
 و مشعل نہ کر و فقہ و فقہ برست کا موسم آیا آپ روز شاہ صاحب نے بن کو اس حال میں دیکھا کہ
 مواصلہ دعا برداشت ہو رہی ہے اور یہ اسی میں بیٹھے ہیں سید صاحب سے پوچھا کہ تم بارش میں کیوں
 بیٹھے ہو؟ تو فرمایا کہ آپ ہی نے تو یہ موقع بتا دیا تھا ہرے حضرت نے فرمایا یہ ہے اطاعت شاہ
 صاحب کو وہ ہم بھی نہ تھا کہ میرے بتلانے کو ایسا عام سمجھیں گے مجھے یقین ہے کہ اگر تمام ہر سات
 بار جائے بھی گزر جاتے جب بھی سید صاحب اس جگہ سے نہ اٹھتے (مدعی اس واقعہ سے سستی
 حاصل کریں کہ شیخ کی موافقت کیسی ہوتی ہے اور شروع کے وعدہ میں خلاف کو دیکھئے کیا
 ہو؟ ہے اللہ اکبر اتفاق ہو تو ایسا ہو اور اختلاف ہو تو ایسا ہو پھر بھی کیسے کہ کچھ نہ فرما دیکھ حقیقت کو
 سمجھ کر خوش ہوئے اب یہ فرمایا کہ اگر کیسے تو سہمیت اختیار کر لوں اس سے سہمیت میں
 اطاعت مقصود نہیں بلکہ اس کا امر اور نافرمانی سے مقصود ہے ہر گزوں کے کام کا عمل انجام
 نہ کام ہے ہزار تمنا بار یہ تر، مواخات نہ ہو کہ ہر خداوند قادر و مدد (از اشرف متبلیہ)

اصناف از ظہور احسن کسواوی مخمور

حکایت (۱۲۱) منشی محمد راجہ صاحب نے ایک بار دریافت کیا کہ حضرت سید محمد ربانی سے
 دیکھنے والوں میں کوئی شخص اب بھی زندہ رہا نہیں؟ حضرت نے فرمایا: غفل تو مجھے دیکھیں بعد

فہرست اس کا مونا صاحب نے فرمایا۔ سارا پتہ میں ایک نشست باہر لکھ کر دیا۔
 دہرے نے اسی سلسلہ میں فرمایا۔ حافظہ چوٹی ساتھی اس نے مجھ سے بیان کیا تھا۔ نام قافلہ میں
 ہمارا تھے بہت سی کڑا تھیں وقتاً فوقتاً حضرت سید صاحب سے دیکھیں۔ مولوی مہدائی صاحب
 ٹھنڈی مولوی امین صاحب مولوی اور مولوی محمد حسن صاحب رام پور میں بھی ہمارے تھے اور سب
 حضرت سید صاحب کے ہمارے ہمسایہ میں شریک تھے سید صاحب نے سہارا جیہ اور محمد خاں صاحب
 صاحب سے کیا تھا سید صاحب نے پہلے اپنا قاصد دار محمد خاں کے پاس بھیجا وہ سن نصیر محمد خاں کے
 پاس پہنچا اور پیغام سنایا اس نے جواب دیا سید سے کہہ دے وہ کیوں ٹیٹ بنگ پر آکر ہے اس کے
 لیے بہتر نہ ہو گا اس کے ساتھ ایک ایک کر کے بارے جاویں گے در خواست قاصد کے گزرنے
 تلوار پھر واپس کر دی اور پوچھا پھر بھی اگر سید تھے مجھے کاؤ آنے کا اس نے کہا۔ ہاں پھر آؤں گا
 فرض قاصد نے واپس ہو کر سہارا صاحب سے عرض کیا سید صاحب نے فرمایا اچھا تمہاری
 چاہیہا محمد خاں سے کہہ دو کہ "تو ہم کو کیا رک دیکھا تو خود پیشاب پی کر مرے گا" مختصر لائی ہوئی اور
 در محمد خاں کی فوج نے ہڑیت پائی یہ محمد خاں بھگتا اس اثناء میں اسے قتل کر دیا اور پانی مانگا
 اور خدام نے جواب دیا کہ پانی موجود نہیں ہے تو کہہ دیا کہ شہید ہوا یعنی پیشاب پی کر مار پی کر قتل ہوا۔
 پھر چھوڑ کر شہید پر رنجیت سنگھ والی۔ ہمارے لائی ہوئی جس میں سید سے محمد بن
 شہید ہوئے حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی محمد حسن صاحب بھی وہیں شہید ہوئے
 البتہ میدان مجاہدین کے ہاتھ رہا جب انہیں سنبھالی تھیں تو سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا پتہ
 نہ ملا لوگ تلاش میں تھے اور ابھر ابھر جھگوڑے لگے چند چند آدمی دیہات اور پہاڑ میں جا کر
 موجود نہ کرتے تھے اور کسی کو نہ سہتے تھے گاؤں میں براہ راست جاتا کہ یہاں تھے وہاں تھے ایک
 شخص نے بیان کیا کہ مجھے سخت بڑا قزاق مسلمانوں میں نے قیدیوں کو دہتے دیکھا جن میں
 ایک سید صاحب تھے میں نے غل چھپا کر حضرت آپ ہم کو کہاں بچھڑ گئے اور یہی ہم سے ملے
 ہو گئے سب لوگ آپ کے رہبر اور ہیں میرے غل چھپانے پر حضرت سید صاحب نے منہ کھیر کر

مجھے دیکھا تب جو اب نہ دیا اور چلے گئے میں سوچا صابرانہ کے اٹھنے کا کل چھاپا گیا دوسرے شخص نے بیان کیا کہ ہم تیس دنوں سید صاحب کو ایک پہاڑ میں تلاش کرتے رہے تھے وہاں کچھ فاصلہ پر ٹرک زات سنا میں وہاں گیا تو دیکھوں کیا سید صاحب لورائن کے دو ہمراہی بیٹھے ہیں میں نے سلام و معافی کیا اور عرض کیا کہ حضرت کیوں غائب ہو گئے سب لوگ بغیر آپ کے پریشان ہیں مجبور ہو کر ہم نے فلاں شخص کو اپنا خلیفہ بنالیا ہے اور ان سے بیعت کی ہے اب نے اس پر تمہیں کی اور فرمایا ہم کو اب غائب رہنے کا حکم ہوا ہے اس لیے ہم تمہیں آسکتے آنا فرما کر قافلہ والوں کی خیر اور حالات پوچھے اور پھر وہاں نہ ہو گئے میں نے بھی ہمراہ ہونے کیلئے عرض کیا تو منع فرمایا اور پھر کو شش کر کے جو میں نے پیچھے چھوڑا تھا تو میرے ہاتھ پاؤں وزنی ہو گئے میں تو کھڑا کھڑا میرا کیا چرہ ان لوگوں میں تھا کہ یا اللہ کیسے چلوں اور حضرت سید صاحب معہ ہمراہیان نظر سے غائب ہو گئے۔

تیسرے ایک شخص نے بیان کیا کہ سید صاحب کو دو موٹروں سے دو موٹروں نے ہم ایک گاڑی میں ایک جگہ اتارے وہاں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ قبر جو دھنی ہوئی تازہ پڑی ہے اس کو سید صاحب ابھی زحوا تر گئے ہیں کیونکہ لوہی تھی زحوا تر دیکھا تو کہیں پہنچا غشی محمد امین نے کہا سید صاحب تیرہویں صدی کے آقا زین العابدینؑ ہیں سید صاحب نے سید صاحب کو اس کی حیات ہوں انہوں نے جب فقط ممکن تھا کہ حضرت امام ربانیؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سید صاحب انہوں نے بھی تشریف لائے یہاں صابرانہ غش سجادہ نشین شاہ ابوالمعالی کے یہاں دعوت ہوئی تھی مولوی عبداللہ صاحب مولوی محمد سجاد سے ملنے کو ان کے مکان پر گئے تھے مولوی محمد سجاد نے قیام کا حال دریافت کیا تو صابرانہ غش کے مکان پر قیام پایا مولوی محمد سجاد نے کہا اس کا فائدہ مکان پر تھمے "مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا وہاں فاضل نہیں ہے مولوی محمد سجاد نے کہا کہ یہ ابھی مولوی عبداللہ صاحب نے کہا "مولوی صاحب یہ وہی ناشر کہ کتاب منہ پر ہے مولوی نے ابھی ہے "مولوی عبداللہ صاحب نے کہا "مولوی صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب نے کہا کہ مولوی عبداللہ صاحب نے تشریف لائے اور بیگ کی رائے میں قیام ہوا چند شخص یہاں شرف بیعت سے شرف بھی

ہوئے تھے جن میں سے ایک شخص بیمار لی مسجد میں رہتا تھا اور اکثر قریب سے آتا تھا اس نے ماہ کے قریب
 جب رمضان شریف گذر چکا تو انہوں نے اس کو کہہ دیا کہ یہاں تک کہ اس کی بیماری زکوٰۃ کی اور نفل ادا
 کر لے گا تو اسے کہہ کر رمضان کے بعد یوحی سے اسے بابت تھی کہ رمضان کی سات چار دن کا انتقال
 کیا سید صاحب کاوت بھی تشریف لے گئے تھے وہاں بھی بہت سے لوگ مرد ہوئے آپ مرد نے
 بیان کیا میری آنکھوں میں پھر رہا ہے کہ سید صاحب مسجد جامع کے وسطی دروازہ میں کھڑے ہیں
 نماز میں ٹھیل ٹھیل تھے اور آپ اپنی گلیڑی اتار کر ایک راپے ہاتھ میں لے کر باقی بیعت
 کر رہے تھے ان کو کھڑا کر دیا تو وہ دوسرے سے کہے کہ اس کو کھڑا کر دے تھے اور کھڑا کر کے
 کی شکل معلوم ہوئی تھی یہ وہی دونوں طرف سے اس کو قاتل ہوئے تھے سید صاحب توحید
 و رسالت اور احکام سنت پر نوافل سے بیعت لیتے تھے وہاں سید صاحب پہاڑی حالت سے اڑھ
 تاکید فرمایا کرتے تھے اور بدعت کے سخت مافی اور مخالف تھے مولوی مہدی صاحب سے امدان
 فرمایا کہ اگر کوئی امر مخالف سنت مجھ سے جو ہو دیکھو تو مجھے اطلاع کر دینا مولوی صاحب نے کہا
 حضرت جب کوئی مخالف سنت فعل آپ سے بدعتی دیکھے گا تو وہ آپ سے ساتھ ہو گا ہی نہیں یعنی
 آپ کی ہمراہی چھوڑ دے گا ایک دفعہ گاؤں کے سید صاحب نے شادی کی تھی نماز میں جمعہ و جمعہ
 آئے مولوی صاحب نے سوئے کیا کہ شاید نئی شادی کی وجہ سے اتنا قریب نہ ہوئی ان کے ان بھر
 دیا ہی ہو کہ سید صاحب کو اتنی دیر ہوئی کہ بھیجی ہوئی ہو چکی تھی مولوی صاحب نے سید صاحب سے سلام
 پھیرنے کے بعد کہا کہ اہل بیت اللہ ہوئی یا شاہی کی قسم تھی سید صاحب چپ ہو رہے اور
 اپنی ٹٹلی کا اتر لیا اور پھر نماز میں اپنے گھروں کی طرف پر تشریف لائے تھے ایک بار سنا کہ فرمایا
 کہ سید صاحب ایسے پند تعلیم دیتے تھے کہ کوئی شخص جن کو ساتھ نہ لے سکتا تھا کہ سید صاحب نے تھے
 کہ سنت سے ہم رو نہ ہو، جیسے کہ فرمان میں ہے کہ آپ سے کچھ دن قبل فرمایا کرتے تھے کہ
 لوگو! تم میں سے ہر روز ایک آدمی کو اس لئے کہ میں تمہیں اپنی باتوں اور تجلیں کے طور میں
 دھنسن ہوں تو یہ دھنا کہ تم سے نہ راضی رہتے جو اس کے کو بار بار چھوڑوں میں لے دیتا کرتے تھے ایک

میرید افغان نے کہا: ”یہ ہم سے تم بہ اندر چاہتا ہے۔ کیا معاملہ ہے کہ بادشاہ ایسا کلمہ کہتا ہے؟“ سید صاحب نے فرمایا کہ واقع میں یہ دلو خدا کے حکم کی قیاس میں ہر حالت مستعد رہنا چاہیے۔ ایک بار فرمایا کہ مولوی احمد حسن صاحب امرہ کی جو سید صاحب کے ہمراہ تھے نکلیے حال تھا کہ امام سرما میں جب ان کے پاس کچھ سے رہنمائی چھوڑا جاتا تھا پھر اعضاء سے کہتے کہ تم میں میں آرام لو گئے؟ ان میں رہو گئے؟ لیکن میں جب خوشیوں کا کہ تم میں سے ہر طبقہ خون میں بھی ادا ہو جائے میں رہتا ہوں اور وہ آخر چلتی ہو ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ سید صاحب کی شہر میں گذرے ایک ایسی خوبصورت اپنے دروازے پر کھڑی تھی سید صاحب ٹھوڑے پر سوار جا رہے تھے آپ نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور پھر چل دیے تو وہ رنڈی ہے تمنا دوزی اور ٹھوڑے کے قہہ سوں میں کر پڑی کہ حضرت رائے خدا مجھے فعلی امثال سے توبہ کرنا اور بیعت کرنا۔ حضرت نے توبہ کر لی اور اس سے دریافت کیا کس سے نکاح کرنا چاہتی ہے؟ اس کا کوئی آشتیہ تھا اس نے اس کی نسبت کہا اس شخص نے انگار کر دیا جب اسی وقت تالہ و نول میں سے کسی شخص کے ساتھ حضرت نے اس کا نکاح کر دیا اور قیام گاہ پر پہنچ کر فرمایا کہ لوگو جو کچھ تم نے دیکھا اس پر تعجب نہ کرنا اگر کوئی شخص اس سے زیادہ بھی اپنا اثر دکھائے تو ہو خلاف سنت ہر مرتبہ کو تہجد نہ کرنا ایک دن ارشاد فرمایا کہ بنکام قیام توفیق میں مسکن غلام حسین شیعوں کا مولوی تھا وہ بھی سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ایک مکان میں بیٹھے تھے جب وہ اندر آیا تو آپ متوجہ نہ ہوئے اس پر جوں ہی اثر پڑا تو وہ ہر نصیب جو تیاں بھی رہیں چھوڑ کر بھاگا کہ یہ شخص سید بڑا چلاؤ کر رہے ہیں جب تک سید صاحب غائب ہیں مقیم رہے وہ اٹھل میں رہا۔ قسم میں نہ آیا (مستقل از تہذیب الرشید)

حضرت شام غلام علی کی حکایات

حکایت (۱۳۴) غلام صاحب نے فرمایا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے پیسے خادم میاں ترمیم اندہ تھے جب میں ترمیم اندہ کا انتقال ہو گیا تو ان کی بجائے ان کے بیٹے میاں شہید شاہ صاحب کی

خدمت کرنے لگے یہ میں امید فرماتے تھے کہ جو شخص شاہ عبدالعزیز صاحب سے زمانہ میں جامع مسجد (دہلی) کے امام تھے وہ بیان فرماتے تھے کہ ایک خدی بزگ جامع مسجد میں اگر ٹھہرے اور کئی روز تک ٹھہرے رہے یہ صاحب اس قدر تک تھے کہ ان کا مستحب تک نہ کہ نہ ہوتا تھا اثر اقل۔ چاشت سلوڑا اور صبح پر ہوا مست کر گئے تھے میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کس غرض سے تشریف لائے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں یہاں کے ہوا کوں سے ملنے آیا ہوں مگر نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ یہاں کون کون بزگ ہیں کو نہ یہ کہ وہ کتنا کتنا رہتے ہیں اور نہ میری کسی سے شناسائی ہے کہ وہ بہری کرے میں نے کہا کہ یہاں کے یہ رکوں سے میں آپ کو ملاؤں مگر اتنی درخواست ہے کہ آپ عذر ہیں جن جن بزگوں کی جو جو کیفیت جناب کو معلوم ہو اس کو مجھ سے بیان فرما دیا جاوے انہوں نے اس کو منظور فرمایا میں اول دن کو شاہ غلام علی صاحب کی خدمت میں لے گیا شاہ غلام علی صاحب بہت مہربان سے پیش آئے اور یہ بزگ دیر تک ان کی خدمت میں رہے جب وہاں سے رخصت ہوئے تو میں نے دریافت کیا کہ حضرت فرمائیے کیا کیفیت ہے آپ نے فرمایا کہ کچھ نہ چچو بہت دانا شخص ہے میں کوئی ولایت نہیں دیکھتا جس میں اس کی حقیقت کی شہرت نہ پہنچی ہو اس کے بعد میں ان کو شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں لے گیا وہاں بھی دیر تک بیٹھے جب وہاں سے رخصت ہوئے تو میں نے عرض کی کہ ان کی کیفیت بیان فرمائیے انہوں نے فرمایا اللہ اکبر یہ تو شاہ غلام علی سے شریعت میں بھی بزگ سے ہوئے ہیں اور طریقت میں بھی ان کی شریعت کی نہ میں تمام عالم میں دیکھتا ہوں اور ان کو اللہ تعالیٰ ایک زمانہ تک قائم رکھے گا اس کے بعد میں ان کو شاہ عبدالقادر صاحب کی خدمت میں لے گیا وہاں بہت ہیبت زدہ بیٹھے اور تھوڑی دیر بیٹھے وہاں سے اتنی میں میں نے ان کی کیفیت دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ ان کی حالت میں کچھ نہیں ہوتا نہ سنا کیونکہ جب میں نے آبروی مسجد کی سیر میں ہوں ہر قدم رکھا ہے تو جو کچھ میرے پاس تھا سب لے گیا اور میں کو راز بھیجا اور جب اسے معلوم ہوا تو میرے پاس سے وہاں سے نہ نکلتا تھا کہ وہاں سے نہ نکلتا تھا۔

و انہیں ہو کر اپنے سینوں پر تیاؤ پھر مجھے مل گیا

حکایت (۱۲۳) خان صاحب نے فرمایا کہ مولانا انگوہی فرماتے تھے کہ شاہ غلام علی صاحب جب اندام میں دلی آئے ہیں تو جامع مسجد میں شرقی دروازہ کے اوپر عالی مدوری میں ٹھہرے۔ کئی وقت ہوئے مگر کسی نے کھانے کو نہ پوچھا اور یہ غافل رہے۔ کئی وقت کے بعد ایک شخص ایک بڑی قاب میں مرغ کی برپائی آیا۔ در شاہ غلام علی صاحب کو سرفہ سمجھ کر دینے لے اس وقت کاغذ مشور تھا کہ برتن واپس نہ لیتے تھے اس لیے اس نے قاب بھی واپس نہ لیا جب انہوں نے کھانا کھا تو کچھ کھا پی رہاں کو خیل ہوا کہ اس کو رکھ دینا چاہے دوسرے وقت میں کام تو کیا یہ خیال نہ کر کے نمونے رکھنے کیسے ہمارے حال اور دکھائی دیتے تھے کہ وہاں کو خیل ہوا کہ رکھنا نہیں چاہیے بلکہ اسی اور حاجت مند کو دیدینا چاہیے جس خدا نے اس وقت دینے کا دوسرے وقت بھی دیکھا یہ خیال نہ کر کے وہ بیٹے اترے اور دروازہ سے باہر کسی حاجت مند کو دینے کے لئے گئے تب یہ دروازہ سے نکلے ہیں تو ایک مہذب نے ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا "خوب سمجھا ہے سائے یہ ٹھہری! اچھی کہ اگر یہ صرف قاب کو ٹھیک دے تو سارے کو بھوکا رہا" اور

حکایت (۱۲۴) خان صاحب نے فرمایا کہ مولانا انگوہی فرماتے تھے کہ شاہ غلام علی صاحب بہت کریم النفس تھے لوگ ان کی قسمیں پڑا کر بیٹھتے اور پھر مہاشی کے ہاتھ چنے کیلے آتے سب کو کا دروغہ دیکھتا اور کہتا کہ حضور یہ کتاب تو آپ ہی کی ہے دیکھئے اس پر آپ کا نام بھی لکھا ہوا ہے اور میرا ہی آپ فرماتے کیا دیکھتا ہے میرے اور تم سے ہم کا کوئی اور شخص ہے ہی نہیں نہیں مدوری کتاب نہیں ہے اسی کتاب سلطان جھوٹ نہیں داتا کرتے نہ وہ کتاب ہی تو دیتے

حکایت (۱۲۵) خان صاحب نے فرمایا کہ شاہ غلام علی صاحب شہر مدینہ مدینہ صاحب کے شاگرد تھے اور شاہ عبدالعزیز صاحب سے بھی کچھ پڑھا تھا جب شاہ عبدالعزیز صاحب سے کچھ

اُپر لکھنے والے صاحب عبدالعزیز سے یہ دعا لکھائی کہ اے اللہ! میرے لئے

۲۰۰۰ سے زائد مال دے دے (اثر علی)

عبدالغنی صاحب رحمت اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس قدر نفس سے دوری ہے اس قدر قرب حق
تولی حاصل ہے (از تحریرات جنس ثقات) (منقول از اشرف لکھنوی)

اضافہ از احقر ظہور الحسن کسولوی

حکایت (۱۳۰) ایک بار ارشاد فرمایا کہ میرے استاد حضرت شاہ عبدالغنی صاحب کا تقویٰ بہت
بڑھا ہوا تھا۔ سیکھوں سر یہ تھے اور ان میں اکثر امراء اور بڑے آدمی تھے مگر آپ نے ہاں اکثر فائدہ
رہنما تھا۔ لیکر وہ آپ نے ہاں کئی روز کا ذات تھا خادمہ کسی بچہ کو گود میں لیے ہوئے ہر ٹنگی بچہ کے چہرہ
پر بھی فائدہ کے سبب پڑا مردکی قسی افاق سے متقی صدر الدین صاحب کہیں سے تشریف لائے
تھے پھر کامیاب ہو کر چلا آیا۔ کھاؤ خادمہ سے پوچھا کہ کیا ہے اس کا رنگ کیوں متغیر ہے؟ اس نے
ٹھنڈا سا اس بھر کر کہا حضرت کے پاس کئی وقت سے فائدہ ہے متقی صاحب کو سخت صدمہ ہوا اسی
وقت گھر پہنچ کر خادمہ کے ہاتھ ذیہ سورویہ رونہ کیے اور لکھا کہ یہ آمدنی فیس کی نہیں ہے بلکہ
محمود ہے بولی فرمائیے وہ روپے حضرت شاہ صاحب نے واپس فرمادیے اور کھانا بھیجا آپ کی تنخواہ
کی کمال چہ کرے؟ یہ تو جو لیا اس کے بعد شاہ صاحب کو فکر ہوا کہ فائدہ کا راز کس طرح ظاہر ہوا
تحقیق سے معلوم ہوا کہ خادمہ نے کہہ دیا تھا اپنے اسکو بلایا اور فرمایا ایک غلت اگر فائدہ کی برداشت
نہیں ہے تو وہ گھر دیکھو اور مقررہ اے لئے ہمارا لڑکا افشانہ کرو (منقول از تذکرۃ الرشید)

میاں جی عظیم اللہ خادم حضرت شاہ عبدالعزیز کی حکایات

حکایت (۱۳۱) خان صاحب نے فرمایا میری تعلیم اللہ ایک شخص تھے جو نورج کے رہنے
والے تھے چھ مے کچھ چند سال تھے معنوی فارسی جانتے تھے اور لڑکے پڑھایا کرتے تھے مگر شاہ
عبدالعزیز صاحب کے صحبت یافتہ اور مرید تھے اس لیے دین مسلمان کی سمجھ نہایت اعلیٰ تھی اسوں
نے ایک مرتبہ قصہ کے متعلق تقریر فرمائی اور فرمایا کہ بنابر سن اللہ علیہ السلام کی فوت اضافہ
نہایت کامل تھی اس سے محتاج کی اسلام باطن کے لئے صرف آپ کی تعلیم کافی تھی ورنہ ان کو

بہت سے خیالات و افکار ایک مرتبہ ترتیب سے ان کے قابلِ تدبیرت تھے کہ وہ قصہ، اسٹیج، تھیٹر، فلمی نظریات، حق کی طرف متوجہ ہو گئیں تو اس سے وہ بھی قوز، پیتے تھے اور تصور شیخ کو پانچ برس سے ان کے اس قہقہہ کو، جو راست حق تعالیٰ سے الگ کر دیا تھا، انہیں اسٹیج، فلمی نظریات، تھیٹر، تصور شیخ کی اور یہ قصہ تھا ان کا یہ بعد کے لوگوں نے تصور شیخ کو جو حقیقت میں اس کے نزدیک تھا اس قصہ کو اسے اولیٰ الخیال کا مقصود، اسٹیج کا خیال اور بھی یہ تصور دہانے اور دہانے کا یہ توجہ الی الخیال ہونے کے لیے توجہ الی الخیال بھی زیادہ توجہ الی الخیال۔ مائع عام، دو ٹیپا، سید صاحب پر یہ شکستہ ہوا کہ اب تصور شیخ کو اصل الی الخیال نہیں رہا بلکہ حق سے مائع ہو گیا ہے تو انہوں نے اس کو مع فرمایا اور نہایت خفی کے ساتھ روکا یہ وجہ تھی سید صاحب کے تصور شیخ سے انکار کی

مولوی شاہ محمد عمر سا جہزادہ مولانا شہید کی حکایات

حکایت (۱۳۲) خان صاحب نے فرمایا کہ میں اپنے بچپن کے زمانہ میں خواب، مصحفی خاں کے مکان پر اپنے پھر چلائے ساتھ موجود تھا، مہربان مفتی صدر الدین خاں اور مہربان سب بھی موجود تھے مفتی صدر الدین خاں نے مولوی محمد عمر صاحب کو جناب مولانا اسماعیل صاحب شہید کا ایک قصہ بیان فرمایا اور فرمایا کہ یہ مشہور تھا کہ مولوی محمد عمر صاحب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ندرت ہوتی ہے اس پر میں مولانا صاحب کا مع محمد عمر دو سرے اشخاص نے اسے انہی کو ہم کو بھی زیادہ سے کہہ دیکھئے مگر مولوی محمد عمر صاحب نے منظر نہ کیا لیکن ہم نے اپنا قصہ اور وہ ہماری رفتار ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مع محمد عمر صاحب کے قریب فرمایا کہ مولوی محمد عمر صاحب آپ کو مدد حاصل رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صدر الدین آؤ، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ سے کہہ دیا اور ہمیں بھی خواب کا قصہ صاحب نے اچھا دیکھا کہ خواب میں وہ اشخاص نے جناب شیخ کو جس کو میں امام صاحب کی طرف چلا۔ ان سے یہ خواب بیان کر دیا اور خواب بیان کرنے میں ان کی طرف سے اچھا اور وہ دوسرے

شاہ احمد سعید صاحب کی حکایت

حکایت (۱۳۹) خان صاحب نے فرمایا کہ شاہ احمد سعید صاحب نے ایک مرتبہ اپنی خانقاہ کی مسجد میں نماز پڑھی تو نماز کے بعد ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور خانقاہ کے لوگوں کو اس نے دو چوہے دینے شروع کیے شاہ صاحب کے کسی صاحبزادے کو بھی اس نے دینے چاہیے تو انہوں نے ہاتھ کھینچ لیا کہ ہاتھ نہیں پڑتا شاہ احمد سعید صاحب نے دیکھ لیا اس پر آپ نے صاحبزادے پر عتاب فرمایا اور فرمایا کہ دو چوہے اس لیے ہاتھ کھینچ لیا کہ سورہ وہبہ ہوتے تو جنت سے لے کر رکھ لیتا ہوں سو وہبہ بھی خیرات ہی ہوتے ان کو کیوں لے لیتا یہ فرما کر آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ انا مجھے دو اور آپے دو پیسے لے کر رکھ لے لے اور فرمایا ہم تو خیرات ہی کھانا لے ہیں۔

مولانا عبدالحی صاحب پھلپلی کی حکایات

حکایت (۱۴۰) خان صاحب نے فرمایا کہ جب سید صاحب جہاد کو تشریف دے جاتے ہوئے پھلت پتے میں تو وہاں سے روٹنگی میں مولوی عبدالحی صاحب لار ان کے والد بھی مشایعت میں تھے اور مولوی عبدالحی صاحب کے والد نے مولوی صاحب کو جہاد کے لئے جانے کی اجازت نہ دی تھی جب پھلت سے ایک میل نکل کر سید صاحب نے مشایعت کرنے والوں کو رخصت کیا تو مولوی عبدالحی صاحب سے بھی فرمایا کہ مولوی آپ کے والد صاحب کی اجازت نہیں ہے آپ بھی رخصت ہو لیجئے فرض سید صاحب نے ان کو رخصت کیا اور رخصت کر کے آپ تشریف لے چلے جب آپ تشریف لے چلے تو مولوی صاحب بیتاب ہو گئے اور یہ کہہ کر کہ ہائے سید صاحب مجھے جھوڑ گئے سر پر خاک ڈالنی شروع کی اور زمین پر لوٹے گئے جب ان کے والد صاحب نے ان کا یہ اضطراب دیکھا تو مجبوراً ان کو اجازت دینی پڑی جب ان کے والد نے اجازت دیدی تو وہ بھاگے اور یہ قدر ملی نعت کی۔ اور جس حرکت پر عتاب فرمایا امتناء بہ نعت سے جس کی نئی عکس لہائی ہو بیٹ میں آنی ہے عہد مودع ولا مستغنی عہد رت (اثر نعت علی)

حکایت (۱۳۵) خان صاحب نے فرمایا کہ یہ قصہ میں نے مولانا نوتوی سے سنا ہے کہ سید صاحب سارنیور تشریف لائے تو دہلی کی مسجد کی طرف کوٹھڑی میں شاہ محمد انیم صاحب دلائی رحمت اللہ علیہ اس مسجد میں رہتے تھے اب آپ مسجد پہنچے تشریف لائے تو آپ سے فرمایا کہ کیا اس مسجد میں کوئی بزرگ رہتے ہیں تو انیسویں نے عرض کیا کہ ہاں حضور انیم بزرگ رہتے ہیں سید صاحب یہ سن کر مسجد میں تشریف لائے کئی عرصہ میں باخبر ہو کر آگے لیے جب ہم نکلے تو سید صاحب ہنستے ہوئے نکلے اور شاہ عبد الرحیم صاحب روئے ہوئے نکلے اسی قسم کے دو تین مرتبے ہوئے سید صاحب ہنستے ہوئے اور شاہ عبد الرحیم صاحب روئے ہوئے نکلے لے کر تھے پانچویں جلسہ میں سید صاحب اپنی حالت پر نکلے اور شاہ صاحب روئے ہوئے نکلے اس کے بعد شاہ عبد الرحیم صاحب سید صاحب سے بیعت ہوئے یہ قصہ بیان فرمایا کہ مولانا نوتوی نے فرمایا کہ اول کے جلسوں میں جو سید صاحب ہنستے ہوئے اور شاہ صاحب روئے ہوئے نکلے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ سید صاحب کی نسبت شاہ صاحب پر غالب تھی اور شاہ صاحب کی نسبت سید صاحب پر اور آخر مرتبہ جو سید صاحب اپنی حالت پر نکلے اور شاہ صاحب روئے ہوئے نکلے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ سید صاحب کی نسبت کو غلبہ ہو گیا تھا۔

حکایت (۱۳۶) خان صاحب نے فرمایا کہ مولانا نوتوی فرماتے تھے کہ شاہ عبد الرحیم صاحب دلائی کے ایک مرتبہ تھے جن کا نام عبد اللہ خاں تھا اور قوم کے راجپوت تھے اور حضرت کے غائب مرتبہ میں تھے ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں محل ہو تو لاورد، تحویہ لینے آتا تو آپ فرمادی کرتے تھے کہ تم میرے گھر میں بیٹھ کر بیٹھ کر اور جو آپ بتا دیتے تھے وہی ہوتا تھا ان عبد اللہ خاں نے شاہ عبد الرحیم صاحب سے عرض کیا کہ مجھے وہ مصائب تکلیف ہوئے آپ کی نسبت کالورد و سید صاحب کی نسبت ناآپ کی نسبت کا جو مصائب و دشواریاں تھیں وہ ضرورت تھا کہ سید صاحب کی نسبت کا جو مصائب و دشواریاں تھیں ان سے بھی اس سے کم سمجھتا ہوں کہ آپ کی

اہل میں سے کچھ کچھ کو خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سے محفوظ رہیں (وہابی)

تہمت پر یہ صاحب کی نسبت سے دھمکی ہوئی ہے پھر آپ نے اسے یوں بے اعتبار بنایا ہے کہ آپ کے فرمایا کہ خلیفہ بن کر یہ کی نسبت سے یہ صاحب کی نسبت سے دھمکی ہوئی ہوگی۔
 جسے پہلے نے دیکھا تھا کہ حق و عدل و زور و طاقت یہ صاحب کی نسبت سے دھمکی ہوئی ہوگی اتنی
 اور دھمکی دینا کیا مومن کشوی اس روایت میں یوں بیان فرماتے تھے کہ عبد اللہ بن علی
 رضی اللہ عنہما یہ صاحب سے عرض کیا کہ میں نے آپ کے ارشاد سے یہ سنی ہے جس کی طرف
 توجہ کی تا کہ آپ کی نسبت میں نہ ہو، چنانچہ ایک مظلوم مومن اور یہ صاحب کی نسبت میں نہ ہو
 نہ یہ بات بیان فرماتا کہ وہ ان کشوی نے فرمایا کہ چھالی ہم تو انہیں جو کہے ہیں اس کی طرف توجہ
 نہ کر رہے ہیں تھک کر آیا تو ہماری نسبت سے فرمایا کہ یہ صاحب کی نسبت سے دھمکی ہوئی ہوگی
 خلیفہ حق اور ان کی نسبت سے خلیفہ میں نہ ہو سکتا ہی ہو جاتا ہے۔

تیسرا مقتضیہ ان صاحب نے فرمایا کہ میرا نام ہے ابو زناؤن جو حق سے روایت کرتا ہے کہ حضرت
 صاحب آپ یہ صاحب کو میری امانت میں تو میں کی نسبت سے اس سے اعلیٰ دیکھا جیسے پھر ان کی
 نسبت نہ تھا، خدا اور حکیم کی نسبت سے تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ صاحب کی روایت فرمایا کہ
 جس سے پہلے یہ صاحب نے کہ میں نے کوئی نہ مانا اور نہیں دیکھا بلکہ میری حیثیت سے جیسے
 زور و اثر و وجہ دہا کر کے کوئی نہ مانا کہ اس نے کہا کہ حضرت صاحب (عبداللہ بن علی) صاحب
 الہدیٰ صنفہ اس نے کہ وہ خان صاحب نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ اس نے کہا کہ اس نے کہا کہ
 اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ
 اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ

اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ
 اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ
 اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ

صاحب مقتدی تھے تکر و نفوس۔ یہی اس وجہ طریقی تھی کہ نماز کی نیت نہ بنا کر اپنے حق پرستی کے لئے نماز کی نیت سے کھڑے ہوئے مگر چھ دن کے آخر جب وقت ٹھک ہوئے تو تھک کر نہ پا سکیں اور چار روز کے بعد حاجی صاحب حضرت شاہ صاحب سے رخصت ہو کر ایک جگہ اندلی دار میں مصروف ہو گئے چھ ماہ بعد شاہ صاحب کی زیارت کو امر وہبہ حاضر ہوئے تو شاہ صاحب کا ہوا یہاں ہو گیا تھا یہ ابھی مجاز بھی نہیں ہوئے تھے کہ شیخ کا انتقال ہو گیا۔ یہی طرح حضرت حاجی صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ لولہ اولیاء بنجرا۔ میں شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے تھے شاہ صاحب نے ان کے حال پر پوری عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ لو یہ لڑائے کر مجاز ہو کر کالا آم کے پہاڑ میں بیٹھ کر اپنا کلام کر چنانچہ سمویہ صاحب ارشاد فرمایا کہ کالا آم کے پہاڑ میں یہ الٹی میں مصروف رہے اور وہ انہیں کے پتے کھانک کر سزا دیا چھ ماہ کے بعد وہ لڑائے کر بیجا مال آئے ان سے بیٹھنے سے پہلے شاہ صاحب کا بھی انتقال ہو گیا تھا ان سے بھی مجاز نہ ہوئے آخر شہید صاحب بریلوی جب ساپور تشریف لائے تو حضرت حاجی صاحب بھی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت عطا فرمادیں میں ذکر و شغل حضرت قادیانہ پیشیہ کے کر چکا ہوں میرے صاحب نے فرمایا جب تک ہم سے بیعت نہ ہو گئے تم تمہیں اجازت نہ دیں گے سمویہ صاحب ارشاد فرمایا صاحب شہید بیعت ہوئے اور حضرت شہید صاحب نے انہیں مجاز فرمایا حضرت حاجی صاحب شہید فرمایا رہتے تھے کہ شہید صاحب میں انوار شریعت بہت زیادہ ہیں جب دونوں حضرت مرآت القلوب ہوئے تھے حضرت حاجی صاحب شہید بیٹے تھے اور میرے صاحب خاموش رہتے تھے

حکایت (۳۱) ایک دن ارشاد فرمایا کہ خانقاہ بیجاں میں جو تاجدار ہے اس کو حضرت حاجی صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے ماتھے سے کھوا ہے حج زیور محمد جعفر صاحب ساہیوالہ نے عرض کیا کہ حضرت پہلے تھا۔ سال تک اس تاجدار میں حضرت پانی رہتا تھا اور وہ تاجدار ہے ہمارے ہو کر جاتے تھے کہ اس پانی نقشہ ہو کر بھی نہیں دیکھا تھا میرا یہ سن بار بار اس نے کہہ دیا تھا۔ اب کو خدایاں والوں نے صاحب فرمایا کہ اس کو سزا دیا ہے اس وقت سے یہ بات

جانی رہی ہے اب تو برسات برسات پانی ٹھہر آتا ہے اور بعد میں سوکھ جاتا ہے برسات کے بعد ایک ماہ پورا بھی اس کا آب میں پانی نہیں رہتا حضرت نے ارشاد فرمایا ہیں جو بات اس کا آب میں آتی وہ جاتی رہی (منقول از تذکرہ الرشید)

حضرت میاں غیور محمد صاحب جھنجھانوی کی حکایات

حکایت (۱۵۰) خان صاحب نے فرمایا کہ مولانا مثنوی نے فرمایا مولانا ہنوتوی نے (اچھی طرح یاد نہیں مگر تانہی میں سے کسی ایک سے ہے) کہ ایک شخص نہایت خوش گونے اور نعمت وغیرہ پر حاکم لے گئے تھے کسی نے یہاں ہی تو محمد صاحب سے عرض کیا کہ حضرت یہ شخص خوش گونے اور نعمت پر ہوتا ہے آپ بھی سن لیجئے آپ نے فرمایا کہ لوگو مجھے کبھی کبھی امام یاد دیتے ہیں کہ اور غلام امیر میں بھی علامہ کا اختلاف ہے اور اس لیے اس کا سنا خلاف احتیاط ہے لہذا میں اس کے سننے سے محذور ہوں

حکایت (۱۵۱) فرمایا کہ جھنجھانہ میں ایک صاحب کشف آئے اور حضرت میاں غیور کے مزار پر حاضر ہوئے بعد میں انہوں نے کہا کہ انہوں نے کس غلام نے ان کو امام سید محمود کے پاس دفن کر دیا یہ یہاں اوج کی وجہ سے اپنے انوار رو کے ہوئے ہیں اگر کسی ویرانے میں ہوئے تو دنیا ان کے انوار سے جھلک جاتی اگر تھوڑے کا اندیشہ نہ ہو تا تو میں ان کی بندیاں نکال کر وہ مری جگہ دفن کرو دیتا پھر ان کے انوار و زکات کا مشاہدہ ہوتا (منقول از اشرف التہذیب)

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی ایدہ اندھ تھانوی مہاجر مکی قدس سرہ کی حکایات

حکایت (۱۵۲) خان صاحب نے فرمایا کہ ایک شخص پنجاب کا اکثر مکہ معظمہ حرمین تھا حافظہ کی مدد سے ان کا نکاح ہو گیا تھا اس نکاح میں سچو باتیں حضرت حاجی صاحب کی طبیعت کے خلاف بھی آئیں تو صاحب نے مناسب راستہ کا اندھا اختلاف سے بچنے کی سائنس کی شہرت کا اس قدر بیان کرتے تھے

ہوتی تھیں اور یہ ڈانڈ بچہ چہ آدمی تھے نہیں تھا پتا نچو جس اس کو نہ جانے سے پہلے سے جانتا تھا اس ڈانڈ نے ایک مرتبہ گستاخانہ طور پر حضرت حاجی صاحب سے کہا کہ مجھے آپ کے اندر کوئی کہاں نظر نہیں آتا۔ اسی آپ کی طرف سے ہوئی مولوی رشید احمد صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب کی وجہ سے ہوئی ہے پھر مجھے جرات ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب آپ سے بیعت کس طرح ہو گئے۔ اندر سے نفوس قدسیہ کہ جس کو سن کر ذرا کھیر نہیں ہو اور مسکرا کے فرمایا کہ ہاں بھائی بات تو ٹھیک کہتے ہو مجھے خود بھی حیرت ہے۔ یہ حضرت میرے کیوں معتقد ہو گئے دروٹ مجھے یوں مانتے ہیں۔

حکایت (۱۵۳) خان صاحب نے فرمایا کہ بھلا ذراہ ضلع میرٹھ میں لاہور کے قریب ایک مقام ہے وہاں کے رہنے والے ایک شخص تھے جن کا نام مجھے یاد نہیں رہا یہ صاحب حافظ عبدالغنی صاحب کے (جو کہ بھلا ذراہ کے رہنے والے اور مولوی احمد صاحب ہمدانی کے شاگرد ہیں) لاہور کے چھوٹے بھائی تھے اور رئیس بھی تھے ان صاحب نے مجھ سے بیان فرمایا کہ جو بڑے بھائی کا پیدا ہوا تھا میں اس کی ہاں کھڑا رہتا تھا اس طرح میں نے کون بچ کر اس کے حاجی صاحب کے لئے ایک کھلی ہوئی نور میں وقت تک میں حاجی صاحب کی زیارت سے شرف نہ ہوا تھا بعد حاجی صاحب نے طور پر معتقد تھا جب میں حج کے لئے گیا تو اس کھلی کو اپنے ساتھ لے گیا ایک جگہ تیار اجازت طلبی میں گیا اور چند میں ایک شہر پر پاؤں میں پہنتی پر تھلا ہاں سے اتر کر حق کی جگہوں سے کمر کھانہ اور عبادت پریت کر دینے کے لئے چلے گیا یہ کہ میں سمجھتا تھا کہ یہ کمر میں جہاد ہے مگر اسی اثنا میں مجھ پر فحش طاری ہوئی میں نہیں سمجھتا کہ وہ فحش تھی یا نعمت کی بدحواسی اسی فحش میں مجھ سے ایک ایسی بات پہلا کہ نہ کچھ نہ سمجھتا کہ یہ ایسا ایک بات کہ یہ نہ پتا نہ تھا کہ یہ کچھ بیشمارت موجود ہے اس کے اندر سے پتا چلتی ہے کہ اس اعتبار سے جہاد ہو جو جو نہ حال نہیں سمجھتا اس اعتبار سے کھلی کھلی فحش بات کہ اس میں اس کے اندر سے فحش کی فحش ہے کہ قابل الہم اسی ایسا ہی کو یہ امر واضح ہے کہ یہ کچھ نہ سمجھتا کہ یہ ایسا ایک بات کہ یہ نہ پتا نہ تھا کہ یہ

تقریباً چار سو جواب لکھا اور وہ اب میں صاحب عشق کو حسب عقلی پرتو پہنچا رہا تھا کہ صاحب عشق کا متنازعہ ہے اور حسب عقلی متنازعہ اس کی یہ تحریر فرمائی کہ اللہ سے علیٰ کبریا نہ ہو۔
فرماتے ہیں لو كشف العطاء ما وردت بغنائہ جب انھی عقلی و اس سے ان کی تباہی ظاہر
ہے اور تاریخ مہر کے مستحق تحریر فرمایا کہ حق تعالیٰ صلیب پر نے متعلق فرماتے ہیں اے اللہ مع
الصابغین اور شامزین کے متعلق فرماتے ہیں لشکر مشکو نہ لا فیدہ مکھ اور سمیت حق از نیادت
لغت میں فرق ظاہر ہے فرض اس مسئلہ کو حاجی صاحب نے نہایت مفصل تحریر فرمایا تھا اور میں
نے اس خط کی نقل بھی لے لی تھی اسی لیے اس کے مضامین مجھے معلوم نہیں رہے مگر وہ نقل
میرے پاس سے ضائع ہو گئی اس کے بعد میں نے مراد آباد میں تلاش کیا تو مجھے وہاں بھی نہ ملا نیز
حاجی صاحب نے اس خط کو تمام فرمایا مولانا مشکوٹی کو سنایا اس مجلس میں حافظ عہدہ اور مولوی
عبد الرحیم منشی قبل حسین (حاجی صاحب کے بھتیجے) بھی موجود تھے مولانا مشکوٹی نے حاجی
صاحب کے جواب کو نہایت پسند فرمایا اس کے بعد جب مولانا اس مجلس سے اٹھے تو منشی قبل
حسین صاحب نے مولانا سے دریافت کیا کہ حضرت آپ فرما میں آپ کے نزدیک حاجی صاحب کا
مضمون اچھا ہے یا سولواستی استیعیل صاحب کی شرائط مستقیم کا آپ نے فرمایا دونوں بہت اچھے ہیں ۔
اس کے بعد جب مولانا طوائف کر کے عظیم میں پہنچے تھے تو منشی قبل حسین نے پھر پوچھا کہ
حضرت اچھے تو محکم دونوں ہیں مگر آپ کے نزدیک ان دونوں میں کون زیادہ اچھا ہے تو آپ نے
فرمایا کہ حسب عشقی میں سب باتیں ہیں مگر ایک بات یہ ہے کہ اس میں انتظام نہیں ہو رہا اس لیے
حدود شرعیہ اس میں ملحوظ نہیں رہیں گی اس بنا پر میں سب تک اعمال کی طرف سے اس وقت نہیں
توجہ دیتی کہ چند روز کا دن اور دو ہفتے کا وقت ہوا اس وقت طلب حسب عشقی کو چند روز کا دن ۔
اور حسب عشقی اس لیے نکالی جاتی ہے کہ اس وقت سے جو غلط کاریاں صاحب سے نکلے گی ان سے غفلت
نیکی اور حسن میں منتقل ہو جائے گا اور حسب عشقی اس وقت سے کہ حسب حسن انسانی موجب عشقی اور عشق فیض میں بات
انسانیت میں اپنے نہیں (از قلم میر تقی میر) یہ فیملی بھی درست ہی اچھا ہے۔

حکایت (۱۵۵) خان صاحب نے فرمایا کہ میں حسب طریقہ مرتبہ سے عزم نہ کرنا چاہتا تھا۔

حکایت (۱۵۶) نون صاحب نے فرمایا: حضرت حاتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حدیث رضوی زموئی کا ذکر کیا جبکہ اصرار سے پہلے دھڑکیا جی جی نہی نور کیا تھا اور آپ مضطرب ہو کر واپس تشریف لے آئے اور فرمایا کہ مجھے کبھی موزہ نہ مجھ کبھی اڑھاؤ عرض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت یکایک پٹا حقیقت کا تحمل نہیں فرماتے جو ہر کمال کو دیکھ کر آپ پر مشکف ہوتی اور یہ قاعدہ ہے کہ بغیر بغیر میں رو کر اپنی حقیقت محبوب رہتی ہے اور ہم نفس کو دیکھ کر مشکف ہو جاتی ہے جیسے مشہور ہے کہ کسی شخص نے شیر کا پل لیا تھا اور اسے اپنی عریوں میں چھوڑ رکھا تھا۔ شیر کو کھانہ عریوں میں رو کر اپنی حقیقت کی خبر نہ تھی وہ بھی مثل عریوں کے مستین ماہوا تھا اتفاق سے ایک دن بانی پیتے ہوئے اس نے اپنا چہرہ دیکھ کر اپنی شجاعت و ہمت کی تصویر اس کی آنکھوں کے سامنے آئی اور پھر جو عریوں کو دیکھا تو سمجھا کہ میں بھری نہیں ہوں کچھ موری زوب یہ حقیقت پا کر جو عریوں میں لپکا تو بھریوں میں قلب نہ رہا کیا کہی کو پھاڑا کسی کو کھا لیا سی

[illegible]

نے بھی سے (یعنی حضرت مرشدی مہرزاد قزوینیؒ) لکھا کہ کیا مکہ معظمہ کی حاضرت عالیہ صاحبہ رستہ کے
 ہیں۔ بہت شخصیں تھے اور تم سخت دو۔ میں نے کہا کہ مقصود وہاں کا اصحاب ہے۔ حضرت عالیہ
 صاحبہ رستہ اہل طیبہ ہر گز تھے اور مجاہدات نہیں۔ ہم سب تک ہر گز نہیں اعلان کا کام
 نہیں چاہتے۔ اس لئے ہم حرکت سے اعلان کرتے ہیں اور حضرت رستہ سے اعلان کرتے ہیں۔

دکایت (۱۵۸) اُمایک شخص نے حضرت حاتم صاحب رحمہ اللہ پر اعتراض کیا کہ تم نے
دکایت جہان کے معاملہ میں نہ ہوئی تھی مجھ سے بیان کی کہ میں ایک آزاد شخص تھا خدا بھی نہ
پرہیز تھا حضرت سے دعوت کو جی چاہا۔ حضرت سے عرض کیا کہ اُمایک شخص تو بہت نہیں اُر آزاد
رکھا چوے تو دے نہ ہو نہ ہو یہ بھی شرط ہے کہ ایک دنہ نماز پڑھوں گا اور ایک ناچہ کھوسا
حضرت نے منظور فرمایا اور دعوت کر لیا اور فرمایا کہ ایک شہرہ بہادی بھی ہے کہ ہم تھوڑا سا کرنا
وہیں گئے اس کو کرنا تمنا۔ انہوں نے کہا یہ اچھا ہے اس ذکر کا یہ یہ اثر ہوا کہ جب نماز کا وقت آیا
تو حضرت جہان میں غارش شروع ہوئی تب جو تیر بھی اس کے دفع کی کوئی ہی اُمایک نہیں چھٹی
کا قتل مل رہے ہیں کہیں اور تیر کر رہے ہیں ٹھہر چکا تھا نہیں ہو پھر جی میں آیا کہ ہاں حضرت
پانی سے منہ ہاتھ ہی دھوؤں جب دھوئے پھر طیل آیا کہ سب اعضاء تو دھوئے اُمایک مسیح بھی
کروں وضو کا تمام ہوا تھا کہ غارش تو بھی رہ گئی تیر پھر جی میں آیا کہ اُمایک نماز بھی پڑھ لوں کوئی یہ
شرط تھوڑی تھی کہ بالکل ہی نہ پڑھوں گا نماز کا شروع کرنا تھا کہ غارش کا نہ ارد ہوا پھر جب اُمایک
نماز کا وقت آیا ہی غارش پھر نہ اس کوئی اور نماز ہی طرہ شروع کرتے ہی جاتی رہی اب تبھی کہ
ہوئے میں نے (یعنی حضرت جہان) جب تیر کر رہے تھے (حضرت جہان) پھر ہٹھایا ہے نماز ہو گئے پھر
خیال آیا کہ جب تو نماز پڑھتا ہے اور پانچ وقت خدا کے روبرو میں حاضر ہوتا ہے تو جی میں کیا نہ
لے لے جاتا ہے وہ بھی چھوٹ گیا خدا کے انصاف سے اس وقت ان کی بہت اُمایک حالت ہے
نہ تیر ہاں قیوم و خیر و سب پتھر سے ہیں

حکایت (۱۵۹) فرمایا کہ بعض ناموس کا خیال ہے کہ وہ سب سے بامعروف و ناموس ہیں مگر بدنام نہیں کرتے یہ مانگتا تھا ہے یہ کہتا ہے کہ ناموس اور ناموس سے کچھ فرق ہے کہ میں ناموس نہیں مگر وہ کہہ کر ناموس کا خطاب دے کر وہی ناموس کہہ کر وہی نہ مست شریف۔ میں آیا حضرت نے فرمایا کہ جب ناموس ضرورے ناموس کا قبول ہے تم سے نہیں نہیں پڑھنے انہوں نے کہا۔ اس میں جو شرارتیں ہیں وہ وقت ہیں حضرت نے فرمایا کہ شرارت اور چھوڑ دو اور تمہارے کہہ لی چیز ہے کہ اس کی چیز ہے انہوں نے فرمایا کہ تمہارے دلوں میں اس کی غیر مستعدی سب اور بدنامی

حکایت (۱۶۰) فرمایا کہ ایک سودی صاحب جو کہ بھپلا سے جا کوٹنے تھے یہاں آتے تھے کہ میرے ہر ناموسوں کے ایک نمونہ بھی مجھے تھے انہوں نے حضرت سے دعوت کی خواہش ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ میں غیر مستعدی نہ چھوڑاں گا حضرت نے فرمایا کہ غیر مستعد ہے وہاں ایسا باتوں کو پرچیتا ہے کہ فرماتے تھے کہ بدنامی نہ دے نام میں برکت ہے سب انصاف دے کہ ناموس (اس پر حضرت مرشدی تسلیم لگاتے ہوئے کہ ظلم نے فرمایا کہ جہاں انکی برکت ہے وہاں شرانگہ و غیرہ کی ضرورت نہیں) اگر ایک شرط ہو رہی ہے کہ کسی غیر مستعد ناموس کوئی مسئلہ نہ پوچھا جائے مولوی باب صاحب سے پوچھا کہ جو کئی تھے اس کے بعد حضرت نے دعوت فرمایا ایک دروازے کے نزدیک یہ فرمایا کہ میں نے ایک لخت زمین بلآخر اور قریب میں چھوڑ دیا حضرت کو اظہار کی گئی (ایسا کسی عالم کا قصہ بھی سننے میں نہ آئے گا جیسا حضرت نے کیا) چنانچہ آگے آتے حضرت نے منع فرمایا کہ میں نے اسی تحقیق پر ہر مقام پر عمل فرماتے تھے حضرت سے کسی نے پوچھا کہ تو میرا کیا ہے فرمایا مجھے تو نصف آسمان (یعنی کوئی سنت اور قرآن مجید نہ نہیں کہ وہ ناموس ناموس کہہ کر کوئی عوام میں کا خیال نہ تھا کہ میں عقائد انہوں میرا فعل سب ناموس ناموس نہ سمجھتے تھے کہ جو ناموس از کا سودی آپ فتویٰ اس میں کہے (نہا میں شخص بہ حق با علمت) کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر تمہاری رائے یہ تھی تو مجھے یہ بھی سنت ہو بھی سنت اور اگر میری وجہ سے چھوڑا ہے تو میں

دو نے تجلی انی پر یہ تہ سراج فرمائی کہ اگر کسی کے پاس کچھ راپیہ پیسہ ملاں گا ہوا اس کو اختیار ہے صرف کرے تاکہ داری سے پریشانی نہ ہو اسی طرح جس کے پاس کچھ کیلئے کافی خرچ نہ ہو اور سفر کے مشاق پر صبر نہ کر سکے اس کو حج کے لیے سفر کرنا مناسب نہیں۔

حکایت (۱۷۹) فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات تمام تمام رات اس ایف شمع کو پڑھتے پڑھتے رات گئے لڑیتے تھے

سے خدا میں بندہ رہا نہیں ... کریم ہم سر میں پیدا نہیں

یہ حافظ عبد القادر سے ثابت ہے

حکایت (۱۸۰) فرمایا کہ مرتبہ مولانا مشکوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی صاحب سے عرض کیا کہ مجھے روز نہیں آتا کہ اور ذمہ داری پر کثرت سے گریہ طاری ہوتا ہے حضرت نے فرمایا ہاں جی اختیار ہی بات نہیں سمجھی اُنے بھی گناہ ہے پھر تو یہ جان ہوا کہ جب مولانا ذکر کرنے چھینے کتاب نہ ہوتی ہلایا نوٹے لکھیں پھر حضرت سے عرض کیا کہ حضرت پلیس نوٹی جاتی ہیں حضرت نے فرمایا کہ ہاں یہ بھی یہی ہے وہ سخن حالت ہے جاتی بھی رہتی ہے میں پھر یہ گریہ بندم موقوف ہو گیا پھر حضرت سے شکایت کی حضرت نے فرمایا کہ پلیس نوٹ جانیں گی رو کر آیا کرو گے

حکایت (۱۸۱) فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شریک عید بھی منور ہو جائے تو اس کے ذریعہ سے سب منور ہو جاتے ہیں حضرت کے یہاں زیادہ جہانم آسب کا تھا جیسا کہ حدیث میں ہے ان فی الحسد مصعۃ اذا صلحت صلح الحسد کلہ الا وہی القلب .

حکایت (۱۸۲) فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کے یہاں کسی کی شکایت نہیں سنی جاتی تھی اور نہ کسی سے بدگمان ہوتے تھے اگر کوئی نے لٹا اور دھرتی پر جو مسلم متبع بھی فرماتے عمر جب روئے لیتا تو

حکایت (۱۹۸) فرید کو دورا ستر جسکی صاحب سب انکی سولہوی چ سولہ سو تے آیت ملک
لو صاحب راج پر انکھو یا سرتے تھے آں حد میں کوئی اور بھی دانا آقا پر تے کہ بھائی میں نے سدا
باب رنگ نور کھاوت لاریں میں تے نہیں ہے ہند تو ملک تے عازت لے لو

[illegible]

انصاف از احقر لکھنؤ احسن غفر لہ اولوالدیہ

حکایت (۹۰) حضرت مولانا مولوی مفتی حسین صاحب مدظلہ العالی صاحب نے صاحبزادے اور حضرت مفتی انیس صاحب کے بچے تھے آپ کا سلسلہ نسب ترہات سے مولوی غفر حسین صاحب بن مولوی محمود بخش بن مولوی نسیم بخش (ابوہامد بن نسیم صاحب الدین بن شیخ عبدالغفار بن شیخ محمد شریف بن مولوی محمد شریف بن صاحب محمد شیعہ بن ہزارہ الہ ریہ بن شیخ محمد بن شیخ محمد فاضل بن شیخ قطب شاہ ابدانی تعلیم حضرت مفتی صاحب سے حاصل کی تین تعلیم پوری نہ کر سکے پائے تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے اس درغالی سے درہلنگی صاحب رحلت فرمائی اس لیے ہوا۔ تعلیم ظاہری وہ مفتی دہلی میں حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب سے پوری فرمائی جو کہ علامہ عبدالحزیز صاحب کے فرات اور شاہ رورثید تھے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب صاحبزادی سے بھی شادی تھی یہ تھیں تھیں آپ انھیں سے مرید بھی تھے سلسلہ و سب و ہر میں نہ تو ایک سیدھی سادی زندگی نہ کرتے تھے کبھی مسجد میں اور کبھی کبھی مستورات میں داخل فرمایا کرتے تھے گاڑھے کان پر پاجامہ نلی لگی یہ آپ کا لباس تھا میری والدہ صاحبہ جی صاحبہ زانیہ حضرت مولانا صاحب فرمائی تھیں کہ ایک بار میں نے کوئی مطلب کا کرتے حضرت کیسے یہ اوس قوزیب تن فرمے سے اٹھ کر کیا بعد میں میری خوشنودی کو پہنچا کر بعد کی تہذیب کر فرمایا اور فرمایا کہ فرمایا میرے کان پر دیر: اس میں مجھ پر انہو کتاب ہے مولوی برکھجی حوالہ دیتے ہیں کہ سنا کرتے تھے اور مسلمان مذہب و انتہائی خلتی مظاہرہ دیتے تھے میں شرم بہت جانا کرتی تھی میں شب بھر فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ شرم ایک ایسے کونہ میں کوئی جواب نہ دیتا تھے کوئی مسلمان نہ تھا وہاں والوں سے کہا کہ رات کو رہنے بیٹے کوئی نہ تھا۔ قوالیک شخص نے کوفوں کے پاس سے بتایا آپ نے ہم سے رونی تھی میں کوفوں فرمایا تھا کہ ہی شخص رات کو بیٹے کے کھانے میں یا نہ صحت و قوت پر بیٹے نہ تھا شب بتائی سے علم رونی اور شخص کو حاضر خدمت ہوا نہ عرض کیا کہ رات ہو تو

لئے کسی تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ڈار بھی چڑھائے گی۔ ست بار دھمکتے یہ فرمایا کہ آپ نے فرمایا کہ جی، ضرور چڑھایا کروں گا۔ صاحب نے چار روز بعد وضو نہ کیا ہی مٹی پھر لیا یا پڑا۔ انہی ساتویں صاحب نے سنے سے کہنے بغیر وضو نہ کیا پختی شراخ آروں اور انداموں کے علم سے بار وضو نہ کر سکیں پڑھی جاتی ان کے بعد بیٹہ وضو نہ کر رہے تھے۔

حکایت (۱۹۲) آپ نے ساتویں گئے اور چوٹی ایک مریض تھے جس کا کٹڑ ایک بار ہے تھیں پانی پت سے چل کر شب کو کسی گھاٹ میں سرائے میں مسجد میں قیام فرمایا اور اخیر شب میں وہاں سے روانہ ہوئے اتفاق سے رات کو سرائے میں چوڑی ہو گئی تھناری نے ساتھ ایک شخص مسجد میں ٹھہر دیا اور صبح ہی چلا گیا سروروی چور ہے لوگ صاحب کے لیے کہتے ہیں۔ محبت کے قریب آکر پڑ گیا اور کہا کہ تھانہ چلو آپ نے فرمایا کہ تھنجان کے تھانہ میں نہ لے چلو اور کہیں چلو اس پر میں لوگوں نے اور بھی شبہ کیا کہ وہ تھنجان کے تھانہ میں لے گئے اور ایک پانی کے حوالہ کر دیا۔ اس نے حوالہ میں آپ کو کہہ کر دیا تھوڑی دیر میں تھانہ کے قیام سے دیکھا کہ قدم تھنجان میں شمار کیا گیا حوام بہت مشتعل ہوئے اور یہ سمجھ کر کہ تھانہ والے بدھاٹھی ہے اس کی جان نہ۔ اپنے ہونے تھانہ کو لوٹنا چاہتے تھے تھانہ دار خواجہ احمد حسن تھے جو میرے والد امر حوام کے دوست تھے اور مولوی صاحب سے خوب واقف تھے بہت مشکل سے جان بچا کر تھانہ آئے اور مولوی صاحب کو حالات سے بھلا کر اور اقدار کی تحقیق کی پھر لوگ اس پانی پت والے آدمی کی جان کے لیے اپنے ہونے پر آپ کو کچھ کر لیا تھا آپ نے خواب امداد میں سے فرمایا کہ اس کی جان سے تھانہ دار میرے اس کے ساتھ دو عین آدمی کر دے جو اس کو طیر سے پانی بہت پانچا ہیں۔

حکایت (۱۹۳) ایک مریض کا نام حل تشریف لائے تھے ایک شخص مل گیا اس سے دریافت فرمایا کہ کہاں جائے اس نے جواب دیا کہ گاندھ مہاویں منظر میں کے پاس اس کے پاس رہا تھانہ تھا اور آپ نے پانی باقی تھے آپ کے اس سے سلام لے لے اپنے سر پر لٹو پکا نام مل آکر دے

یہ سنا کر جھکی اٹھیں۔

حکایت (ن ۱۲) ایک دفعہ اس پر تشریف لے گئے ایک عورت عاصیہ نے سوتیلی اور حریف
ایک اور عورت نے مجھے خرچ نہیں بھیجا آپ نے سنا کہ یہ دریافت فرمیں اور وہاں سے فیضانِ پیر
تشریف لے گئے اور اس کے ساتھ کوٹوالی کر کے حاکم کے خرچ پیش بھیجا اور

[illegible]

حضرت میں، اپنے ذاتی ہونے کے ساتھ اس کو فرمایا کہ اے فرماؤ کہ تم نے اس میں کیا کیا؟
وہ کہہ کر یہ نہیں سہا کہ میں نے اس کی خدمت میں کیا کیا؟ اس کی امید نہ ہو کہ وہ نہ ہی
پڑھا و اور مغل سے نہ تھا۔ یہ نہیں ہے، اگرچہ اس کی نظر اعلیٰ ہے، وہ تھا کہ اہل حق کا طلب کے لئے میں اپنے
میں اس کو مصیبت نہ سمجھتا تھا۔

حکایت (۲۰۳) فرمایا کہ ایک صاحب کشف حضرت عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر
فراغت پڑھتے تھے، بعد ازاں کھٹکے لئے کہ بھائی یہ توں در تے ہیں، ہاں وہی ہاں ہیں، اب میں فائدہ
پڑھنے لگا تو مجھ سے فرما، نے کہ یہاں کسی مرد پر فائدہ پڑھو، یہاں زندگیوں پر فائدہ پڑھنے آئے، تو
یہ کیا بات ہے، اب لوگوں نے بتایا کہ یہ شیعہ ہیں۔

حکایت (۲۰۴) فرمایا کہ حضرت حافظ محمد صاحب نے اپنے مرشد حضرت میاں خیر کے ہمراہ ان کا بڑا
بغل میں سے کرور توبہ و نذرانہ میں ڈال کر بھجوانا چاہتے تھے، اور ان کے صاحبزادے کی سسرال
بھی وہ ہیں، تھی لوگوں نے عرض کیا کہ اس حالت سے جا، مناسب نہیں، وہ لوگ بھیر سمجھ کر کہیں
رشتہ توڑا، اہل حق صاحب نے فرمایا کہ رشتہ کی ایسی قسمیں میں جانے میں اپنی سعادت ہرگز نہ
چھوڑاؤں گا۔

حکایت (۲۰۵) فرمایا کہ ایک نو جوان حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں آیا، کہ میں
حضرت کی برکت سے اس کی کچھ حالت بہ لئے لگی، اس سے باپ نے حافظ صاحب سے شکایت کی
کہ جب کہ لڑکا آپ کے پاس آئے، لکھنا یا حافظ صاحب نے جو شے میں فرمایا کہ ہم کو تو بھلا دینی
آج ہے، ہمیں بھی تو کسی نے بھلا دیا ہے، ہم کسی کو بلائے، تو وہ ایسی ہیں، جس کو شوق ہو، وہ
پاس نہ آئے، ہمیں تو بھلا دیا ہی آتا ہے۔

حکایت (۲۰۶) فرمایا کہ حافظ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی درخواست پر حضرت میاں خیر نے
دست سے ۲۰ لکھ لکھ دیا تھا، مگر یہ ہر خدمت میں حاضر ہوتے، بچے، مگر مطلق نہیں کیا، اب

صاحب سے (دو عام شہ: مہر افغنی صاحب و نہ نہ) تھے اس لیے دریافت کیا کہ شاہ سید الہی نے
 نہ سے پڑھیں۔ مولانا نے فرمایا شاہ اسحاق صاحب سے، تاہم اسحاق صاحب سے بھی واقف نہ
 تھے بلکہ پوچھا کہ شاہ اسحاق صاحب نے کس سے پڑھیں؟ مولانا نے فرمایا شاہ عبدالعزیز صاحب
 سے وہ شاہ: عبد العزیز صاحب سے واقف تھے جب ان کا نام سنا تو فرمایا کہ اب میں تم کو سند دیدوں گا
 کہ یہ بھی فرمایا کہ شاہ الہی اند طولی کا درخت ہے جس جس طرح جہاں جہاں طولی کی شاخیں ہیں
 وہاں درخت ہے اور جہاں اس کی شاخیں نہیں وہاں جنت نہیں ہے لہٰذا جہاں شاہ الہی کا سلسلہ ہے
 وہاں جنت ہے اور جہاں ان کا سلسلہ نہیں وہاں جنت نہیں اس کے بعد انہوں نے مولانا کو مدد کی
 سند دیدی خان صاحب نے فرمایا کہ یہ قسم میں نے خود مولانا کو قوی سے سنا ہے

حکایت (۲۱۳) خان صاحب نے فرمایا کہ مولانا کو قوی و عطا نہ کہتے تھے اگر کوئی بہت ہی اصرار
 کرتا تو تہہ پتہ تھے یک مرتبہ کسی نے اصرار کیا تو فرمایا وہ عظیم و مہربان کا کام نہیں اور نہ ہمارا وعظ
 ہے مگر جو سکتا ہے عطا کا کام تھا مولانا: متخیل صاحب شہید کا اور نس کا وعظ موثر بھی تھا دیکھو اگر
 کسی کو پانچ اور پیشاب کی حاجت ہو تو اس کے قاب میں اس وقت تک ہے یعنی رات ہی ہے جب
 تک وہ من سے فراغت حاصل نہ کر سکے اور اگر وہ کسی سے باتوں میں بھی مشغول ہو جائے یا کسی
 ضروری کام میں لگا ہوتا ہے تو اس وقت بھی اس کے قب میں یا خانہ پیشاب ہی کا قحط ہوتا ہے اور
 طبیعت اس کی ایسی مرتبہ ہوتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ جلد سے جلد اس کا مرتبہ فراغت پا کر
 قضاے حاجت کیلئے جائز ہو اس کی طبیعت و عطا اور اس کے وعظ کی تاثیر سے نیچے تم از م اتنا
 قہ قہ سے ہدایت و تضرع درود چاہیے جتنا کہ یا خانہ پیشاب کا اثر اتنا بھی نہ ہو تو وعظ و عطا کا اثر بھی
 اور اس کا وعظ مہر ہو سکتا ہے ہم لوگوں کے قلوب میں ہدایت کا اتنا قہ ضابطہ نہیں جتنا کہ یا خانہ
 پیشاب کا اس لیے نہ ہم وہ عطا کرنے میں کوتاہی نہ ہمارا وعظ موثر ہو سکتا ہے ہاں یہ تحاضہ مولوی
 و متخیل صاحب کے دل میں پورے طور پر موجود تھا اور جب تک وہ ہدایت نہ کر لیتے تھے ان کو

ہیں نہ آتا تھا نہ چنانچہ وہ ایک ایک دن میں تیس تیس جگہ عطا کئے تھے اس لئے وہ عطا کے اس تھے
اور ان کا عطا سوشل بھی ہوتا تھا۔

حکایت (۲۱۳) خان صاحب نے فرمایا تقسیم مہد السلام علیہ آبادی کو ملے ملا مولانا نور محمد کی
خدمت میں رہنے کا بہت شوق تھا مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ جب ترسوانا کی خدمت میں جاوے
مجھے اپنے ساتھ ضرور لے چنا لیکن مجھ پر نسب کے دل میں ایک شبہال جہرمینا تھا اور وہ یہ کہ حکیم
صاحب بہت خوش بیان اور گویا آدمی ہیں، اجداد علی شاہ کے طبیب خاص بھی رہے ہیں اور حضرت
مولانا کی خوش چالنی اور پرگوئی (یعنی مصلحتی نظام) یا تو وہ عطا میں ہوتی ہے یا سستی پر جانے میں اور
معمولی گفتگو ان کی قہمائی ہے اور یہ زمانہ مولانا کی خلافت کا تھا اور اس وقت نہ ہوتے تھے اسیلیہ ایات جو
کہ مولانا سے ملتے تھے بعد یہ ان کو خاطر میں نہ لائیں اور ان سے بد اعتقاد ہو جائیں اور اختلاف
خیزا کے سبب میرے اور ان کے لطفِ صحبت میں رخسہ واقع ہو گیا جس میں حضرت مولانا کی
خدمت میں حاضر ہوا تو ان کو ساتھ نہ لے گیا جب میں واپس آیا تو بہت ناخوشا ہوئے اتفاق سے
میرا دوبارہ مولانا کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ ہوا مگر اس مرتبہ بھی میں نے ان سے اطمینان
نہیں کیا لیکن تقسیم صاحب کو کسی ذریعہ سے میرا ارادہ معلوم ہو گیا اور وہ خود دہانہ میں ٹیک لپے
ہوئے میرے پاس آئے اور کہا کہ میں بھی تیرے ساتھ چوں گا اب توشیح بخود ہوتی اور ہم تین
توہی میں اور حکیم صاحب اور محمد خاں صاحب اور جی مولانا کی خدمت میں روانہ ہو گئے جس
وقت ہم دیوبند پہنچے ہیں اس وقت آفتاب غروب ہو گیا تھا اور ہم نے مغرب کی نماز اس مسجد میں
پڑھی جہاں کچے کھڑے ہوتے ہیں نماز پڑھ کر ہم ٹیوں پیدل حضرت مولانا کی خدمت میں روانہ
ایک بازار ہے شہت احمد بازار ہے جس کے ناموں سے شہر آباد ہے مولانا نے فرمایا کہ
وامامہ ان لا یلحقہ ولا یحزن علیہم ولا یفک فی ضیق معا یمکرون ولولہ تعالیٰ لعلک جامع عسک اند
لا یکرہوا وولولہ تعالیٰ امامہ اسعی ثابت لا تصدی ولولہ تعالیٰ من اعندی فاسما یقتدی لیس
ومن ضل لیسما یصل علیہا وما است عنہم برکات وبعہا من الایات لیکرہوا من آیت شہدہ وہ یہ
میر میں دشمنی کشاں وافضاء الی الاخلاق فی الصیرورات الدیمہ او الدیمہ کہ (۱۱۱) (۱۱۱)

موراد کلام کا اور میں نے سنا کہ میں نے اس کا حق کہ مولانا سے کوئی تعلیمات پوچھ کر تو نے میرا جواب دیا کہ عظیم عبد السلام ایسا کہتے ہیں انہوں نے اس پر بھی یہی کہا کہ ہم تو مولانا کو تظیف نہ دیں گے چاہے عظیم عبد السلام متفہم نہ ہوں۔

خدا کی شان کہ اسی روز عظیم مغیث الدین صاحب سار پوری کے صاحبزادے عظیم مشتاق احمد صاحب مولانا کی خدمت میں آچھپے اور مولانا سے عرض کیا کہ ایک پوری نے آخر قرآن پر یہ اعتراض کیا کہ قرآن میں تو ریت و انجیل کی نسبت محرف ہوئے کا یہ دعویٰ کیا ہے اور قرآن ہی میں اس کا بھی اقرار ہے کہ خدا کے کلام کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ یہ قرآن کا صریح تعارض و مناقض بیان ہے یہ سن کر مولانا کو جوش ہوا اور تقریر جواب شروع فرمادی اور دین کے آئینے سے کھانے کے وقت تک تقریر فرمائی اور عظیم مشتاق احمد صاحب کھانے کے بعد چلے گئے ظہر کے بعد عظیم عبد السلام نے پھر یہی مضمون چھیڑ دیا اور مولانا نے ظہر سے عصر تک یہی مضمون بیان فرمایا اور مغرب سے عشاء تک یہی مضمون بیان فرمایا اور عشاء کے بعد پھر یہی مضمون شروع کر دیا اور عظیم عبد السلام نہایت شوق سے اس مضمون کو سنتے ہوئے عشاء سے حضور عشاء کے بعد چلے گئے جب میں نے یہ دیکھا کہ رات بھر گزر گئی تو میں نے اشارہ سے عظیم عبد السلام سے کہا کہ اب اٹھ جاؤ مگر وہ نہیں اٹھے تو زبردستی بعد میں نے پھر کہا پھر بھی نہ اٹھے جب بارہ بج گئے تب میں نے زور سے کہا کہ عظیم صاحب اٹھیے یہ بوقت ہو گئی اور اب مولانا کو آرام کرنے دیجئے تب عظیم عبد السلام اٹھے اور تقریر ختم ہوئی مولانا کو کھانسی کا مرض تھا پھر آج ایسا اتفاق ہوا کہ اٹھنے تقریر میں ایک مرتبہ بھی کھانسی نہ اٹھی اور تقریر کی ہر جگہ میں ذرا پھر بھی خلل نہ آیا اب تو عظیم

آپنا جواب دیا کہ لا یدخل الکعبة فی طرہ لہم دینا کے جواب دینا یہ کہ وہ اس وقت میں نہ آئے تھے اسلئے کہ وہ دینی میں کاسل رہا جب عرض کیا کہ یہاں آجائے تو میں نے عرض کیا کہ قرآن مجید ہے قرآن ہی ہے وہو الذی امر بالہکون الکتاب مصلوات کی خدمت میں کا سبب یہ کہ قرآن ہی ہے لہذا لہفظوں اور لغات سے یہ کام ہے میرا حدیث میں یہ مصلحتی حافل الشاعر کلمت لہدی کا مہم لہد

صاحب مولانا کے نہایت معتقد ہو گئے اور وہ اس سے بھلائی مانگتے چلتے ہوئے اٹھے مجھے انہی کی حالت تو معلوم ہوئی مگر میں نے ان سے کچھ نہیں کہا۔ اس کے وقت عظیم عبد السلام اور قاسم روانہ ہوئے عظیم صاحب کو پہنچنے پہنچے مولانا کی محمود الحسن صاحب کا حافظ احمد مودق عبد السمیع اور دوسرے اشخاص اسٹیشن تک آئے اسٹیشن پر پہنچ کر میں نے عظیم عبد السلام کے وہ نوں، مجھ پکارے۔ وہ میں نے نماز پر سولہ جو کچھ آپ نے مجھ صاحب سے فرمایا تھا وہ میں سن چکا ہوں آپ فرمائیے کہ آپ نے مولانا کو کیا پایا اس پر عظیم صاحب نے فرمایا اس کا جواب ایک قصہ پر موقوف ہے پہلے وہ قصہ سن لو وہ قصہ یہ ہے کہ بلال جو وہ قصہ سننے کی بجائی ہوئے کے اور بلال جو وہ عبد نعیم صاحب اور وہ غلام علی صاحب سے مستفید ہوئے کے میرے والد کے اندر رجسٹریٹ غالب تھی حالانکہ وہ کسی چٹائی سے مستفید نہ ہوئے تھے اور اس بنا پر ان کی کیفیت یہ تھی کہ جس جگہ یہ سوتے تھے کہ وہاں کتاں سے خود صورت ہے تو سفر کر کے اسے دیکھنے جاتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ انہیں معلوم ہوا کہ یہ جگہ اور میں کوئی تصویر لے بہت حسین ہے پس وہ اسے دیکھنے کے لیے چلے پور روانہ ہو گئے اور جا کر اسے دیکھ آئے حالانکہ یہ سفر بہت لمبا ہے بلکہ ان زمانہ کے حالات اس طرح تھے کہ انہیں معصوم ہوا کہ انہیں قلعہ سے بہت دور مقام پر کسی کے زمانہ بانسی حصار سے ولی اونٹنی آئی ہے جو بہت خوبصورت ہے۔ یہ سن کر اس اونٹنی کو دیکھتے روانہ ہو گئے۔ اور وہاں پہنچ کر اس اونٹنی کو دیکھا اور اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اس کا سر جھکایا اور اس کی پیشانی پر یہ سہ بیکر فرمایا کہ تمہارا ظہور فرمایا ہے۔ غرض یہ ان کی حالت تھی اب اس کو کہ لکھوئے صرف میں ایک مقام پر ایک عالم رہتے تھے وہ ایک نر کے پرانے تھے اور اس کو بہت محبت سے پرہاتے تھے جب والد صاحب کو اس کے حسن کا قصہ معلوم ہوا تو وہ حسب حالات اسے دیکھنے پہنچے جگہ پہنچے جس مسجد میں وہ رہتے تھے

۱۔ سلفیہ مذہب میں ۱۰۰۰ سے زائد انسان تھے جو ان کا عقیدہ ان کے پاس

نہ تھا وہ ان کے پاس نہ تھا

۲۔ یہاں کوئی نہ تھا

۳۔ یہاں کوئی نہ تھا

۴۔ یہاں کوئی نہ تھا

۵۔ یہاں کوئی نہ تھا

ان سے جمعہ کے مولوی مسیح صاحب اور سب سے پہلے نے نو دن محمد بنیٰ صاحب سے پوچھا کہ فرمایا کہ میں نے وہ شخصوں کو دیکھا ہے کہ وہ مولانا سے بیعت پانچنی نے ساتھ یا میں کرتے تھے ایک مولوی محمد منیر صاحب وہ نے مولوی امیر الدین صاحب جو حال کے امام جامع مسجد دہلی کے چچا تھے مولوی محمد منیر صاحب کو صرف تمام میں مولانا نے خط لکھتے تھے کہ مولوی امیر الدین صاحب تو اب ہے سے غفلت کرتے تھے ایک مرتبہ مولوی امیر الدین صاحب سے کسی نے پوچھا کہ آپ مولانا نے ساتھ اس قدر چچا کے ساتھ انھیں کرتے ہیں یا نہ تو یہ کہہ کیا کہنے تو مولوی امیر الدین صاحب نے فرمایا کہ میں یا امیر صاحب میں اس امر کے متعلق نہیں کرتا اور اب سے کام لیتا ہوں تو ان ہی سے نہ رہتا ہے اس لیے میں اب پر اس کی حواشی کو نہیں دیتا۔

[illegible]

۱۔ چنانچہ اس طرح کے واقعات ہر روز ہوتے ہیں اور ان کے اثرات ہر روز ہوتے ہیں۔
۲۔ ان کے اثرات ہر روز ہوتے ہیں۔
۳۔ ان کے اثرات ہر روز ہوتے ہیں۔

[illegible]

نہایت سادہ سب پر نہایت اذیت تھے۔ انھی نے یہ کہہ کر کہ یہ تو اسی عقیقہ کا تھا جس میں آتش
 بات اور سن و سہ میں وہ بڑا ناخوشی سے جلتے تھے۔ انھوں نے ان کا نہایت معتد بھی تھا لیکن ان کی
 باتیں میری سمجھ میں نہیں آتی تھیں اس لیے میں سن کر ان کی بات کا عقائد رکھتے ہوئے اسے قہر کیا
 کہ ہاتھ کا ٹوک مولانا کی طرف کرتے ہیں مگر میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ ان کی کس بات کی تفسیر
 کرتے ہیں اب پھر قصہ سنو مولوی محمد مسکن صاحب ہمدانی ان زمانہ میں خوارزم میں رہتے تھے
 مولانا ناخوشی بھی خوارزم تشریف لے آئے اور مولوی عبد الرحمن صاحب مورچہ وادوں کے مکان
 پر قیام فرمایا مولانا کیسے چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور میں ان کے سامنے سونہ سے پر بٹھاتا تھا جس
 امر حال مورچہ والے تشریف لے آئے اور آکر مولانا کی پانچھول بٹھائے اور تھپنے کے بعد مولانا
 سے دریافت کیا کہ حضرت بعض اشعار مولوی رہی تے اور شیخ فرید الدین عہد کے اور شیخ سعدی
 کے اور بعض سے شعر و فکر کے ایسے ہیں جو قریب قریب کفر سرس کا کے ہیں لیکن اچھے اچھے علماء
 کو یہ خاص ہے کہ وہ ان اشعار کو حد کفر سے خارج کرنے میں اسکا کو خش کرتے ہیں اور انہیں سے
 ممکن تاویل کی صحیح کی کرتے ہیں لیکن ہمدانیہ ہیں کہ ہم مولانا کو حد کفر کے قول کی
 مخالفت کرتے ہیں اور اب حلیہ کے قول کی توجیہ نہیں کرتے۔ غرض ہمدانیہ کے لوگ جب اہم
 نہ حلیہ کے قول کو نکرور پاتے ہیں تو ان کو چھوڑ کر اہم کو حد کفر کے قول پر فتویٰ
 دیتے ہیں اور اہم کو حلیہ کے قول کی تاویل نہیں کرتے اس میں کیا لذت ہے اس سوال کے جواب
 میں مولانا نے مجھے مخاطب کیا اور فرمایا کہ میں نے اس کا خاصہ مجھے یاد دہلیا ہے اور تقریر ہمدانی
 مکتوفہ نہیں رہی اور خاصہ یہ ہے کہ اب حلیہ نے ایمان کے مقابلہ میں ایمان حلیہ کے ایمان
 آپ کے ہاتھ میں ہے اس حلیہ کے قول کے ساتھ ساتھ ان کے عقائد پر یہ بات ہے کہ ان کے عقائد نے یہ
 قول اہم کو توجیہ نہیں دے سکتا کہ ان کی توجیہ ہمدانیہ کے عقائد سے اس کا جواب نہیں ہے یہ تاویل شریک
 ان کی تاویل کے ساتھ نہیں آتی ہے بلکہ ان کے عقائد کے ساتھ نہیں آتے۔ ان کے قول کے ساتھ ان کے عقائد کے ساتھ نہیں آتے
 ان کے عقائد کے ساتھ نہیں آتے بلکہ ان کے عقائد کے ساتھ نہیں آتے۔ ان کے عقائد کے ساتھ نہیں آتے بلکہ ان کے عقائد کے ساتھ نہیں آتے
 ان کے عقائد کے ساتھ نہیں آتے بلکہ ان کے عقائد کے ساتھ نہیں آتے۔ ان کے عقائد کے ساتھ نہیں آتے بلکہ ان کے عقائد کے ساتھ نہیں آتے

بہت ضعیف ہیں اسلئے اگر ان کے اقوال کی توجیہ نہ کیجئے تو لوگ بے دریغ بن کی تکفیر کر دیں گے اور یہ ضیق کا ایمان اس قدر قوی ہے کہ اگر ان کے تمام مسائل کو بھی ضعیف کر دیا جائے تب بھی ان پر کسی بدگمانی کا خطرہ نہیں ہو سکتا اسلئے جو ضیق کے اقوال کی توجیہ کی ضرورت نہ ہوئی اور ان برہمگوں کے اقوال کی توجیہ کی ضرورت ہوئی اور مجھ پر مولانا کی اس شدت آمیز تقریر کا یہ اثر ہوا کہ میں مولانا کی تقریر کو سمجھنے لگا اور میرا وہ خطرہ دور ہو گیا کہ لوگ ان کی اس قدر تعریف کیوں کرتے ہیں۔

حکایت (۲۱۸) خان صاحب نے فرمایا کہ خورجہ میں ایک شخص تھے، جی محمد اسحاق خاں، نماز پابند، صوم و صلوات اور ذاکر و شافع تھے یہ صاحب مولانا خان قوی سے ایسا تھے اتفاق سے ایک مرتبہ دو تین روز مسجد میں نہیں آئے میں سمجھا کہ شاید کچھ بیمار ہو گئے ہیں اس لیے میں ان کی عبادت کے لیے گیا جا کر دیکھا تو ایک کو فیزی میں چپے تھے اور کانٹوں میں روز ٹھونس رکھا تھا میں نے پوچھا کہ کیا حالت ہے تم کئی روز سے نماز کیلئے نہیں آئے انہوں نے کہا کہ اچھا ہوں مگر کوئی چار روز سے ایک سخت عذاب میں مبتلا ہوں وہ یہ کہ جب کوئی گاڑی نکلتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے لوہے پر چل رہی ہے اور جب میلوں کے رخسار اجاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ میرے لٹکا ہے اور جب کون میں آپس میں لڑائی ہوتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ میرے کاٹنے چلا۔ جب چٹکی چلتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ گیہوں کے بے لے میں نیس رہا ہوں لڑکے بھاگتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ مجھ پر دوڑتے ہیں اس لیے سخت تکلیف میں ہوں اور باہر نہیں نکل سکتا اور بچکی کی آواز سن سکتا ہوں اسی لیے میں چھپا ہوا بیٹھا ہوں اور کانٹوں میں روز ٹھونس رکھا ہے میں نے کہہ کر اپنی اس حالت کی مولانا (جنرالی) کو اطلاع دو انہوں نے کہا کہ تم ہی لکھ دو میں نے کہہ کر تم لکھ کر مجھے دیدار میں اپنے خط میں بھیج دوں گا انہوں نے اپنی حالت لکھ کر مجھے دیدی اور میں نے اپنے

مریض کے رنج و افسوس کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ اس زمانہ میں دہلی میں تھے مولانا نے خواب دیکھا۔ اس کا جواب لکھ کر برے نہیں ہو سکا۔ تمہارے منہ و دہرے پانچلے آئینہ چنانچہ یہ سکتے مولانا نے کچھ نہیں کیا صرف کوروا و اشغال کے لوازمات بدل دئے۔ یہ شخص دوسرے ہی دن اچھے ہو گئے۔

حکایت (۲۱۹) خان صاحب نے فرمایا کہ مولانا فوتی نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں خان صاحب کی چھت پر کسی لوہی شے پر بیٹھا ہوں۔ درختوں کی طرف میرا منہ ہے اور اوجھڑے ایک درخت آتی ہے جو میرے پاؤں سے ٹکرا کر جاتی ہے اس خواب کو انہوں نے مولوی محمد یعقوب صاحب پر اور شاہ محمد اسحاق صاحب سے اس عنوان سے بیان فرمایا کہ حضرت ایک شخص نے اس قسم کا خواب دیکھا ہے تو انہوں نے یہ تعبیر دی کہ اس شخص سے نہ بپ منگی کو بہت تقویت ہو گی اور وہ پکا منی ہو گا اور اس کی خواب شہرت ہو گی لیکن شہرت کے بعد اس کا جلدی انتقال ہو جائے گا اور میں نے یہ جواب اور اس کی تعبیر دیا کہ مولانا فوتی سے سنی ہے مولانا کا کاندہ تھا کہ جب عام لوگوں میں اس خواب کو بیان فرماتے تو فرماتے ہیں کہ شخص نے ایسا خواب دیکھا تھا لیکن انہیں لوگوں سے فرہم ہے تھے کہ یہ خواب میرا ہے جب مولانا نے مجھ سے یہ خواب بیان فرمایا اس وقت میں اکیلا تھوڑے دنوں کا بیمار تھا اور مولانا نے مجھ سے بے تکلف اپنا نام لیا تھا۔

حکایت (۲۲۰) خان صاحب نے فرمایا کہ خواب انقسم علی خاں کے یہاں ایک قصہ خوابوں کو کہ تھا کہ یہ قصہ خوابیں بدروم کا قصہ خواب تھا اور اس سے بڑھ کر دہلی میں کوئی قصہ خواب نہ تھا خواب صاحب کے یہاں اسے تیسرا دن ہوا۔ دار تنخواہ ملتی تھی اس کے اندر یہ کہاں تھا کہ کیا مانی بکایا تو حیرت اور محسوس قسم کا قومی دروازہ اس کی اس طرح نفس کر دینا تھا کہ اصل اور نقل میں فرق نہ ہو سکتا تھا ایک مرتبہ مولانا فوتی نورجی صاحب لائے اور انھیں خواب سے مولانا کی دعوت کی یہ قصہ انہوں نے فرمایا کہ یہ ہے کہ مولانا نے فرمایا ہے کہ خدا سے — — — یہ ہے کہ وہ بخان کے لوازمات سے ہیں۔ (۱)

نہ کر پتے حقیقی و محبت کا اظہار ہے اور وہ اس کمر شوکت نفس ہے جو مانع سے اس محبت و عقیدے سے کہ وہ ان خاموشیوں کو افح کرنا ہے جو اس کا سبب ہو اس کا سبب یہاں اس کی بدولت اس کی خدمت میں پیدا ہوئی ہیں اسی لیے روزے میں مقرر کیے گئے اور حج کو وقت رمضان کے بعد سے شروع کیا گیا کیونکہ آخری وقت حج ہے (۱۰-۱۱) وادخل ہے کہ رمضان تک (باہر حال غایت کہ اس میں بیٹہ ہو جس میں) بعد ازاں کمر کے ٹکٹاؤ سے بھی کم ہے انہیں مریضہ پہنچے تھیں مسلسل (یعنی روزے) تجویز کئے گئے اور ان سب کو ایب میں (یعنی رمضان میں) جمع کر دیا گیا (کہ انہیں روزے فرض کر دیے) تاکہ دس مہینوں میں جس قدر نفس نادر ہو جو جد سے عشق و محبت کے جذبات میں خدی نور ظلال آیا ہے ان مہینوں سے اس کی صفائی ہو چوے ہو وہ اس قابل ہو سکے کہ محبوب کے در و درت پر حاضر ہو کر صحیح طور پر اپنی محبت کا اظہار کر سکے اور جب رمضان میں وہ ان مہینوں سے اس قابل ہو گیا تو اب آخر سوال ہے اس کو اجازت ہونی کہ اب قوا اور اگر اپنی محبت کا اظہار کرے اور یعنی اس وقت سے حج کا وقت شروع ہو گیا اور اس کی ایسی مثال سمجھو جیسے بادشاہ اپنے اہل دولت کو جشن ستائی کی شرکت کے لیے اعانت دے اور اس کے ساتھ یہ بھی عزم دے کہ سب لوگ خوب نماز کرو اور اعلیٰ اعلیٰ فرشتوں کو لگا کر در محدودے سے دوپہ شاکیں پہن کر غرض پوری طرح شرکت جشن کے قابل ہو کر شرکت جشن ہوں سو غائب ہے کہ شرکت جشن مقصود ہے اور باقی امور اس کے تابع جب یہ بھی ذہن نشین ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ نماز اور حج اور ان مقصودہ ہیں اور زکوٰۃ اور روزہ ان کے تابع تو اب اس مقصود ستونچنا ہے سورۃ فائدہ سُورَةُ نے اپنی حیات میں صدیق اکبر کو امیر حج بنایا اور یہ ہر آدمی کی موجودگی کے اس خدمت پر آپ کے سوا کسی کو روکا مقرر نہیں فرمایا ہیں اسلام نے ایک ایسے شخص نے متعلق آپ کا استحکام عملی ثابت ہو گیا اور اس نے حصہ میں اس کے لئے حج روزہ کے متعلق بھی استحکام ثابت ہو گیا پھر آپ نے اپنے مظلوم وقت میں خدمت ناست صلوة آپ کے سپرد کی اور سزاہ وقت کی نمازیں اپنے سامنے آپ سے پڑھو میں اور یہ جو مقام صدیق اکبر پر پوری ہے یہ خدمت صدیق اکبر کے سوا کسی اور کے سپرد نہیں فرمائی نہیں نماز کے متعلق آپ

[illegible]

حکایت (۲۴۱) ننان صاحب نے فرمایا کہ آئندہ مرتبہ مولانا کو قوی نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وصیت بیان فرماتے ہوئے بیان فرمایا کہ اور مختلف آدمیوں کی نسبت حدیث میں قطعا حسب وارد ہوا ہے نہیں حضرت عائشہؓ کو احباب فرمایا ہے کہیں حضرت زائدہؓ کو کہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو وغیرہ وغیرہ لیکن ابو بکر صدیقؓ کی نسبت حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ان میں خدا کے سوا کسی کو ظلیں نہ ملتا تو وہ جبر کو مانتا اور یہ بات (جس میں ماورائیات ہو) کسی دور کے لیے ضعیف فرمانی حسب یہ معلوم ہو چکی تو اب سمجھو کہ خاص خاص مردوں کی خاص خاص خصوصیات ہوتی ہیں مثلاً جس مادہ میں فہ کی جگہ (یعنی فاء تھیں کی جگہ) ش ہو گا اس کے معنی میں طو کے معنے پانے جائیں گے جیسے شرف شراب، شیطان وغیرہ وغیرہ اسی طرح جس مادہ میں فسق کی جگہ ثا ہو گئے اس میں طمغ کی اور میوئی کے معنی پانے جائیں گے جیسے غلب خلوص اخلاص خلاق وغیرہ حسب یہ معلوم ہوتا یا تو اب یہ سمجھو کہ محبت کا تصدیق قاب سے ہے اور قاب میں بوت سے پر دے ہوتے ہیں اور اس کے پیچ میں ایک خادو رہتا ہے جس نام محبوبوں کی محبت کا لقب کے پردوں میں ہوتی ہے اور ٹھیل کی

ہم یہ نہیں لیا کرتا اور مصلحت یہ ہے کہ کبھی آدمی کے پاس ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا سفر میں اپنے دوستوں سے ضرور ملاقات ہوتی ہے اب کسی نے پہلے سفر میں کچھ دیا تھا اب اس سفر میں اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے تو یہ وہ ملے سے کترا لیا گیا مرنے کا تو جمعیت پر ضرر مند مگر کے ساتھ ملے گا

حکایت (۲۲۷) خان صاحب نے فرمایا کہ جن اراکوں کا اخلاق بہت برا ہے ان سے حقوق کی اصطلاح نہیں ہوتی اور فرمایا کہ مولانا نوٹوں کو نہایت وسیع اخلاق تھے مگر اصلاح کے معاملہ میں اخلاق نہ دیکھتے تھے اور مریدوں اور متعلقین پر برابر روک ٹوک کرتے تھے ایک مرتبہ مولانا خود چہ تشریف لائے مولوی فضل رسول یہ ایوانی کا تذکرہ میں کیا میری نسبت سے جانتے فضل رسول (جسٹس) فضل رسول (بصلاً ممد) نکل گیا مولانا نے ناخوش ہو کر فرمایا کہ لوگ ان کو یہ کہتے ہیں میں نے سنا فضل رسول آپ نے فرمایا کہ تم فضل رسول کیوں کہتے ہو۔

حکایت (۲۲۸) نواب محمود علی خاں صاحب مولوی محمد قاسم صاحب سے ملاقات کے بعد متنی تھے مگر مولانا بھی ان سے کبھی نہیں ملے چنانچہ دوسرے دن مولانا سے میری ملنے آئے مولانا مرتبہ علی ٹکڑھ ٹکڑھ مولانا کو ان کے آنے کا علم ہوتا مولانا شہر چھوڑ کر کیس چل رہے تھے اور فرماتے کہ نواب صاحب سے دو باتیں کہنا ایک یہ کہ نواب صاحب غازی آباد کے متعلقین پر مسجد بنوائیں اور دوسری ایک بجز یہ کہ تھی اگر وہ اسے کریں گے تو میں ان کی پانچ کاپیاں بکڑ کر چلوں گا دوسری بات کو سن کر نواب صاحب نے ہنسے لگے اور یہی بات ہی نسبت فرمایا کہ میں کوشش کر چکا ہوں مگر منظوری نہیں ہوئی۔

(منقول از امیر اراکات)

حکایت (۲۲۹) خان صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا نوٹوں خود چہ تشریف لائے گئے وہاں کے پھانوں میں ایک ٹھنسی دن مست خان تھی نہایت خوش گلوں اور فن سرود سے واقف تھے کسی مصیبت سے یہ نہ لیا جاتا کہ جس کی جگہ سے ٹھنسی تھی وہ بھی بہت سے لوگ ہیں جن کو

صاحب مولانا نے نہایت ہی اہمیت دیا ہے کہ وہ ہزاروں کے خلاف ہو

اگر نہ تھے تو ان کے لئے وہاں کے لوگ نہ تھے نہ ان کے لئے وہاں کے لوگ نہ تھے نہ ان کے لئے وہاں کے لوگ نہ تھے

وہ ایک اندھیر سے بھوپھاتے پاس آنے پر پوچھا صاحب کھانا پکانے کے شو قہیں تھے اس وقت بھی
 یہی مسئلہ تھا کوئی پیاز نہ رہا تھا کوئی معاصر نہیں رہا تھا کوئی آٹک جلا رہا تھا بدبھشنی پانی گھر رہا تھا
 کہ دن مست خاں نے اچانک حضرت حافظ شیرازی کی یہ غزل شروع کی۔

خام تر کس دست تو تہہ را اند

پتھر ایسا مہل باندھا کہ پتھر کترے والے کے ہاتھ پیازوں پر رہ گئے ہسٹھنسی کا ہاتھ مشکلہ اور
 گھڑے پر رکھا رہ گیا غرض جو جس حالت میں تھا ہی میں ششدر و حیران ہوا گیا

یہی دن مست خاںؒ تو قوی کی مجلس میں آئے ہر ۲۲ لوی عبد اللہ صاحب منہ گھرا بھی نے (جو
 وہاں کی پشت پر تھے) دن مست خاں کو (جو مولانا کے سواچہ میں تھا) بلا کر دیکھا اور راستہ
 کے ساتھ ٹرہو ہر دوسے حکم دیا اس نے یہی حافظ کی غزل شروع کی اور ایک قوجہ شعر پڑھا نہ خود
 خود کہ گیا اور کہا مولانا آپ تو مجھے پڑھتے نہیں، بیٹے اور بعد میں کہنا جب کہ اوکرتا تھا جب ہی
 کوئی اچھی زبان پر آکر رکھی جاتی اور اسے باری تھی لیکن مولانا نے ان کے گھٹے کی تحریف زبانی
 جب مجلس پر خاست ہوئی تو مولانا نے مولوی عبد اللہ کی طرف خلاف غلات نہیں بھیجیں ہو کر
 دیکھا اور فرمایا مولوی صاحب یہ کیا بات ہے کہ آپ نے میرا بیجا مظلوم کئے اس سے ایسی
 فرمائش کی اور پھر فرمایا کہ میں جس طرح سو فیوں میں بدنام ہوں وہی طرح مولویت لے گا وہ بھی
 مجھ پر ننگا ہو ہے اس لیے پھونک پھونک کر تدمر گھناؤنا سا بے اثر مولویت کی قید نہ ہوئی تو کام کی
 خاک ننگ کا بھی پتہ نہ پہتا جانوروں کے تحویلہ بھی ہو کتاب میرے یہ بھی نہ ہو تا اور کوئی میری
 ہوا تک نہ پاتا

حکایت (۲۳۰) خان صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا نام تو ہی کو ۱۲۰۱ کے طعنا سے جیسے

نفرت تھی ویسے ہی اس کا احساس بھی بہت جلد کرتے تھے عزم و محنت و جدوجہد لڑائی ہر ایک کی

لیتے تھے ہر سبت کہ سب کا سب حق و فیاضانہ علم حاصل

وہ کے جامہ پر بیٹھ کر سوسے حق و باطل کے نہالہ جامہ میں نہالہ تھے

اور ہم بھی پر قسم تھی کہ اگر وہ سبھی کو قتل کر دے گا تو ہم کو گورنمنٹ کو روک دینے کے لیے نکال دیں۔

حکومت کے یہاں تفتیشی عیادت کے لیے احکام جاری ہوئے اور تفتیش کے سرانجام تک کوئی نواسہ نہ رہا۔ یہاں آباد قرار پائے اور ان کا صدر مقام یوہودہ بن گیا۔ احکام نے وہاں سے دور بعض حکام نے قانون پہنچ کر حضرت نوحؑ کی زیارت کرنے کے لیے مسجد میں آئے۔ ان کی بہت سی چڑیا حضرت نے اجازت دینی اور کھول دیا۔ یہ دیکھ کر انہیں وہاں آکر رہنے کے حکم آیا اور چونکہ انہیں مدنی نہایت سب سے چپ چاپ حضرت کے سامنے لڑا اور پاداشیں بنا کر اس نے حکومت سے بند کڑ پورٹ کئی کہ جو لوگ انہیں مقدس صورتوں کو سب پر بغض امت اور عذر و قصہ کا الزام کاتے ہیں وہ تو افسدہ ہیں اور یہ بخش چند مفسدوں کے شرارت ہے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت نوحؑ کی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اکثر دیکھتا ہوں کہ حضرت صالحؑ شریف آتے ہیں اور اپنی روانہ مبارک میں تجھے ڈھانپ کر بھی اندر لاتے ہیں۔ تجھی باج لے جاتے ہیں۔ دوتے دور پہنچتے اکثر اوقات کی مظاہر آنگھوں کے سامنے رہتا ہے کہ حضورؐ روانہ ہوتا ہے میں لئے رہتے ہیں اور تک لڑتے نہیں چاہتے۔ سب حضرات نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ ان مفسدوں کی ملامت یہ کہ ان کی اور شدت سے توبہ کا حضور ہے لیکن حضرت تفتیشی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں پس مومنانہ کی ہر شے پہنچتی ہے اور حضور کو یہ اطلاع منظور ہے کہ جب لوگ پہنچ کر ایسے مفسد ہو گئے کہ خدا کے ایسے مفسدوں کے ہاتھوں پر ان کا گناہ سے نہیں شرارت تو انہی ایسی ہی تھی کہ اب ایسے لوگوں میں رہنا نہیں چاہتے کہ یہ لوگ ان قابل نہیں ہیں چنانچہ حضرت نے وہاں نہ رہے۔ قریب ہی زمانہ میں وفات ہوئی۔

حکایت (۲۳۵) حضرت عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: اصرار کرے اپنی مخالفت میں وہ نہ مانے ان سے دُور رہنا

اب اس شخص سے جس میں کوئی عیب نہ ہو اس کی بات قبول نہ کی جائے۔ (طحاوی)

اور وہ یہ تھا کہ تمام مذاہب کے بچے میں اسلام کی ایک ساری قوم بن جائے اور نہ ان رحمت الہیہ کے
خداوند پر چڑھائی ہو جائے کہ وہ اس میں خدا ممانی (مہذب شاہجہان پور) میں نہ بجلی چنانچہ زیادہ
حرم نہیں گذر کہ فوت ہو گئی۔

حکایت (۲۳۷)

خان صاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحبزادہ علی صاحب دہلوی سے مقابلہ
میں مدد کی تشریف لے گئے تو ملاو اور خدام کے فتنی نوال احمدیہ ہندو در سواتی عاشق علی بھی
برہم تھے فتنی نوال احمد کو (جو نہایت ذکی تھے) انہ کے پاس شریک لکھنا شروع کرنے کیلئے بھیجا
کیا فتنی صاحب اس کی قیاسگاہ پر موجود تھے کہ کہنے کا بہتہ آگیا اور اس کے لیے حکما لایا گیا کئی
دو سو روپی تمالیں چاریوں کی تھیں اور یہ دن مشدق تھی جس کو یہ کئی تو سیر کا تھا، نیچے مگر وہ اس
اکیلے کے لیے قیام تھا۔ اسی خزانے سب تمالیں صاف ترہ میں فتنی صاحب نے اپنی ایک بے تکلف
بکلیں میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے اظہار عزائم کیا کہ اگر ہمارے مولانا سے عمرہ فاضل میں
مناظرہ ہو تو ان شاء اللہ وہ غالب آئیں گے لیکن اگر انہیں سحائے میں مناظرہ کی ٹھن گئی تو
نیا ہوگا (کیونکہ) حضرت نہایت قلیل الاکل تھے) یہ قول حضرت تکہ چڑھا تو فتنی نوال احمد
صاحب بڑے گئے حضرت قیام گاہ کی چوکھٹ پکڑتے ہوئے صراحت تھے کہ حاضر ہونے اور دل
میں سمجھے ہوئے تھے۔ انہیں اب کیا سوال ہو گا اور کہیں وہی بات پہنچ گئی ہے تو دیکھتے تھے اسی
پارے کی حضرت نے فرمایا۔ فتنی بی تم نے کیا ساتھ میں تیساری زبان سے غنا چاہتے ہیں انہوں
نے اسی قول دہلی زبان سے ایراد کیا فرمایا۔ اس نے وجہ یہ ہیں ایک یہ کہ انہوں نے میں مناظرہ
ہوگا تا تم سارے جواب دہاری بات ہو حقیقت ہے وہ سنو کہ وہ۔۔۔ ال میں یہ

ایہ ساری باتیں اور ساری تعلیمات حضرت مولانا صاحب دہلوی سے سنی ہوئی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ ساری باتیں
میں نے سنی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ ساری باتیں میں نے سنی ہیں۔

حکایت (۲۳۹) خاں صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا دوقی رحمت اللہ علیہ ذاکر مہر الرحمن صاحب سے پرس مظفر نگر تشریف لے گئے تاکہ صاحب اس زمانہ میں جیل کے داخلہ تھے حضرت جیل کی سمت تشریف لہجاء ہے تھے ساتھ میں لوگوں کا بھیج تھا جیل کو بسبب تصور سہی فاصلہ دیا تو کسی شخص نے سوال کیا کہ حضرت اولیاء احمد کی پیشگوئیاں ہر وقت اپنے وقت سے مل جاتی ہیں وہ دنیا، اللہ کی پیشگوئی اپنے وقت سے نہیں مل سکتی تو کیا اولیاء اللہ کو غلط سمجھتے ہو تا ہے فرمایا کہ یہ سارے کونسی عمارت ہے سائل نے عرض کیا جیل ہے فرمایا کہ اس میں کوئی شک ہے یا یہ بات یقینی ہے عرض کیا کہ نہیں بلاشبہ جیل ہی ہے پھر فرمایا کہ آپ کے اندام میں اس جیل کو یہاں سے لے کر قصبہ ہو گا عرض کیا کہ تقریباً قدم فرمایا کہ سو کے بچاؤ سے یا ایک سو چھ بھی ہو سکتے ہیں عرض کیا کہ ہو سکتے ہیں کیونکہ تحفہ دی تو ہے فرمایا کہ یہی حال ہے کھنڈہ اولیاء کا کہ وہ شے بالکل حق ہوتی ہے جو دیکھتے ہیں مگر چونکہ دور سے دیکھتے ہیں اس لیے اس کی توقیت یعنی زمان و مکان سمجھ کر نے میں ان کا تحفہ نہ تا ہے جس میں غلطی بھی ممکن ہے اس کے بعد جب جیل کے دروازہ پر پہنچ گئے فوراً تقریباً قدم پر نہا تو فرمایا کہ یہ کیا عمارت ہے سائل نے عرض کیا کہ یہ جیل ہے پھر فرمایا کہ یہ کتنی دار ہے عرض کیا کہ صرف دو قدم فرمایا کہ دو تین یا ایک تو نہیں ہو سکتے عرض کیا کہ ہاں دو قدم یقینی ہے فرمایا کہ یہ حال ہے کشف انبیاء کا وہ دیکھتے بھی حق ہیں اور انہیں اس شے کے سر پر بجا کر گزار دیا جاتا ہے اور نہایت قریب سے دیکھتے ہیں اس لیے ان سے تحقیق و تعین مکان و زمانہ میں بھی غلطی نہیں ہر وقت۔

حکایت (۲۴۰) مولانا عزیز الرحمن صاحب الخ، اور العلوم، ایچند مرہم نے فرمایا کہ مولانا رفیع اللہ بن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے حضرت مولانا دوقی رحمت اللہ علیہ سے بچوانی صاحبہ تھی کہ جو کچھ مولانا کے قلب پر وارد ہوتا تھا وہی باتیں مجھے کھنڈہ تھا اور حضرت قصبہ والد مرہم نے اس واقعہ کو یوں فرمایا کہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب فرماتے تھے کہ حضرت

تو توئی رحمت اللہ علیہ زندہ رہا۔ یہ ایک عظیم الشان کلمہ ہے جو انہیں فرمایا کہ اہتمام کے یہ مجھے ظاہر فرمایا اور میری گرفتاریوں سے انہیں کشف ہوتا ہے۔ عمل میرا ہے من کے منشاء علی دکنی کو میں سمجھ کر فوراً عملدرآمد کرتا ہوں۔

حکایت (۲۳۱)۔ وی نظام الدین صاحب مغربی حیدر آبادی مرحوم نے جو مولانا رفیع الدین صاحب سے دعوت تھے اور صائنہ میں سے تھے انہوں نے فرمایا جبکہ انہیں حیدر آباد میں ہوا تھا کہ مولانا رفیع الدین صاحب فرماتے تھے کہ میں چھپیں برس حضرت مولانا تو توئی فی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور ابھی جلد ضرور نہیں حیا میں نے انسانیت سے بالادرجہ لان کا دیکھنا دو غم میں ایک فرشتہ مقرب تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا۔

حکایت (۲۳۲)۔ حضرت نے والد مرحوم نے فرمایا کہ مولانا فیض الحسن صاحب حضرت مولانا تو توئی کے ہاتھ تھے اور سید علی آبادی تکلف تھے ایک دفعہ انہوں نے ثابت ہے تکلفی میں ہمسرا طبع پر حضرت مولانا تو توئی کو فرما، بے جا کوار کے لوندے تھے ان چیزوں (علوم) سے کیا رابطہ توجہ کریں جو تہنیتی حضرت نے جس کر جواب دیا ایک بھی نہیں تو موجود ہے (اشارہ تھا مولانا فیض الحسن صاحب کی طرف کہ مولانا پیرام لارہن کے موٹے دروازے تھے کہ دوسرا دروازے کا توالی جڑے گا۔

حکایت (۲۳۳)۔ والد صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ چھپنے کی مسجد میں مولانا فیض الحسن صاحب احتیاج کے لیے لونا تلاش کر رہے تھے اور اتفاق سے سب نونوں کی ٹوٹیاں ٹوٹی ہوئی تھیں نہرو نے گئے کہ توبہ سارے لوندے تھنوں ہی میں حضرت نے من فرمایا کہ ”پھر آپ کو تو برا استنجا نہیں کرتا ہے“ (تو توئی تھنوں سے کیا لیا اور ہے)

لایہ۔ تھن حرم، نونہ، دعوت نے ثابت تو تھن میں ہے۔ لیکن ایسے حالات کو کہ تو توئی کے تھن میں حرم میں ایک قرآن پاک پڑھنا میں نے نہ کرنا۔ تو تھن میں اشارہ دیا کہ پڑھنا۔ تو توئی نے ٹوٹ جاسے۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا دعوت جو ہم لکھتے تھے بے فوٹی تھیں۔ اس میں دیکھنا نہیں کر سکتے

حکایت (۲۳۳) کھان صاحب نے فرمایا کہ مولانا محمد حسن صاحب بڑے معقول تھے اور کسی اس میدان میں اپنا معبر نہیں سمجھتے تھے ایک دن حضرت مانوڑی کا وعظ ہو اور اتفاق سے سامنے وہی تھے اور صاحب ان مجھے اور منقولات ہی کے مسائل کا رد شروع نہ ہوا۔ انہوں نے حد انہوں نے کمالہ اکبر یہ باتیں کسی انسانی و مانع کی نہیں ہو سکتیں یہ تو خدا ہی کی باتیں ہیں مجھ پر تو یہ اثر ہوا ہے کہ خودی مٹ رہی ہے یہی مجلس میں حضرت سے بحث کی درخواست کی اُن کا ایک حضرت حاجی صاحب کی طرف سے بحث کر رہے ہوں جب آپ چائیں تو پھر وہاں تجدید بحث کریں چنانچہ سب مولانا مجھے تو حضرت حاجی صاحب سے تجدید بحث کر لیں۔

حکایت (۲۳۵) مولانا صاحب مرحوم نے فرمایا کہ حضرت مانوڑی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک وعظ سہ ہند میں ہوا جس میں مولانا محمد سکر صاحب مانوڑی بھی شریک تھے اور عقود عقاب پر فرمانے گئے کہ کھالان کے ہوتے ہوئے کوئی داعی و عدا کہہ کر کیا ایسی جیسی کہہ سکتے گاہے علوم کہاں سے لائے گا اور یہ اثر کہاں سے آئے گا۔

حکایت (۲۳۶) حضرت عم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولوی احمد حسن صاحب امرہوی اور مولوی فخر الحسن صاحب ٹنگوہی میں باہم سوہمراہہ پیشکش تھی اور اس نے بعض حالات کی بنا پر ایک عاصمہ اور مٹاڑی کی صورت اختیار کرنی اور مولوی محمود الحسن کو صل جھگڑے میں نہ شریک تھے۔ نہیں اس قسم کے امور سے دلچسپی تھی مگر صورت حال ایسی پیش آئی کہ مولانا بھی جائے غیر جانبدار رہنے کے کسی ایک جانب جھک گئے اور یہ واقعہ کچھ طویل پکڑ گیا اسی دوران میں ایک دن علی اصغر بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمود الحسن صاحب کو اپنے حجرہ میں بلایا (جو دارالعلوم دیوبند میں ہے) مولانا ضرور بڑے اور مدد جبر کے کوڑا کھول کر اندر داخل ہوئے موسم سخت سردی کا تھا مولانا رفیع الدین صاحب اہل ذہن کی کوئی دلیل نہیں کہ بعد ان مسائل کا رد شروع فرمایا۔ لیکن مگر یہاں بھی یہ تو دعویٰ کی مساعی سے واسطے علم کا انہار بھی جائز ہے۔ (زائد غلط)

رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کہ پیسے یہ میرا روٹی کا لبادہ رکھ لو مولانا نے دیکھا تو تر تھا اور خوب بھیبت رہا تھا فرمایا کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا نونوی رحمت اللہ علیہ جسد غسری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے جس سے میں ایف دم پیوند پیوند ہو گیا اور میرا ہوا و تر ہو گیا اور فرمایا یہ کہ محمود حسن کو بہدوک وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے میں نے یہ کہنے کے لیے بلایا ہے مولانا محمود حسن صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر قربہ کر رہا ہوں کہ اس کے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا۔

حکایت (۲۳۷) عم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب نے فرمایا کہ مولانا محمود حسن صاحب مرحوم حضرت نونوی کے اخلاق مربیانہ اور شفقت و رحمت کی توصیف کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ میں حضرت کے اخلاق کا اندازہ اس مثال سے ہو سکتا ہے کہ مثلاً اگر میں اپنے ماں باپ کا اکلم تاج کا ہونا جو بیت تمہارے کے بعد پیدا ہوا ہوں ظاہر ہے کہ مجھ سے انہیں کتنا انس ہو گا اپنا تک میں گرفتار ہو کر دھم بھیس کر دوں جاؤں کہ میری دایہ اور ملاقات کی کوئی توقع مال باپ کو نہ رہے ظاہر ہے کہ میں پر کس درجہ غم و افسوس کے پہاڑوں پر چڑھ کر کہ گویا وہ قمل از مرعہ ہی مر جائیں گے اور پھر میں اپنا کلمہ باہو کر آؤں اور ایک دم ماں باپ کے سامنے پہنچ جاؤں تو حتمہً ایذا کہ ان کی اس وقت کی خوشی و مسرت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے میں بول سمجھ کر میں اگر دن میں دس مرتبہ بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرتا تو مجھے کچھ کراہتی مرتبہ ہی خوش ہوتے جتنا کہ میرے ماں باپ اس وقت خاص میں خوش ہو سکتے تھے۔

حکایت (۲۳۸) حضرت والد صاحب مرحوم نے فرمایا کہ حضرت نونوی عوامیہ سے اپنے اہل خانہ و اہل کمال کا تعلق تھا اور ان کی اہل خانہ میں جو کچھ میں ایسا دیکھا کہ جسد مہی تھا مگر جسد مہی نے... کی یہ کہ میں نے خود عامر میں تھے کہ میرے جسد مہی تھے کہ میں نے دیکھا تھا کہ میں نے ان صاحب و انہیں کہہ دیا تھا

بہ (اشرف علی)

مر شہ کی طرف سے کرتے تھے۔ چند ایک ہی لوگ تھے جن کو اور امت اپنے سے بہت زیادہ ایک دوسرے میں محبتیں مرحوم، عہد کی کہ جب انہوں نے رحمت لی در خواست کی فرمایا کہ جاؤ انہوں نے جا کر رحمت ہو وہ فوراً اسکو پہنچے اور حضرت مکتوبی کے ہاتھ پر رحمت کی مکتوبہ سے واپس ہو کر پھر درخواست کی حضرت نے فرمایا کہ تم نے مکتوبہ جا کر رحمت نہیں کی عرض یہ کرنی۔ فرمایا کہ پھر اب دوبارہ رحمت کہی عرض کیا کہ حضرت وہ نہ نہیں اور شاہی ! مگر رحمت تو حضرت ہی کی ہے۔ اے آخر کار خود حضرت نے رحمت فرمایا۔

حکایت (۲۴۹) حضرت والد مرحوم نے فرمایا۔ مولا محمد حسن صاحب نے فرمایا کرتے تھے کہ والد سے یہ سارے عوارف آفتاب متاب تھے ایک۔ ایک اعلیٰ و افضل قائمین برہ حال جس کی قیام گاہ پر جا کر دیکھا ضروریات زندگی میں سے کچھ نہ کچھ سامان پایا حضرت مکتوبی کے حجرہ میں برہ حال سامان سب سے ضروریات تھیں حضرت حاکم اندوہ صاحب قدس اللہ سرہ کے حجرہ میں برہ حال کچھ نہ کچھ اشیاء نظر پڑتی تھیں لیکن اس متوقع من وطلق در زبانی لہذا ذات (حضرت قاسم العلوم) کے حجرہ میں کچھ بھی نہ نظر نہ آتا تھا۔ چنانچہ بھی اگر تھی تو وہ نوٹی ہوئی تھی کیا مہر کیلئے اسی ایک پڑتی کو منتخب فرمایا تھا کہ کوئی صندوق تھا کہ کبھی پڑوں کی ٹھہری نہ تھی۔ سڑ میں جب یہ حضرات جاتے تھے تو مثلاً حضرت مکتوبی نے غلام خاص عبد اللہ شاہ صندوق لیتے تھیں بے لگاتے سامان سے ملتا ہوتا ہتھام ہوتا لیکن یہاں کوئی ہتھام نہ تھا۔ اگر کبھی ایک آدھ پائو تو کسی نے پاس رکھ لیا۔ ورنہ مولوی اس ایک ڈوڑے میں سفر پورا کرتا تو حضرت میں پہنچے جاتے تھے۔ البتہ ایک نیلی انگلی ساتھ راقی تھی۔ جب پائے پہنچے تو کسی نے نہ گھر پہنچا۔ اس لئے وہ خود ہی دھو لے اور وہاں بھی کیا تو راقی قالت کہ ساتھ ساتھ بخیر کرتے تھے بدولت و راجحی (یا اگر کھا اور چوم۔ سرونی ہوئی تو مختصر سامانوں عباد ورنہ مولوی اس سے بہت رحمت تھی مگر وہ مقدمہ تحقیقات سے قبل اسے ورنہ بھی بہت رحمت تھی مکتوبی نے فرمایا کہ یہ رحمت تھی اور رحمت تھی

ایک سنو پ تمام سردی میں سر پہ رہتا تھا۔ وہ لہو لہو کسی پہرے میں بن بھی نہیں نکلتے اور فرما تے تھے کہ یہ نصرت کی کیا راست ہے۔ ہاتھ ہر جگہ بند استھول فرماتے تھے۔ پہنے لے بھی نہ تھا اور سب کے لئے سب کچھ تھا۔ اُن کی سکھیاں کوئی دنیا کی تلاش میں نہ تھیں تو وہ عیال بھی محروم نہ تھا۔ خدا بہت کچھ آتا کر اس میں پہنچے تھے نہ تھا بلکہ دوسروں کے تھے۔ اور یہی فرمایا کہ دوسروں کا حق ہے۔

حکایت (۲۵۰) حضرت والدہ صاحبہ مرحوم نے فرمایا کہ مولانا منصور علی خان صاحب مرحوم مرحوم قادری حضرت خانو توئی کے تلامذہ میں سے تھے طبیعت کے بہت پختہ تھے۔ انہوں نے چنانچہ واقعہ خود بھی مجھ سے نقل فرمایا کہ مجھے ایک لڑکے سے عشق ہو گیا۔ اور اس قدر اس کی محبت نے طبیعت پر غلبہ پایا کہ رات دن اُن کے تصور میں گزارنے لگے۔ میری یہی حالت ہو گئی۔ تمام کاموں میں اختلال ہونے لگا۔ حضرت کی فراست نے بھانپ لیا۔ لیکن سبحان اللہ ترویج و تخرانی اسے کہتے ہیں کہ نہایت بے تکلفی کے ساتھ حضرت نے میرے ساتھ دوستانہ و تادشروع کیا اور اسے اس قدر بوجھایا کہ جیسے دیوار آہٹس میں بے تکلف دل بھی کھینچتے ہیں۔ یوں ایک کو خور ہی اس محبت کا ذکر پھیرا۔ فرمایا کہ ہاں بھائی وہ (لڑکا) تمہارے پاس کبھی آتا بھی ہیں یا نہیں۔ میں شرم و حجاب سے چپ رہ گیا تو فرمایا کہ نہیں بھائی۔ یہ عادت تو انسان ہی پر آتے ہیں۔ اس میں چھپانے کی کیا بات ہے۔ غرض اس طریق سے مجھ سے گفتگو کی کہ میری ہی زبان سے اس کی محبت کا اقرار کر لیا۔ اور کوئی حلقہ و ذرا ہنسی حسیں ظاہر کی ہاتھ دل جوئی فرمائی۔ اس مخصوص بے تکلفی کے آثار اب مجھ پر ظاہر ہوا اثر برع ہونے۔ میں ایک دن ننگ سمیا کورول میں موچنے لگا کہ یہ محبت میری دُک و سہک میں مزیت نہ رہی مجھے تمام امور سے بے کار کر دیا کیا کہ وہ دن کہاں چاؤں لے مقصود ہر طریق میں محبتِ قلب ہے فقر انہی کو دل اسباب میں سمیت ہوئی۔ جو کسی آداب میں نہ رہا۔ اور میں نہ تو جس سے محبت کی تجویز خوبی کی طرف و تشریع اور ان میں ملنے ہیں اور ان سے بھناب پو احتیاجات پائی شیون عام جس سے دیکھنے والے کو تکلف نہ ہو واضح ہے۔ (امثل علی)

آخر عاجز آکر دوڑا ہوا حضرت کی خدمت میں پہنچا اور موعوب عرض کیا کہ حضرت اللہ میری مدد فرما دیجئے میں تنگ آیا اور عاجز آپکا ہوں ایسی دعا فرمائیے کہ اس لڑکے کا خیال تک میرے قلب سے محو ہو جائے تو میں کر فرمایا کہ بس مولوی صاحب کیا تھک گئے ہیں جوشِ قہم ہو گیا میں نے عرض کیا کہ حضرت میں سارے کاموں سے ہیکار ہو گیا نکما ہو گیا اب مجھ سے یہ برداشت نہیں ہو سکتا خدا کے لئے میری امداد فرمائیے فرمایا بہت اچھا بعد مغرب جب میں نماز سے فارغ ہوں تو آپ موجود رہیں میں نماز مغرب پڑھ کر محبت کی مسجد میں بیٹھا رہا جب حضرت صلوٰۃ الاوائین سے فارغ ہوئے تو آواز دی مولوی صاحب میں نے عرض کیا حضرت حاضر ہوں میں سامنے حاضر ہوا اور تلخ گیا فرمایا کہ ہاتھ لاؤ میں نے ہاتھ بڑھایا میرا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پتیلی پر رکھ کر میری پتیلی کو اپنی پتیلی سے اس طرح رگڑا جیسے ہانٹے جاتے ہیں خدا کی قسم میں نے عیاں دیکھا کہ میں عرش کے نیچے ہوں اور ہر چار طرف سے نور اور روشنی نے میرا احاطہ کر لیا ہے گویا میں دربار

لہیہ ایک اثر تھا تصرف کا مشابہ اس اثر کے جو حدیث مسلم میں وارد ہے عن ابی نعیم (فی قصۃ اختلاف القرائین و تصویبہ رحمۃ اللہ علیہما القلماری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قد غشیہ ضرب فی صدری فقصت عرفاً و کلاماً انظر الی اللہ فرقة الحديث (باب بیان القرآن انزل علی سبعہ احرف) ونقل النووی عن القاضي ضرب رحمۃ اللہ علیہ فی صدرہ تنسأله حين راه قد غشيه ذلك الحاضر المعلوم اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل اگر وہی سے تھا تو اس کے تصرف ہو سکتی کوئی دلیل نہیں۔ اور اگر اجتہاد سے تھا تو غالب یہی ہے کہ تصرف تھا۔ البتہ ایسے تصرفات کا وقوع بہت ہی دور منقول ہے اور اس میں بھی شبہ ہے غیر تصرف ہونے کا پس وقوع تصرف کا حکم ہازم محتاج دلیل ہے۔ اور مثال کا یہ نہ کہ صاحب وہی نہیں ان کے ایسے افعال قرآن سے تصرفات ہی معلوم ہوتے ہیں۔ اسی لیے محققین نے اس کو کمالات مقصودہ میں شمار نہیں کیا۔ اور ان میں یہ ہے کہ تصرفات کا صدور قوت نفسانیہ سے ہوتا ہے۔ اور جس طرح قوت جسمانیہ کمالات مقصودہ سے نہیں جیسے معارف اسی طرح قوت نفسانیہ بھی اور اسی وجہ سے یہ قوت الہی باطن میں بھی پائی جاتی ہے بلکہ بعض محققین کا قول ہے کہ عارف رامت (یعنی تصرف) ناپائیدار ہے تو وہ اس کے عدم کو اس کے وجود پر ترجیح دیتے ہیں اور وجہ اس کی یہ بتائی جاتی ہے کہ اس میں شانِ عبادت سے بعد ہے اور یہ وجہ افعال جسمانیہ میں نہیں پائی جاتی کیونکہ اس میں اسباب مادی کی طرف احتیاج ظاہر ہے جو عین عبادت ہے اور تصرفات نفسانیہ میں اسباب خفی ہیں ایسے احتیاج کی شان اس میں خفی ہے نیز افعال جسمانیہ کے صدور میں عوام معتقد نہیں ہوتے۔ اور تصرفات میں معتقد ہو جاتے ہیں تو اس میں امتحان اور جب کا علم وہی ہے۔ واللہ اعلم۔ (اشرف علی)

دلی میں حاضر ہوں میں اس وقت نذران اور ترسان لقا۔ ساری عمر مجھ پر یہ تہیہ اور خوف کا فتنہ نہ ہوا تھا میں پسینہ پسینہ ہو گیا دریا نعل خودی سے کندہ کیا اور حضرت مہر علی تھیلی پر بیٹھی تھیں پھیر رہے ہیں جب تھیلی پھیر بلند فرمایا تو یہ حالت بھی فردا یعنی فرمایا پڑ میں اٹھ کر چلا آیا وایک دن کے بعد حضرت نے پوچھا کہ مولوی صاحب کیا حال ہے میں نے عرض کیا کہ حضرت اس موقع کے کا تصور و عشق تو کہا دل میں اس کے کی گنجائش تک باقی نہیں رہی فرمایا اللہ کا شکر کہ وہ امانت دے ڈک۔

[illegible]

یہ طلبہ کی قوم آزاد ہوتی ہے بھی شکایت ہوئی کہ مسجد کے گوشے ٹوٹ گئے تھے بھی لہذا یہ بھی مسجد کی صفیں غم ہو گئیں ٹوٹ گئیں۔ انہیں نہ میں غرض جیسوں وہ شوالیا ہو گئی اسیے ہی مناسب ہے کہ مدرسہ کا مکان مدرسہ کے نام سے الگ ہی ہو لیکن حاجی صاحب مرحوم نے ہرگز اس رائے کو تسلیم نہیں کیا اور نہ کہ ضیعت کا ایک خاص انداز قمارن لیے اپنی رائے پر اصرار تھا۔ انہوں نے چار سو روپے لے ہوئے تھے مگر حضرت ہانڈوئی کے علم کی وجہ سے کوئی کچھ نہ بھی نہ سستا تھا۔ آخر کار حضرت نے لوگوں سے فرمایا کہ مکان مدرسہ کیئے اشتہار جاری کر دیا جائے اس اشتہار میں اس کا کوئی ذکر نہ ہو کہ مکان الگ ہے گا یا مکان مسجد میں مدرسہ رہے گا یہ وقت پر ہوتا رہے گا۔ تنے عرصہ میں حاجی صاحب بھی موافقت کر لیں گے یہ رائے طے ہو گئی اور ساتھ ہی یہ طے پایا کہ سنگ جیاد رکھنے کے لیے مختلف جگہ کے مسلمانوں کو جمع کیا جائے اور صورت یہ ہو کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد حضرت و ملا فرمائیں اور وہ ملا قسم ہوتے ہی سارا مجمع شری اور بیرونی حضرات کا سنگ جیاد رکھنے کے لیے مل چکے پر آجائے جو مدرسہ بنانے کے لیے تجویز کی گئی اور چار سو روپے کے حساب زمین کا معاملہ طے ہو چکا تھا چنانچہ اس مضمون کا اشتہار ملک میں کھجور یا مینا اطراف و اکناف سے لوگوں کے خطوط آمد کے متعلق تانے شروع ہوئے عین جمعہ کے دن بیرونی حضرات کا جمعہ غیر جمع ہو گیا علی گڑھ سے بھی بعض سربراہ اور وہ لوگ آئے اور زیادہ تر حضرت کے دماغ تقریر کے اشتیاق میں یہ جمع ہوا تھا بھر حال جمعہ کے بعد حسب تجویز مشہور شدہ حضرت نے دماغ فرمایا و بظاہر کے آخر میں فرمایا کہ مکان مدرسہ کے نیچے سب حضرات فداں جگہ تشریف لے چلیں تاکہ مدرسہ کا سنگ جیاد رکھ دیا جائے اس پر سنتے ہی حاجی صاحب مرحوم کو غصہ آیا اور زور سے فرمایا بائیں کیا حضرت نے فرمایا کہ حاجی صاحب یوں ہی مناسب ہے آپ تشریف نہ لے چلیں حاجی صاحب نے فرمایا میں کیوں سا چلوں کیا ضرورت ہے اس امراف کی اور کیوں یہ بیکار اتنا زور اٹھاتا ہوا ہے یہ الفاظ حضرت نے کہہ کر ہی ہوئی قوا میں انکے حضرت نے فرمایا حاجی صاحب آپ چلیں۔ یوں ہی صلیحت ہے کہ مدرسہ الگ ہے ان پر پھر حاجی صاحب زور سے کہے حضرت نے فرمایا حاجی

آپ بھی واپس نہ گھٹیں فرمایاں میں بھی تو یہ سب کے ساتھ حاضر ہوں اور پھر خود بھی اپنے دل رکھی اس واپس نہ گھٹیں کے قلوب پر ایک جیسے سرور تھا ایک جیسے خوشی تھی اور سب کے دل فرحت سے ڈھلے تھے

حکایت (۲۵۲) غم مخزن مولانا حبیب الرحمن صاحب نے فرمایا کہ حضرت نانوتوی دینی میں تعمیر پاتے تھے جس راستہ کو جاتے تھے اس میں ایک مجذوبہ پرارتھا کہ یہ ان ان کے بلایا مولانا نے۔ تو میں کتاب تھی کما تیرے ہاتھ لیا کیا ہے مولانا نے کتاب سے کہی کہ یہ ان کے ہاتھ لیا کی کتاب ہے۔

حکایت (۲۵۳) مولانا حبیب الرحمن صاحب نے فرمایا کہ عبدالرحمن خاں صاحب بخوار (پنجاب) میں حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور بڑے زبردست صاحب کشف و حالت تھے کشف کی یہ حالت تھی کہ کوئی لڑکا لڑکی کے لیے تعویذ، گلاب، تکلف فرماتے تھے تاہم لڑکا ہو گا لڑکی ہو گویں نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیسے آپ بتاتے ہیں فرمایا کہ کیا کہوں ہے بخوار مولود کی صورت سارے آجاتی ہے حضرت حاجی صاحب قدس سرہ وراپوش ہو کر بخوار میں مقیم رہے ہیں اور وہیں توجہ کا حقد ہو تا تھا اس پر عہد اللہ شاہ فرماتے کہ یہاں یہ کیا ملے وغیرہ تم نے مائے میں ہم نے اپنے باؤ شاہ (شاہ عبدالرحیم صاحب) کو دیکھا ہے کہ نماز میں جب دایا سلام پھیرا تو اہر کی صف اوٹ گئی اور جب بائیں سلام پھیرا تو اوڑھ کے آویڑ گئے تھے حلقہ تھا کہ مجلس غرض عبداللہ شاہ اس رتبہ کے تھے اور ایسے زبردست تھے کہ حالات تھے حضرت نانوتوی رحمت اللہ علیہ ان سے اکثر ملے تشریف لے جایا کرتے تھے اور ان کی یہ حالت تھی کہ مولانا سے ملنے ہی کہتے کہ آؤ حاجی قاسم ان پر مولانا فرماتے کہ حضرت میں تو حاجی نہیں ہوں تو فرماتے کہ بھائی تیرا سے بڑی ٹکل جاتا ہے جب پہلے حج کو تشریف لے گئے ہیں تو براہ پنجاب فیروز پور کے وہاں سے لے لیا ہے سندھ میں ہوتے ہوئے پہلے حج فرمایا ہے راستہ میں بخوار کا علاقہ

جنگیں ہوتا تھا۔ ان کے رشتہ داروں نے ان میں جھگڑت ہو اور انھیں انقباض صاحبہ و منت اللہ علیہ بھی تھے اور حاتی محمد علیہ صاحبہ و منت اللہ علیہ بھی تھے انھیں ایک لکڑی میں جو جلاہ ضرور چاڑا کا اور دو عبد اللہ شہد صاحبہ سے ضرور سوئے ہوئے چٹائی پر آکر لیٹے تھے اور سے۔ ان صاحبہ نے فرمایا کہ کیا ہے اسی قسم کا یہ کہہ فرمایا کہ حضرت میں نے کو ہوا میں فرمایا کہ بھر میں نے تمہیں مائی ہی کہا تھا کہ حضرت کے وقت میں نے فرمایا کہ حضرت میرے لیے دعا فرمائیے اس پر فرمایا کہ بھائی میں تمہارے لیے کیا دعا کروں میں تمہاری آنکھوں سے تھیں وہاں جو ان کے پاس وہاں وہاں کے صاحبہ کے سامنے ظاہری پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

حکایت (۳۵۳) مولانا حبیب الرحمن صاحب نے فرمایا کہ مولانا فانوٹوی، علی میں مولانا مملوک علی صاحب سے حسب تعلیم پڑھتے تھے تو وہ سائے کا ٹاٹا میں نام مولانا کا داخل تھا مگر بطور غلط پڑھتے تھے لیکن استقامت کی شرکت لازمی تھی چنانچہ جب امتحان کا زمانہ آیا تو دیکھا جو وہ دستہ میں تھا اور ہندو سے کرٹان ہوا تھا تب بندہ نے کہ استاد تھا اس نے مولانا کو بھی داخل ہندو سے کر دیا لیکن مولانا مملوک علی صاحب نے اس سے فرمایا کہ ہمارے مدرس میں داخل تو نہ ہوگا مگر امتحان میں ضرورت مل ہوگا مگر یہ شخص اپنی قلیل فراست و تجربہ کی بنا پر فرمایا تھا نیز مولانا نے گوارہ کیا کہ میرا امتحان غیر مسلم ہوا اور اس نے اہلیت کی ہر عار جب امتحان کا زمانہ قریب آیا تو مولانا مملوک علی صاحب نے فرمایا کہ ہر اہل عقیدہ کے مقابل ہر اہل کمال و تہذیب لڑنا متھو نہ رہنا ہر گوجر چنانچہ حضرت مولانا نے صرف ایک شب میں اکیس سو دس لکھیں اور چودہ پندرہ لکھیں، انہیں جس نے اس سے بھی ٹھہرا لیا تو چھوڑ دی اور پھر انیس لکھیں، چنانچہ میں اس کی شہادت تھی کہ قرآن و عرب علم ہندو سے میں نے پڑھے امتحان دیا تھا۔ راجہ راجو بھی اس کا علم ہو گیا اس نے اپنے تئیں ہر شاگرد مولوی زکات اللہ صاحب کو یونہی ہندو سے میں صاحب تعانیف بھی تھے بلا کر چند سوالات سمجھو دینے اور حضرت کی خدمت میں ہندو امتحان بھیجا انہوں نے سوالات کیے اور حضرت مولانا نے فرما دی جوابات دینے شروع کیے اس کے بعد مولانا نے فرمایا کہ چند سوالات میں بھی کرتا ہوں چنانچہ کیے

شمار اولیاء سے عاجز رہ گئے۔

حکایت (۲۵۵) مولانا صوبہ ہرمس صاحب نے فرمایا کہ ایک انگریز مسند نے اشتہار لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص مثلے کے اولیاء کو تین حصوں میں وکیل سے ثابت اور منقسم کرے تو بیڑہ لاکھ روپے انعام ہے مگر صاحب نے بھی نہیں روئے بود ہند میں دستکچاکل رکھتے تھے انہوں نے اس پر دیکھ کر قہقہے مارے۔ ہم میں اسے ثابت کر دیا لیکن میرے بیٹے اور وہاں کے کسی حاکم اعلیٰ کو وہ وکیل دکھائے اس نے سماں بالکل سمجھ گیا آپ اس کا اعلان کریں ضرور آپ اس انعام کے مستحق ہوں گے لیکن ان کے دل میں کوئی اطمینان نہ ہو تا وہ چاہتے تھے کہ اگر اس پر مولانا ایک فقر واند میں تو مجھے مہینان ہو جائے مولانا کا مظہر مگر قہقہہ ہوا ان منصف صاحب نے ہاتھ عبدالرحمن صاحب مرحوم سے (جو حضرت مولانا کے خاں لوگوں میں تھے) کہا کہ کوئی ایسا وقت بھی میسر آسکتا ہے کہ میں مولانا کو یہ تحریر دکھا دوں انہوں نے کوشش کی مگر وقت نہ نکل سکا یہاں تک کہ روانگی کا وقت صیبا سٹیشن پر تشریف لے آئے لیکن گاڑی دن میں منت لیٹ تھی اس وقت فرمان منصف صاحب نے ڈائری صاحب سے کہا کہ اب میری تحریر سنو اور چنانچہ ڈائری صاحب نے اکر لیا اور بعد منظر منصف صاحب نے وہ تحریر سنائی اس کو سرسری حضرت نے مناسب سے آخر میں فرمایا کہ سب صحیح ہے مگر وکیل کا قیام مقدمہ نظری ہے حالانکہ اقلیدس کی تمام واکل کی کتاب میں مندرجات پر دہلی سے اور اسی لیے اس نے تمام واکل اقلیٰ مجھے جانتے ہیں چونکہ ہر سب صاحب نہیں تھے فوراً سمجھ گئے اور وہاں سے واپس آئے ان پر ڈائری صاحب نے بھروسہ فرمایا کہ تمہیں کیا مہمیت پیش آئی تھی کہ مولانا کو ایسا فقر لکھ دیا میں اور انعام میں ہوتا تھا۔ میں نے اشتہار کے اشعار و انمولات سے یہ جواب دیا کہ میں نے جانتے ہوئے اس کی نفی کی کہ وہ تو ان کے ہاں تھا۔ اگر اس کا کوئی شخص ثابت کرے تو ایک لاکھ روپے انعام کی مستحق ہے مگر میں اسے یہاں لکھ دیا تھا کہ وہ صاحب دہلی میں رہتے تھے اور مولانا نے اس کی تعداد میں نقص تو یہ کبھی نہیں ہوا۔ انہوں نے وہ فقر لکھ دیا۔ میں نے ان کو قہقہے مارے۔

یہ تحریر سنائی اور اپنی سادگی کا اشن۔ مانع کو مکمل غائب کر دیا تھا۔ ان کو دیتے، شتار دینے کے لئے تھے۔ یہ سمجھتے لیکن یہ من کی جو بیست تھیں کہ جب ان کی تحریر میں غلطی نکل آتی تو پھر انہوں نے انسانی اشاعت کی اثر پر ہوا ہے۔ غلطی تھی کہ ممولان کا سمجھنا دشوار تھا۔

حکایت (۲۵۶) مولانا صاحب نے فرمایا کہ حضرت ابو توفیق رحمۃ اللہ علیہ نے چند دن تا قید میں کار میں بھی رہا ہے۔ مجھے میں جب اقلید میں پڑھتے تھے، وہ قتل کیلئے نذرانہ پڑتی تھی تو میں بنائی کا کوٹ انھار اور زمین پر انگی سے غل کھینچ کر سمجھ دیتے تھے نہ پرکار تھی اور نہ اور ہوا تھی۔

حکایت (۲۵۷) مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت ابو توفیق رحمۃ اللہ علیہ میں ششوی شریف کار میں رہتے تھے اور کار میں کوئی صاحب عدل اور صاحب دل بھی آنکے انہوں نے جب حضرت مولانا نے علی رضا میں سے جو ششوی میں بیان فرمائے جارہے تھے تو بڑی حسرت سے کہتے تھے کہ کاش اُن کے شخص کو اس ظاہر علم کے ساتھ باطنی علم بھی ہوتا تو کیا بھلا ہوتا اور وہ شخص غلوں اور عینک نیکی سے غلوں میں حضرت مولانا کے پاس تشریف لائے اور یہی فرمایا کہ کاش آپ کو باطنی علوم بھی ہوتے حضرت مولانا نے ازراہ انکسار فرمایا کہ ہاں میں ایسا ہی محروم ہوں اگر آپ ہی مجھ پر فکر شفقت فرمادیں تو میری نیکی بھی ہے اس پر وہ رنگ موجود ہو کر مراقب ہوتے اور حضرت مولانا بھی سبب نسبت کے ساتھ مراقب ہو جاتے تو وہی دنیا دیر میں وہ درگاہ تھے جو ذکر انھیں کہ مولانا مجھ فرماتے تھے کہ آپ میں یہ جو ہے بھی علی لوں! اتم موجود ہے۔

حکایت (۲۵۸) مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے فرمایا کہ مولانا عبدالعزیز صاحب پانی اور نے مولانا سے عرض کیا کہ حضرت جب آپ یہ کوئی کسی بات کا سوال کرتا ہے تو آپ بہت

فرمادیتے ہیں کہ اس کے تین جواب ہیں یا پانچ جواب ہیں تو کیا آپ نے پہلے سے سوالوں کے جوابات سوچ کر ان کی فہرست نگاہ رکھی ہے یا آپ سوچ کر آتے ہیں فرمایا کہ نہیں بلا اختیار میری زبان سے یہ نکل جاتا ہے اور اسے ہی جوابات دے کر حقیقت رک جاتی ہے۔

حکایت (۲۵۹) مولانا حبیب الرحمن صاحب نے فرمایا کہ حضرت انونو قوی باوجود جفاکشی اور کجباد ہونے کے ساتھ ساتھ لطیف لطیف اور نازک دماغ تھے تقریر فرما رہے تھے کہ اٹھنا ایک نصیحت ہی بد ہونست شخص سامنے آکر بیٹھ گیا تو حضرت مولانا کی طبیعت ارک مٹی یا آفر کسی انداز سے اٹھے اور مجمع ایک دم سے بالا ہو اسی مرکز میں وہ شخص ہی سامنے سے نکل گیا پھر آخر تقریر شروع فرمائی اور اب طبیعت بے تکلف تھی۔

حکایت (۲۶۰) مولانا حبیب الرحمن صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا قوی رحمت اللہ علیہ اکثر تقریر فرماتے ہوئے بیچ میں چند ایک منٹ سکوت فرماتے اور آپ دم رک جاتے تھے اس پر عرض کیا گیا کہ حضرت مسلسل تقریر فرماتے ہوئے آپ کیو ما رک جاتے ہیں فرمایا کہ ایک ہی مضمون کے بیسیوں پیرائے اور عنوان ایک دم ذہن میں آتے ہیں تو طبیعت رک جاتی ہے اور میں اس پر غور کرنے لگتا ہوں کہ کس کو کونوں پور کس کو پھوڑاؤں۔

حکایت (۲۶۱) مولانا حبیب الرحمن صاحب نے فرمایا کہ دہلی کے جس کالج میں حضرت مولانا قوی رحمت اللہ علیہ کا دم داخل تھا اس کے علوم عربیہ کے مفتی صدر امین صاحب ہوئے اور مولانا کا صدر کا امتحان ان کے پاس گیا انہوں نے کوئی جگہ پڑھوائی مولانا کے ذہن میں اس کا مطلب نہ تھا یونکہ وہ جگہ کبھی دیکھیں نہ تھی تو اس پر تقریر کی اور خود جان رہے تھے کہ کتاب کا یہ مقصد تمسک ہے مفتی صاحب نے اس پر اعتراض کیے تو مولانا نے مفتی صاحب کو ان ہی

فی پلانٹ مرنٹری سے مل گیا تھا اس پر اس کے تیار ہونے اور غیر لغت پر مبنی ہے۔ بہت سے مردوں کے واقعات عادت کے تہ کو پہنچے ہوئے ہیں (اشرف علی)

شاعر و لائق مواہب کے استاد بھائی تھے مگر بعض مسائل میں مختلف تھے ملے آئے اور ایسے ہی مولوی عبدالحق صاحب منطلق بھی ملے آئے اور مولوی ارشد حسین صاحب نے قیام گاہ کے دینے پر جاتے تھے جو اپنے تلامذہ اور دوسرے علماء سے گناہ گار و مہم یوں کی عزت و کھناچتے ہو تو اس شخص کو مت بھیجنا بہر حال خبر یحییٰ بھی تھی مگر جو جو ملے آئے ملے آئے گئے اور جب شہرت ہوئی تھی تو حضرت مولانا ادیب سے ملے کچھ شعر نثر لکھنے لگے ایک موقع پر جب حضرت کسی سے ملے کہ تشریف لے رہے تھے پیچھے مولانا احمد حسن صاحب تھے کہ مولوی عبدالحق صاحب کے چند شاعروں نے مولانا احمد حسن صاحب کو تحذیر الہامی کے بدلہ میں بھیجنا شروع کیا مولوی احمد حسن صاحب حضرت مولانا کے لحاظ ادب کی وجہ سے دب کر لوہر پست گوار میں کچھ جواب دیتے تھے اس حکامہ کا حسان حضرت کو ہوا تو ان طلب سے فرمایا کہ بھائی یہ ظاہر ہے اگر یہ (مولوی احمد حسن) عاجز ہوئے تو میں ان کی مدد کروں گا اور اگر تم عاجز ہوئے تو تمہارے استاد تمہاری مدد کریں گے پھر یہ کیوں نہ ہو کہ تم اپنے استاد کو ملے آؤ اور میری ان سے گفتگو ہو جائے بہر حال دست ختم ہوا اہل شعر نے وعظ کی درخواست کی حضرت نے منظور فرمائی شب کو مجلس وعظ کھینچ بھری ہوئی تھی شہر کے اہل و عیال و علم و شہر طلباء غرضیکہ ہر طبقہ کے لوگ بھر گئے تھے اور لوگوں کا ایک میلہ سا لگ گیا حضرت مولانا نے تقریر فرمائی اس دن شاید پہلے اور پھر تیس گھنٹوں میں رہ گئی ہوں گی اور نہ کل شعر بھیجیں وعظ میں آگیا تھا اور اس آیت کا دغدغہ فرمایا اذ اوقع الفلحہ بس لوقعتھا کی ذبحہ اور اس آیت کے تحت میں فلسفہ کے ان تمام مسائل کا جن پر منطقیوں کا تعلق فرمایا اور اسی آیت سے جزو ناجزری کا اثبات قیامت کا ثبوت حدوث و غیرہ امور سمجھاتے فرمائے اور ایک غیر معمولی جلال اور خوشی کی شان سے بیان فرمایا یہ جو ش کی شان اس وقت سے پیدا ہوئی تھی جبکہ ان طلبہ نے مولوی احمد حسن صاحب سے پیچھے چھڑا شروع کی تھی مولانا مملوک علی صاحب نے اقصیٰ کا ایک ترجمہ کیا تھا جس پر مولوی عبدالحق صاحب خبر قدسی نے ریکارڈ لکھا تھا میں عرض کیے تھے ان سب کا جواب بھی میں تقریر

میں ارشاد فرمایا اور نہایت جوش میں فرمایا کہ یہ تیاریاں ہیں کہ وہ کچھ میں دیکھ کر اذیت و غصہ میں مبتلا ہو گئے ہیں اور کچھ مصلحت ہے تو میدان میں آجائیں مگر ہرگز یہ توقع نہ آئیں کہ وہ قہر سے صدمہ و رنج و غصہ میں پھر فرمایا کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر میں نے جن کی ہوتی ہیں یہ دیکھ کر ہی یہ سب کچھ تھے غریب کے مسائل و غلامانہ کا نہایت زبردست دامن و غلط میں فرمایا صبر کے تمام مشاہیر عالم، مولانا مولوی غیر اخراج صاحب غیر آبادی کے اس دماغ میں موجود تھے مگر کچھ فی جرات کھینچا تو ہوئی اس کے بعد نواب کلب علی خاں نے اپنے خاص سرکاری دربار میں ملحق ہو کر حضرت کی خدمت میں بھیجا کہ حضرت کا میں معائنہ ہوں مجھ سے فرمائیں حضرت نے اس پر انداز شروع کئے کہ میں غریب و سرتار ہوں اور آداب امر و نہی سے فیہر و اتقہ لیکن وزیر نے اپنی نہایت شستہ اور بھی تحریر میں لکھی کہ یہ کہ حضرت نواب صاحب تو خود حضرت کا ادب کریں گے حضرت تمام آداب سے مستثنیٰ رہیں گے تب آخر میں مولانا نے دوشادہ فرمایا کہ پھر نواب صاحب ہی تو میری ملاقات کے مشتاق ہیں میں تو ان کی زیارت کا مشتاق نہیں ہوں اگر ان کو اشتیاق ہے تو خود کچھ سے ملنے آئیں ان کے پیروں میں تو مسند کی ٹیک لگتی ہے یہ حوالہ دیا تو نہ گئے ورنہ امرائے مقلد میں حضرت کا یہی طرز عمل رہا ہے نواب محمود علی خاں صاحب رئیس چھتری سارانی عمرائے قضا میں رہے کہ کئی طرح مل و مل مگر حضرت نے اتنا موقع ہی نہ دیا کہ حضرت کے ہی گندھ آنے کی خبر سن کر وہ بھی گندھ آئے تو مولانا بہت خورجہ تشریف لے گئے جو خورجہ گئے تو حضرت میرٹھ آنے کی طرح غیر نواب صاحب کی درخواست دے ہوئے راہ پور سے واپس تشریف لے آئے۔

حکایت (۲۶۵) مولانا حبیب الرحمن صاحب نے حافظ انور الحق صاحب دہلوی کی روایت سے نقل فرمایا کہ حضرت بانو قادیانہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی مسجد میں چرواہے کے سامنے چھچھ میں حجامت ہوا ہے تھے کہ شیخ عیدہ اکبر بھیجے ہاں کڑھائی میرٹھ حضرت مولانا سے ملنے کے لیے دہلہ آئے مولانا نے اس کو روک دیا کہ تم میرٹھ آئے ہو کہ یہاں آداب و قریب آئے تو ایک تھقل کے

ساتھ رہنے و بری طرف نہ پھیر لیا و یا نہ دیکھنا ہی نہیں ہے وہ آ رہا تھا ہاتھ کر کھڑے ہو گئے ان کے ہاتھ میں دھال میں بھجے ہوئے بہت سے روپے تھے جب انہیں کھڑے ہونے بہت عرصہ گزر گیا تو حضرت مولانا نے ان کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ آبا شیعہ صاحب ہیں مزاج اچھا ہے انہوں نے سلام عرض کیا اور قدم چوم لیے اور دو روپیہ وہ چاہا ہاتھوں میں ڈال دیا حضرت نے اسے قدموں سے الگ کر دیا تب انہوں نے ہاتھ ہاتھ کر محبت قبول فرمائی لی اور خواست کی بار آخر بہت سے انکار کے بعد انہوں نے تمام روپیہ حضرت کی جو تھیلی میں ڈال دیا حضرت جب انہیں تو نہایت استغناء سے مانگھ جوتے جھارے اور مسہ روپیہ زمین پر گر گیا حضرت نے جوتے کھن لیے اور خانقاہ انوار الحق صاحب سے پاس کر فرمایا کہ حافظ جی ہم بھی اترتے کہتے ہیں اور اکل و نیا بھی دیا کرتے ہیں فرقی یہ ہے کہ ہم دنیا کو ٹھکراتے ہیں اور دولتوں میں مبتلا رہتے ہیں دینا اور اس سے قدموں میں کرتے ہیں اور وہ انہیں ٹھکراتی ہے اور یہ فرما کر روپیہ و جیں تقسیم فرما دیا۔

حکایت (۲۶۶) حضرت والدہ مرحوم نے فرمایا کہ: یوں ان محمد بنین صاحب مرحوم دیوبند کی نے فرمایا کہ قاضی پور میں جب حضرت ہانوقوی تشریف لے گئے ہیں پور فشرہ محرم تھا پور واقعہ نے حضرت مولانا کو اپنی مجلس میں آنے کی دعوت دی حضرت نے فرمایا کہ منکور ہے مگر اس شرط سے کہ جب آپ لوگ مجلس میں کہ سن چکیں گے تو ہم بھی کچھ کہیں گے، اس پر قیلاہ نہیں ہوئے اور وہیں کچھ نہ بھی گفتگو کرتے ہوئے ان سب راہفق نے کہا کہ اگر آپ حیدر آباد میں ہم کو حضرت مولانا کی زیارت کرادیں اور حضور اپنی زبان مبارک سے اشارہ لیا میں کہ آپ جاکر رہے ہیں تو ہم اہل سنت و جماعت میں داخل ہو جائیں گے فرمایا کہ تم اس پر بھت رہو تو میں قیام کو کے ساتھ ملوں گی آئندہ شان یہ ہے کہ آئندہ دوسری شان بھی ہے جو حضرت مولانا سے خاصا بڑی ہے کہ انہوں نے اپنے ان سے ملنے میں پور ان پر لکھ کر کہتے ہیں جو مصلحت جس وقت غالب ہو اس وقت ہی پر عمل کرنا چاہیے۔

[illegible]

نکایت (۲۶۴) یہ کہ ایک مرتبہ ہم چٹواں نے غور و جہد کیا ہے اور تھاہام کے لئے نئی پیمائش کو بچھاڑ دیا تو ہم صاحبِ دولت اللہ علیہ کو بڑی خوشی ہوئی اور فرمایا کہ ہم بھی وہی ہو گئے کہ جب دیکھیں گے جاننے والا حقیقی شخصیت میں اسے جلال اور سب ترسب بھی دیکھے ہم ان لوگوں سے ملتے جلتے بھی تھے اور جو ان سے مراد ہے وہ ہمارے لئے ناقص صاحب سے جو اس وقت بالکل تھے بڑی ہمتیں تیار کرتے تھے ہمیں کوئی اجازت تھی نہ کہ قبول کرتے تھے۔

حکایت (۲۷۵) فرمایا: یہاں ہمیں ایک جماعت میں تین برس تک مودہ میں ایک مودہ رہنا پڑا۔ عمر قاسم سے سب رحمت اللہ علیہ سے کہ اس وقت یہاں کثرت تھے، تھے مودہ کے باشندے میں اربابیت یا تو فرمایا کہ ہرگز تو انکار ہے، جتنا دُشمن سمجھتے ہیں اور اتنا اچھا یہ بتانا کہ سمجھتے ہیں یہ حکایت مودہ کی عمر بیکر سے روئی سے کہی ہے۔

حکایت (۲۷۶) فرمایا کہ ایک مرتبہ عوام محمد قاسم رحمت اللہ علیہ ریاست دہلی پر تشریف لے گئے تو اب کتب علی نماں مرحوم نے یہ دیکھا تو اپنے پاس بلانے پر بلاتے یہ دیکھ کر کہ ہم ایرانی لوگ ہیں تو اب کتب علی سے واقف نہیں اس پر جواب صاحب طایر نے کیا کہ آپ کو آداب سب معارف ہیں آپ ضرور کہہ فرمائیں ہم لوگوں کو بحث شتوق ہے اس پر وہ نے جواب دیا کہ تعجب کی بات ہے شتوق تو آپ کو دہلیور سے میں تو اب غرض کہ تشریف نہیں لے گئے۔ (مقولہ مرآت العارفین)

حکایت (۲۷) : فقر جامع نے کچھ عرصہ تک ایک مریض کو علاج و نفع دینے کے یہاں ٹیپ

بہ متی درویش محمد صاحب حل مسلمان ہوئے تو آپ نے اس کا ہوا آرام کیا اس کی خبر ایک شخص نے
 مولانا گنٹولی رحمت اللہ علیہ سے کی تو مولانا سے فرمایا کہ براہ کیا اس شخص نے یہ سنا
 مولانا فاضل رحمت اللہ علیہ سے جان کر کہ تو مولانا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو آثار مسلمانوں
 کا آرام کیا ہے اس شخص نے اس جواب کو پھر مولانا گنٹولی رحمت اللہ علیہ سے آکر نقل کیا تو مولانا
 گنٹولی نے فرمایا کہ کافر کے آرام میں مفسدہ نہیں ہے بہ متی کے آرام میں مفسدہ ہے اس نے پھر
 اس جواب کو مولانا فاضل رحمت اللہ علیہ سے جان کر کہ تو مولانا فاضل رحمت اللہ علیہ نے اس کو ذات دیا کہ یہ کیا بیانات ہے
 لوح کی نذر لگاتے پھرتے ہو چنانچہ اپنے کام کرو۔

حکایت (۸۷۲) مولانا محمد قاسم صاحب نے تھکن میں ایک خواب دیکھا تھا کہ میں مرتی ہوں
 نور لوگ مجھے دفن کر آئے ہیں تب قبر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور پوچھ گلیں
 سامنے رکھے اور یہ کہا کہ یہ تمہارے اعمال ہیں اس میں ایک تکمین بہت خوش نما اور کمالا ہے اس
 کو فرمایا کہ یہ عین حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے ایسے ہی مولانا نے ایک خواب اپنا غالب ملکی
 میں دیکھا تھا کہ میں خان کھن کی چست پر کھڑا ہوں اور مجھ میں سے ٹکلی کر جڑوں میں جڑی
 ہو رہی ہیں اس خواب کی مولانا مملوک علی صاحب رحمت اللہ علیہ نے یہ تعبیر دی تھی کہ تم سے
 محمد دین کا فیض حضرت جباری ہوگا۔
 (از تحریرات بعض شائق)

حکایت (۸۷۹) ایک مرتبہ مولانا فاضل رحمت اللہ علیہ کے والد ماجد نے حضرت حاجی
 صاحب قدس سرہ سے شکایت کی کہ بھائی میرے تو کیسی ایسے بیٹا نکالو مجھے کیا جو اس میں تمہیں
 کچھ کما تو افلاس دور ہو جاتا تم نے اسے خدا جائے کیا کر دیا نہ کچھ کما تا ہے نہ نوکر کی کرتا ہے
 حضرت حاجی صاحب اس وقت تو میں کہ چپ ہو رہے تھے۔ کڑا بھیجا کہ یہ شخص ایسا نہ کرے والا ہے
 کہ دے دے اس کی خوجی کریں کہ نور اہل شہرت ہوئی کہ اس کا کام ہر طرف پکارا جانے کا اور
 تم سچی کی شکایت کرتے ہو خدا تعالیٰ ہے نورانی ہی اتنے سے کا کہ من سہ سچا پچاں پچاں راہیہ سے

(از تحریرات بعض ثقات)۔ (تقریرات بعض ثقات)۔

حکایت (۲۸۰) ایک مرتبہ مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایم اے اردو ٹی بی میں موجود تھے زمانہ مکان کے گوشے پر سرائوں میں سے کوئی قریش زینہ میں آ کر آیا پردہ سرور میں جاتا ہوا عورتوں سے رک نہ تھے ہر چلنے کے پھٹے مردہزار میں تھے انہوں نے فی وہاں میں مکان پہنچے تو دوسرے دانی آریاں کی پہنچ گئی (از تحریرات بعض ثقات)

حکایت (۲۸۱) مولانا محمد یعقوب فرماتے ہیں کہ میرا اپنے مکان ملک میں چڑھیلوں کے کوچہ میں تھا جارا تھا مولوی صاحب (یعنی مولانا محمد قاسم صاحب) بھی میرے پاس آ رہے تھے گوشے پر ایک چھلکا پر ہوا تھا اس پر پڑے رہتے تھے روٹی بھی کھا لیتے تھے مولوی کئی کئی وقت تک اسے ہی کھانتے تھے میرے پاس آوی روٹی کھا کر والدہ کرکھ اس کو یہ کہہ کر تھا کہ اب مولوی صاحب کھانا خواتین مسالین دہرے کرو مگر بدلت بھی اس کے اسرار پر لے پتے تھے ورنہ یہی روکھا سوکھا نکلا جیگر پڑ رہے تھے۔ (از تحریرات بعض ثقات)

حکایت (۲۸۲) مولانا محمد قاسم صاحب فرماتے تھے کہ اس علم نے خراب کیا ورنہ اپنی وضع کو یہ خلاف میں مانا کہ کوئی بھی نہ جانتا (اس نے بعد مولانا محمد یعقوب تحریر فرماتے ہیں) میرے کہتے ہوں اس شہرت پر بھی کسی نے کیا جانا جو حالات تھے وہ کسی قدر تھے لیکن میں سے ظاہر ہوئے آخر سب کو غامضی میں لایا جان کر اٹھایا۔ (انہی قول ۲۸۰ مولانا محمد یعقوب)

حکایت (۲۸۳) مولوی محمد قاسم صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں شہرہ حاضر ہو تو حضرت کی ساری میں ایک نور صحنہ رکھی ہوا تھا میں نے اس کو اٹھ کر انویں سے پالی کھینچا اور اس میں بھر کر بہ قیامی تڑا پلا تکر کی نمائے وقت حضرت سے ملا کہ یہ قصہ گئی بیان کیا آپ نے فرمایا کہ کنویں کا پانی تو کڑوا نہیں ہے شہر ہے میں نے وہ نور اب سنا جنت کی حضرت نے بھی پہلے تو بہ ستور جمع تھا آپ نے فرمایا اچھا اس کو رکھ دو نماز اس کے بعد حضرت نے سب نمازیوں سے فرمایا

کہ فکرِ خیر نہ کرے۔ اس پر جو نیک برہمن، حضرت نے بھی پڑھا اور وہ اس پر ہنسے۔ یہ شخص
نہ دیکھتا ہے، تو دیکھو کہ اس کی طبیعت ہی شلوخ و غشور ہے۔ یہ تو امانتِ امانتِ امانت ہے۔
پھر اس نے بعد میں امانتِ امانتِ امانت پر فائز ہوا۔ اس وقت میں بھی جیسے تہذیب سے اس
نے کچھ تو کسی قسم کی تمیز کی تھی۔ یہ شخص جس میں حضرت نے فرمایا کہ اس پر سننے کی کوئی سہولت ہے اس
پر سزا ہو رہا تھا امدتِ کمال کی حالت سے صاحبِ نفع ہو گیا۔ (از تحریرات بعض شفا)

حکایت (۲۸۴) یہ ہے کہ ایک شخص جو رحمتِ اللہ علیہ نے حاضرینِ مجلس سے فرمایا کہ وہ
عمر کی عمر کو کھدے سے زیادہ محبت کرتی ہے جسے بھی دیکھیں وہ بھی ایک صاحبِ نفع ہے۔ ایک
حدیث ضعیف میں آیا ہے کہ کلاب بن ابی اسلمہ کے عرق مبارک سے دیکھا ہے کہ فرمایا
کہ ہمارے یہ حدیث ضعیف ہے مگر یہ تو حدیث ہے۔ (از تحریرات بعض شفا)

حکایت (۲۸۵) مولوی محمد نضر خاں نے ایک بار چہ مولانا نونوی رحمتِ اللہ علیہ کو عرض
کیا کہ اگر دیکھا جائے کہ کوئی صاحبِ نفع ہو تو اسے دیکھ لیا جاتی ہے۔ مولانا نونوی رحمتِ اللہ علیہ
فرمایا کہ اگر ایسا ہو تو وہی شخص نیکو خیرات کر دے گا۔ اور اسے مضمون ملو کہ مولانا نونوی کو
پیش کیا اور اس میں یہ بھی لکھا کہ اس مضمون میں نے مولانا نونوی کو بھی لکھ کر دیا ہے۔ اس نے
جس وقت یہ تحریر کی ہے تو مولانا اس وقت تلمذ کا موضوع کر رہے تھے۔ اس میں مولانا نونوی بھی حاضر
ہوئے۔ مولانا نونوی نے مولانا کو لکھا کہ جس سانسے ہی کھڑے تھے مولانا نونوی نے مولانا نونوی
کی طرف تو ہم فرمایا کہ کلامِ حق سے فرمایا کہ (یہ تو کلمہ ہے) اور فرمایا کہ (لو ابھی دیکھو کہ اس
نے جو یہ بھی نہ دیکھا) مولانا نونوی رحمتِ اللہ علیہ اس وقت فرمایا کہ (لو ابھی دیکھو کہ اس نے پاس
آگیا ہے جو اب مل جائے گا) از تحریرات بعض شفا (مکتول از اشرف التبیان)

اضافہ از مولوی جمیل احمد صاحب علی محمد صبی در اشرف التبیہ

حکایت (۲۸۷) مولوی صدیق صاحب امروہوی کے صاحبزادے مولوی فاروق صاحب زاد۔
مجددِ مہم حضرت سے بیان فرمادے تھے کہ مولوی احمد حسن صاحب امروہوی (جو مولوی فاروق
صاحب کے استاد تھے) مجھ سے فرماتے تھے کہ حضرت مولانا قاسم صاحب جس طالب علم نے
اندر تکبر و کھستے تھے اس سے کبھی کبھی جو بڑے انجوائے کرتے تھے وہ جس کے اندر تواضع دیکھتے تھے
اس کے جوئے خود اٹھالیا کرتے تھے۔

حکایت (۲۸۸) مولوی فاروق صاحب موصوفہ مصدر فرماتے تھے کہ مولوی احمد حسن
صاحب امروہوی نے مجھ سے فرمادہ فرمایا کہ جب مولانا محمد قاسم صاحب نے سنا کہ مولوی
عبدالحق صاحب نے امروہوی سے ساتھ تک کی شان میں کچھ کلمات فرماتے ہیں تو خود امروہوی
مولوی عبدالحق صاحب سے تنگ کرنے کی طرف لے گئے تو مولوی عبدالحق صاحب نے تنگ
موقعہ نہیں دیکھ کر ان کے بعض طالب علم مولانا محمد قاسم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
کچھ تنگ کرنا چاہی تو مولانا محمد قاسم صاحب نے فرمایا کہ بھائی تم میری بات کو سمجھو گے نہیں پور
مولوی عبدالحق صاحب (میرے بات) سمجھ نہیں گئے جب مولوی عبدالحق صاحب نے سنا تو ان
طلباء کو ڈانٹا کہ تم کیسے چاہو مولانا محمد قاسم صاحب کی چیز میں جانتا ہوں۔

حکایت (۲۸۹) مولانا احمد حسن صاحب نے فرمایا کہ مولانا قاسم صاحب کی ایک خواہش
نے دعوت کی اخلاق سے اس روز بادشاہ ہوئی اور وہ جو بد وقت پر لانے لے آیا تو مولانا محمد قاسم
صاحب خود اس جولاہے کے یہاں تشریف لے گئے اس نے عرض کیا کہ ملکہ نے آپ بادشاہ
ہو گئی تھی اس لیے میں دعوت کا انتظام نہ کر سکا مولانا نے فرمایا کہ انتظام کیا ہوتا ہے اس
کچھ پکا بھی ہے اس نے کہا جی ہاں وہ تو مولود ہے فرمایا کہ بس وہی ساریں ہے چنانچہ جو کچھ معمولی
کھانا ساگ وغیرہ اس کے یہاں تیار تھا وہ لاشی مولانا بھول فرما کر تشریف لے آئے اور فرمایا کہ

تو میں نے کہا کہ اچھا جیو ہمارے میں چل کر سناٹا لڑیں پڑھیں ہمارے لئے اور جو ایسے شخص
 آئے وہ کلام لکھا کرتے ہیں سے یہ میں نے دریافت کیا کہ یہ لوگ کون ہیں اور کیوں
 صحن میں آتے ہیں نے فرمایا ہاں آپ میں چنانچہ ہم نے جو حدیث یہ آیت و شعر کے بعد
 مولانا شریف رکھتے تھے وہ یہ تھا کہ "وہی تو مولانا میدان مبارک میں تشریف لے چکے۔" اس میں
 ایک رپاڑ ہوا تھا۔ مولانا پیدل تھے تو مولانا ہاجرا پنے گئے تو وہاں تو پر۔ جس نے یا جاسہ
 اٹھک کیا تھو مولانا نے پارا کہ "نگلی ماند میں ہر وہاں۔" کہ "نیکو۔" چھوٹے "خس" پر "یہ کاؤں کے
 رہے۔" ڈال لیا کرتے ہیں ڈال ایسا تشریف لے چلے گئے۔ سب مولانا کی تقریر ہوئی تو وہ لوگ
 کو مولانا کی اصلاح ہوئی تو لوگ رات میں اٹھ کر رات کو مولانا کو اپنا اسے اور جو
 پادری کہ ہاں پر مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے آیا وہ اہل ان کے کہا کہ اگر یہ ہیں تقریر پر اپنا تو میں
 مولانا محمد قاسم سب کی تقریر پر ایمان لائے سب مولانا ہاں سے اپنی تشریف لے گئے تو میں ولتہ
 چونکہ شہر کے وہاں کو اہل دو پہلی تھی اس لیے یہ سے لوگ حاضر ہونے اور عرض کی کہ
 حضرت ہم لوگ دفتر میں لو کہ ہیں اس کیجورں۔ یہ جناب کی تقریر کے سنتے سے خردم
 رہے اس لیے ہم وہاں سے آتے ہیں کہ ہم کو بھی اس سے مشرف فرمایا۔ مولانا محمد قاسم
 صاحب نے مجھ سے (یعنی مولانا محمد حسن امروہی سے) فرمایا کہ مولانا محمد حسن قمر آباد میں
 بیٹے جو ان خاں سے کہ میں نے حیدر خور پر مولانا کی تقریر سنی تھی نہ تھی مولانا کا نظم اس
 لیے میں نے بیان کرنے کا ارادہ کیا اور میں نے کہا کہ صاحب مولانا کی مثال مولانا سے لاد میں
 مثال کو مولانا کی نہ ہوتی بلکہ مولانا کو مولانا کا مضمون سمجھ چکے اور یہ بھی ہوئی وہ اس
 کو میری طرف سمجھ چکے اس کے بعد میں نے تقریر بیان کی اور پھر مجھ کو تقریر کے بعد وہاں
 پہنچے خبریں دیں کہ میں کیا نہ رہا ہوں تقریر کے بعد وہاں کے یہاں یہ کہ میں وہاں میں تقریر
 تھی جو مولانا محمد قاسم صاحب نے فرمائی تھی

مولانا محمد قاسم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا تقریر مولانا محمد حسن امروہی سے نقل کیا

حکایت (۲۹۳) مولوی ہادی صاحب نے فریاد کیا کہ ہمارے مہتمم صاحب مر گئے ہیں۔
 فرمایا کہ سو اچھا مگر جو صاحب مر گئے ہیں وہ صاحب مر گئے ہیں۔ ان کو ان کے رشتہ داروں نے
 آگے بڑھائے تھے تو ان کو صاحب مر گئے ہیں۔ ان کی جگہ پر بھی دیکھو کہ ان کے رشتہ داروں نے
 بھی تو ان کی ضرورت نہیں کرتے۔ یہ وہاں مر گئے ہیں ان کی طرح آگے

(انتقال مرگے ہوئے صاحب)

قطب ربانی مولانا رشید احمد صاحب نقوی قدس سرہ کی حکایات

حکایت (۲۹۴) مولانا صاحب نے فرمایا کہ مجھے نے حافظہ سے یہ قصہ یاد ہے کہ مولانا صاحب
 فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں حضرت نقوی قدس سرہ سے یہاں حاضر تھا کہ مولانا صاحب
 اشرف علی صاحب بھی اس زمانہ میں تھوڑے تھے۔ ان کے بولنے کے مولانا صاحب پر ہوا تھا
 اور یہ تھا کہ مجھے میں نے اس سے یہاں سے اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
 اس کی خدمت میں تھا کہ مولانا صاحب (یعنی نقوی صاحب) ان کی خدمت میں حاضر تھے اس
 پر حضرت قدس سرہ نے اس سے اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 کہ یہ ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

حکایت (۲۹۵) مولانا صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں حضرت نقوی قدس سرہ کی
 خدمت میں حاضر تھا کہ مولانا صاحب اشرف علی صاحب بھی تھے۔ ان کے بولنے کے مولانا صاحب
 کی نماز کے بعد مولانا صاحب نے مولانا صاحب سے اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 حضرت نے اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 بولنے کے بعد مولانا صاحب نے مولانا صاحب سے اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 بولنے کے بعد مولانا صاحب نے مولانا صاحب سے اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

حالت کا شوق تھا اور جو لہو لہو حدیث میں وارد ہونے جیسے پافانہ میں جاتے وقت یہ پڑھنے لہو لہو
وقت یہ فوراً زار میں جاتے وقت یہ الٹی خیر ذمہ میں ان کا بیعت اہتمام کرتا اس لیے مجھے اعمال
شارح سے بہت کم دلچسپی تھی کبھی اس دن میں کبھی چند روزوں میں مراقبہ خیرہ لڑ لیا کرتا تھا یہ
بہری صفت ہے اور اب بہری صفتی کا وقت ہے اور اب میں چاہتا ہوں کہ جناب مجھے کچھ تعلیم
فرمادیں مولانا نے فرمایا کہ جو اعمال آپ آ رہے ہیں ان میں آپ کو مرید احسان حاصل ہے یا
نہیں انہوں نے فرمایا کہ حاصل ہے حضرت نے فرمایا ہیں آپ کو کسی تعلیمی ضرورت لے نہیں
کیونکہ مرتبہ احسان حاصل ہو جانے کے بعد اشغال سہو قہ میں مشغول ہوتا ایسا ہے جیسے کوئی
گھاسن و دھن وغیرہ پڑھ پڑھنے کے بعد کر رہی شروع کرے اور یہ کہ ہر ہے کہ یہ فعلی محض قضی
اوقات ہے اس لیے آپ کے لیے اشغال شارح میں اشغال قضی اوقات اور جمعیت ہے۔

حکایت (۲۹۹) خان صاحب نے فرمایا کہ مولانا انگلوی نے جو ۱۲۹۹ء میں حج کیا ہے اس میں
آپ کے ہمراہ یہ اشخاص تھے امیر شاہ (یعنی خان صاحب) حافظہ عطاء اللہ مرحوم حاجی محمد محبوب
دہلوی، مگربی ساز محمد عاشق، مولوی مسعود صاحب کے پہلے سر (جن کا نام مجھ پر نہیں) غرض
قبل حسین صاحب و محبوبی (حضرت حاجی صاحب کے بھتیجے) ہم سب لوگ ایک قعود کی کسی تاریخ کو
بھینٹی پہنچ گئے تھے لیکن جس جہاز کے لادو سے چلے تھے وہ جہاز ہم سے ایک روز پہلے چلا گیا تھا
دوسرا جہاز دیر ہی کھڑا تھا مگر اس کے روت ہوئے میں دیر تھی اس لیے ہم کو بھینٹی میں ٹھہرا
روز اور ٹھہرنا پڑا اور ہم ۲۴ بجے کو ہزار دہی میں موافق دے ہوئے سوار ہونے کے بعد بھی وہ
جہاز کھڑی رہی رات میں آچلاں آئیں کوٹ بائیس کو اب لوٹ گھر آگئے اور سمجھے کہ اب حج ضرور مل
گئے کیونکہ دن تھوڑے ہوتی ہیں اور اتنا بار بار قعود کرنا ہے اور اس کے ساتھ تھکنا یہ شب کا قرطین
آپ بھینٹی میں پہنچ کر دیر نہ دے تھے۔ غرض کہ ان کو جہاز ان کو مقصد کو پہنچا اور غرض ہر طرف کی
تہ تیغ طریقہ حصول علی اللہ بعد انفس اللہ علیہ قواں نکلتی پر جاتے ہیں وہاں لوگ تھوڑے بڑے
سمجھے ہیں۔ یہاں کہنے والے دن میں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انہیں بھی (۱) اور (۲) ملی

بھی کرتا ہے اور یہ خیال اس کے لوگوں سے اجازت سے اتنا شروع کر رہا ہے کہ وہ اس کو معلوم ہوا کہ لوگ اترنے لگے ہیں تو آپ نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ لوگوں سے کہہ دو کہ موسم حج منقطع نہ کریں ہمیں ضرورت ہے کہ ہم کو تکہ میں اپنے کو عرفات میں اور مزدلفہ میں اور منیٰ میں دیکھ چاہوں ہم نے اطلاع کر دی اس پر کچھ لوگ تو رہ گئے اور کچھ پھر بھی اتر گئے حافظ بھی اس اجازت میں تھے اور انہوں نے بھی اجازت سے اترنے کا ارادہ کیا تھا مگر ان کو چونکہ ان سے حسن ظن تھا اس لیے مولانا نے حافظ عطا اللہ سے اور مجھ سے فرمایا کہ حافظ کو سمجھا دو کہ وہ ارادہ نہ کرے کہ اس موسم حج ضرورت کے کام سے انہیں سمجھایا اس پر وہ خود مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے مولانا نے اپنی عادت کے خلاف خود ان کو سمجھایا اور انہوں نے آخر فر کر لیا کہ اب میں نہ اتروں گا بلکہ وہاں کے بھی وہ اتر گئے مولانا کو جب ان کا اترنا معلوم ہوا تو آپ کو بہت حائل ہوا اور آپ نے فرمایا کہ باقی اتر گئے جس جی ان کی قسمت ہی میں حج نہیں اس کے بعد حافظ ہر سال حج کا ارادہ کرتے تھے مگر کوئی نہ کوئی مانع پیش آ جاتا تھا اور تا انتقال تک کو حج میسر نہیں ہوا ایک دفعہ تو یہاں تک ہوا کہ تیاری بھی پوری ہو گئی ایک بھی گھر پر آ گیا اور وہ سوار ہونے ہی کو تھے کہ یکایک ان کو خیال ہوا کہ زوار پرست جائیں لیست نہ سوار ہوں گے اور وہ لیست گئے بیٹھے میں ان کی کمر میں استاذ اور سے نکلا تاکہ اسے وہ سفر کے قبل نہ رہے اسے انہوں نے چمکا نکل جائے تک سفر کو ہٹوئی کر دیا اور اس کے بعد ارادہ ہی منقطع کر دیا جب مجھے معلوم ہوا کہ حافظ ہر سال ارادہ کرتے ہیں مگر ان کو حج نصیب نہیں ہوتا تو میں نے ایک جگہ سے مولانا سے عرض کیا کہ حضرت حافظ ہر سال حج کا ارادہ کرتے ہیں مگر ان کو حج نصیب نہیں ہوتا ایک مرتبہ حضور نے فرمایا تھا کہ ان کی قسمت ہی میں حج نہیں ہے آپ ان کے لیے دعا فرمائیجئے کہ ان کے حج قبول جائے جس جگہ میں میں نے عرض کیا تو اس میں مولوی حبیب الرحمن صاحب تھانہ احمد صاحب مولوی طفیل احمد صاحب مولانا صاحب مولانا صاحب تھانہ عطاء اللہ صاحب تھانہ عطاء علی خاں وغیرہ موجود تھے مگر مولانا نے دعا نہیں فرمائی اور فرمایا کہ یہ تمہارا خیال ہے مگر میں ان کا نہیں سمجھتا ہوں اس پر سب حیران رہ گئے کہ اسے دعا کیوں نہ ہو جائے تو ہے۔ بعد میں جب یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس نے دعا کی تو اسے دعا ہے وہاں میں ہر دم زوار کرتا

میں نے پھر عرض کیا کہ اگر آپ نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ میں اس قوم میں ہوں یہ جہاد تو ختم ہو گیا۔
 جب جہاد کی ساری امداد گزرتے ہمارے پاس نہ رہی عمر نورونہ بنو حنیفہ ان سے آئے
 پہنچے تو ان میں جس قدر روایت تھی سب تجھ نے تہجد والوں پر چڑھائے اور کہا کہ اگر تم نے جہاد
 کا رخ کامرہن کی طرف پھیرا تو ہم تم کو مار ڈالیں گے یہ وہ جہاد ہے جو جہادِ اعلیٰ اور اعلیٰ ہے
 مجبوراً ان کو جہادِ جہاد سے جدا کر دیا جب جہادِ جہاد پہنچا تو وہاں معصوم ہوا کہ وہ لوگوں کو مارنے کی
 اجازت نہ ہوئی اور جہاد کو قرطبہ کے لیے کامرہن دینے کی اجازت نہ تھی اس لیے جہاد کو سخت
 پریشانی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے توہم نے قرطبہ کی قید سے نجات پائی تھی اب پھر وہیں جانا ہونا
 تھوڑی دیر میں ایک عرب صاحبِ شریف اسے اور انہوں نے کہا کہ وہی ہے اسرارِ شہادتِ خود
 ہیں اور وہ لینے کے لیے یہ جہاد کر رہے ہیں تم جلد ہی کچھ چند روز میں انہیں رو کر راضی کر لوں
 گا جب یہ خبر سونا تک پہنچی تو آپ نے فرمایا یہ شخص بالکل جھوٹ ہے کوئی اسے سمجھ نہ دے ہم کو
 کامرہن دینا نہیں ہوتا پھر یہ کہلا رہا ہے ہم ہمیں سزیم کے لیکن آج ہمیں سزیم کے ذریعہ اتریں گے
 چنانچہ دوسرے روز یہ حکم ہوا کہ کامیوں کو اتر باجھا پیسے ان کا کوئی قصور نہیں تصور جہاد والوں
 کا ہے اس لیے اس کی سزائیں جہاد کو دینا قرطبہ کرنا ہو گا اس پر حاجی اتر گئے اور ہم ۸ ہزار کو تک
 پہنچ گئے حاجی صاحب ہم کو شہر کے باہر کھڑے ہوئے مے سے کہ مدنی صاحب فرماتے تھے کہ
 اگر مروی شہید احمد صاحب اس جہاد میں نہ ہوتے تو کسی کوچہ نہ مٹا کر یہ وہ نہیں کہ تم سے نہ ہے
حکایت (۲۰۰) قال صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ عبد الوہاب عجمی کے رہنے والے ایک شخص
 تھے جو قمر میں مطلب کرتے تھے نہایت صالح اور قیامت تھے کسی نقشِ ہندی نہ رکھتے
 بیعت تھے مجھے ان سے اور ان کو مجھ سے بہت محبت تھی میں نے ایک مرتبہ ان کو کچھ اہلبیت توہم
 سے حالتِ دریاخت کی انہوں نے فرمایا کہ میں چند روز سے سخت تکلیف میں ہوں میرے اوپر کبھی
 گرتی ہے کبھی رات کو کبھی دن کو اور میں مری جا رہا ہوں اور سخت تکلیف سے مر رہا ہوں اور اس کے بعد
 دندہ ہو ۲۰۰ ہوں تو تکلیف سے ہو جا رہا ہوں یہ بھی اگر سوتے میں گرتی ہے تو بالکل خستہ ہو جا رہا ہوں

میں کے چہرے کا انتقال ہو چکا تھا اس لیے انہوں نے مجھ سے مشورہ لیا میں نے کہا۔ مولانا گیسو بیگم کو لکھو انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم لکھ دو میں نے کہا کہ آپ لکھ کر مجھے یہاں میں اپنے عریضہ کے ہمراہ اسے روانہ کر دوں گا انہوں نے اپنی حالت کھ کر مجھے دیدی میں نے اسے مولانا کی خدمت میں روانہ کر دیا مولانا نے جواب دیا کہ یہ باتیں تحریر میں آنے کی نہیں ہیں لیکن کو میرے پاس بھیج دو اس پر وہ مجھے اور جاتے دیکھا کچھ کہنے سے اچھے ہو گئے۔ لی

حکایت (۳۰۱) ننان صاحب نے فرمایا کہ مولانا گنگوہی کی طبیعت طیل تھی اور میں آپ کے پاس آ گیا تھا اور پاؤں دبا رہا تھا یہ دو زمانہ تھا جس زمانہ میں برہین خاں شائع ہوئی تھی اور اس پر نوگوں میں شورش ہو رہی تھی حضرت نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حساب و مولانہ علیہ السلام تختہ پر جہود افروز ہیں اور مجھے ماسے کھڑے کیا ہے اور مجھ سے امتحان سو مسئلے پر مجھے اور سو کے سو کا میں نے جواب دیدیا ہے اور آپ نے سب کی تصویب فرمائی اور نہایت مسرور ہوئے اس کے بعد فرمایا کہ اس روز سے میں نہایت خوش ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اگر سارے ملے عالم میرے خلاف ہوتے تو میں شاید اللہ حق میری جانب ہوگا۔

حکایت (۳۰۲) خان صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ زمانہ طالب علمی میں بوجہ حدیث پڑھنے کے عرصہ تک شاہ عبدالقنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری رہی اور اس بوجہ سے بار بار زحمت کا لڑا وہ حضرت شاہ صاحب ہی سے ہوتا تھا مگر ہر مرتبہ مولانا نووی فرماتے کہ فیصلہ جمع ہو حضرت اہل نقول سے کریں گے۔

اگر یہ تعریف تھانوی کے احکام کے لئے کسی جملہ کا ترجمہ نہ لکھائی گئی ایک مدق یہ حیا کہ اس سے فعل کی دہائی میں اختلاف نہ ہو۔
چہ۔ مثلاً اختلاف کا یہ دیا ہے اور اختلاف علم الخفاء کا یہ ہے اس سے۔ دوسرے جملے کا اختلاف ہی نہیں جو ان میں دیا گیا ہے اس کے۔ اور اختلاف دوسرے
نکیر است۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ تک کے اختلاف میں اسے حق پر ہونے کا ہے اور اس سے تعریف کا کہ کوئی اس
کے خلاف کا فعل نہ دے۔ اس کے جواب ہے۔ (اعتراف علی لا اختلاف فی الامور والادب) کہ اگر اس شخص کا صاحب ہے۔ اس میں تعارض میں کچھ
و علیٰ فیس۔ یہ ہے کہ اس طرف انکار ہے الا وراہ حود و حصہ فیما عارف صفا خلفہ و ما لا و صفا احتلف و علی باب میں تائید
ہے۔ یہ ہم شہ پر دہلی صیغہ جملہ دے۔ یہ لکھ کر ختم ہے تو خود غرض نگاہ ہے کہ وہ ایک ترجمہ است و تعارض پر ان کے دلائل سے غرض علی پر
استدلال اور ترجمہ غلبہ ہے۔ (اعتراف علی)

یوسف علی خاں صاحب نے مجھے پھر دوبارہ یہ کہہ کر روانہ کیا کہ دیوبند سے مولوی حامد احمد صاحب کو ساتھ لے لو اور گنگوہ پٹیجی کو مولوی مسعود احمد صاحب اور مولوی حبیب الرحمن صاحب کو ساتھ لے لو اور تم چاروں مل کر حضرت سے نہایت التجا کر کے یہ عرض کرو کہ حضرت اب تو لطف علی خاں کیلئے ویسی ہی دعا کر دیجئے جیسی مکہ مکرمہ میں یوسف علی خاں کیلئے کی تھی چنانچہ میں دیوبند سے مولوی احمد صاحب کو لے کر گنگوہ پہنچا اور تھلیہ میں مولوی مسعود احمد صاحب سے سارا واقعہ عرض کر دیا اور خلوت کے منتظر رہے لیکن خلوت کا موقع نہ ملا ملا شمس الدین اور مولوی ظہور الحسن صاحب رہنمائی آئے ہوئے تھے اور تمام وقت صبح سے دس گیارہ بجے تک حجرہ میں بیٹھے اسی مجلس میں میں اور حافظ صاحب حجرہ میں داخل ہوئے اور سلام کیا رمضان کا مہینہ تھا حضرت نے فرمایا خبر تو ہے کیوں آئے ہم نے عرض کیا حضرت عرض کریں گے ابھی تک خلوت کا موقع نہیں ملا تھا کہ حضرت قضاے حاجت کیلئے اٹھے اور واپس ہو کر حجرہ بند فرمایا تو پھر ملا شمس الدین اور ایک اور صاحب کو لا کھول کر حجرہ میں داخل ہونے لگے حضرت نے فرمایا کون ان کی جو شامت آتی ہو پڑے کہ شمس الدین جھڑک کر فرمایا کہ اٹھ جاؤ شمس انکا لگتا تھا کہ خلوت ہو گئی فوراً مولوی مسعود احمد صاحب اور مولوی حبیب الرحمن صاحب بلا لیے گئے اور ہم سب نے مل کر ایک تمہید اٹھائی کہ حضرت لطف علی خاں ایسے ہیں اور ایسے ہیں اور مدرسہ دیوبند کے اس قدر بھی خواہیں حضرت ان کیلئے دعائے صحت فرمائیں فرمایا کہ بھائی کیا کروں میرے دل میں تو ان کی صحت آتی نہیں پھر ہم لوگوں نے اصرار کیا حضرت نے پھر یہی فرمایا آخر کار مولوی مسعود احمد صاحب نے عرض کیا کہ حضرت بس یوں فرمادیں کہ اچھے ہو جائیں گے فرمایا کہ بھائی ایک تو ایسا کہتا ہوتا ہے جیسا میں نے ابھی مدرسہ کی نسبت کہا تھا اور ایک گنگوہائے سے کہنا انہوں نے عرض کیا نہیں حضرت بس یہ

لہذا رواہ ابن ابی شیبہ کہ مولانا حافظ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہی نہیں میں مدرسہ دیوبند کی کتابوں اور اس کے طالبان کا ذکر فرمایا اور اپنی بی بی بی بی بی کا ذکر کیا اور ابن ربیعہ والیوں کا ذکر کیا جو دیوبند میں مدرسہ کے خلاف کی جاتی تھیں حضرت نے بتاتے رہے آخر میں ایک دم تھکے سے گرا کر سیدھے ہو بیٹھے اور اٹھنے سے انکار کر کے فرمایا کچھ نہیں ہو سکتا یہ غصہ تھا مابین عمری ماکننا بعد ان السکینۃ تنطلق علی لسانہ ثم رواہ البیہقی فی دلائل النبوة عن علی (کذا فی مشکوٰۃ)

ہمسفر فرمائی وہیں فرمایا کہ اچھا بھائی تم کہتے ہو میں کتابوں کے نثر خوانہ اچھے ہو جائیں گے
تیسرے گئے بی بی بن کنگو خط پہنچا کہ لکھتے ہیں میں اسے ہر گز اور اگلے دن اطلاع آگئی۔ انتقال
ہو گیا۔

حکایت (۳۰۹) خان صاحب نے فرمایا کہ کنگو ہی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کہ - کاشفات کی تین
تقسیمیں ہیں ایک تحت قصوین اس میں کافر و مسلم نہ ہر ایک - دوسری محفوظات وہ خاص مسلمان
کیلئے ہے مگر اس کیلئے ہے مجموعہ اہل مابین و پشت و عمدہ اہل لکھنؤ اور ایک خاص علم اہل
تہذیب یہ مخصوص اہل علم اسلام کیلئے ہے پہلے دو میں کنگو غلطی کا احتمال ہے مگر ثالث میں امکان
نہیں کہ وہ پہلے دو میں زمانہ و مکان کی تفصیل تفتیش سے جو کتنی ہے مگر علم الہی میں ماضی و حال و
استقبال اور جہان سے انبیاء علیہم السلام کے علوم غامضی سے پاک ہیں۔

حکایت (۳۱۰) فرمایا کہ حضرت مولانا مفتاح علی رحمت اللہ علیہ اپنے سلسلہ کے ایک استاد سے
تعلق فرماتے تھے جس شخص کو دنیا کا نام ہو اور اس سے کھو جائے اس کو جیسا کہ پہلے ذکر کیا
ہو اس کو دنیا کا نام ہو اور دنیا سے کھو جائے اس کو صوفیہ کے مہر و کردے اور جس کو دونوں سے کھو جائے
اس کو شاعرانہ کے پیر و کردے اس پر میں نے (یعنی حضرت مرشد فیضی امیر سوانہ تھانوی
نے اس میں طبع ہے لہذا علی اللہ لا ملہ و لا ھدی۔ یہ کہ ہے اچھے و گئے یہ انبیاء و اولیاء کا علم۔ یہ کہ انتقال
ہوے۔ (اثر ان طبع) یہ تحقیق سوانہ اہل بیت سے متاثر ہے فی الدوا المصور شرح ابن حجر بر عن ابن عباس قال ان اللہ
یو جامع محفوظ عبیر و حسنات عامہ من ذرف بضاء لہ دفات من یہ قوت و المدد لہ حالہ کمال ہو و یولت
دستور لحفظ بحوالہ مابین و پشت و عمدہ اہل لکھنؤ و قریب حرج و عذر و حق و من حرم عن سوانہ عن ابن
عباس انہ سأل کما عن اہل الکتاب علیہم السلام ما هو سائل و ما خیف علیہم قالوا انہ یخشی ان یسألہ عن
کتابہ ما یخشی ان یسألہ عن کتابہ و ان یسألہ عن کتابہ ان یسألہ عن کتابہ ان یسألہ عن کتابہ ان یسألہ
سورہ و عذرا و انہ یسألہ عن کتابہ ان یسألہ عن کتابہ ان یسألہ عن کتابہ ان یسألہ عن کتابہ ان یسألہ
و قریب المدد و لا یسألہ عن اللوح و انہ یسألہ عن اللوح ان یسألہ عن اللوح ان یسألہ عن اللوح ان یسألہ عن اللوح
اللوح الذی لا یبصر و لا یبدل و فی الایات انہ لا یبدل و فی الایات انہ لا یبدل و فی الایات انہ لا یبدل و فی الایات

پہ نظر العالی! عرض کیا کہ حضرت جس کو دونوں کا پتہ نہ تو فرمایا کہ یہ ممکن ہے (تو) احادیث (اثرونی)

ہم نہ خوافی و ہم دنیائے دوں - اس خیال است و محال است و غیور (جامع)
 حکایت (۳۱۱) فرمایا کہ مولانا صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک شخص کسی گرو
 کے پاس گیا گرو نے پوچھا کیسے آئے ہو گمانیدہ تھے کیا ہوں گرو نے کہا کہ چیل چیل بہت مشکل ہے
 اس نے کہا تو گرو ہی بنا دو۔

حکایت (۳۱۲) فرمایا کہ جب میں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر
 ہوتا اور حضرت حاجی صاحب کا ذکر کرتا ہوتا تو فرماتے کہ جب تم آجاتے ہو تو قلب زندہ
 ہو جاتا ہے کیونکہ جب میں پہنچتا تھا تو کٹر حاجی صاحب کا تذکرہ آہم تھا اور حضرت جانتے تھے کہ
 اس (یعنی مرشد کی مدظلہ) نے حضرت حاجی صاحب کی زیارت کی ہے اسے حضرت کے حالات
 سے سرو ہو جاتا ہے حضرت نے فرمایا کہ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ استاد شخص جو امام وقت ہو وہ
 ایک ایسے تھوڑے کچھ بڑے رتبہ (یعنی قطب عالم حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ اکابرین
 مستعد ہو جاتے)

حکایت (۳۱۳) فرمایا کہ مرتبہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا فوتوی رحمۃ
 اللہ علیہ جمعیت منہ کو تشریف لے گئے مولانا گنگوہی کا تو قدم قدم پر انتظام اور مولانا فوتوی
 رحمۃ اللہ علیہ ابلی کی چیز کہیں پڑی ہے کچھ پرواہ ہی نہیں اس وقت ایک گروہ مولانا گنگوہی
 رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا کہ ہم بھی آپ کے ہمراہ حج کو چلیں گے آپ نے فرمایا کہ زور دہا بھی ہے
 انہوں نے کہا ایسے ہی تو کھیں پر چلیں گے مولانا نے فرمایا کہ جب ہم جہاز کا ٹکٹ لیں گے تو تم بڑ
 کے سامنے تو کھیں گی پگلی رکھ دینا دے آئے تو کھیں کرے گا جہاز کا کام سرور پھر ان لوگوں نے
 حضرت مولانا فوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا تو آپ نے اجازت دے دی۔

پر نگلے بارئیک دیئے، دیکھو اسے

راست میں جو ہم بھی جتو وہ اب نہ تو کون کو یہ ہے اور ساقیوں نے انا۔ حضرت قیام کو اسے
بی دیدیتے ہیں کچھ واسپے پاس رہنے تو فرمایا انا ان فاسہ واللہ بعضی اسی نے میں مولانا انگوی
رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کو توئی رات اندھ سے فرمایا۔ کچھ سے شام تک پھرتے ہی ہو پھر فکر بھی
ہے تو فرمایا کہ حضرت آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کیا کرے۔

حکایت (۳۱۳) فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی زاہد نے حضرت مولانا انگوی رحمۃ اللہ علیہ سے
عرض کیا کہ ذکر کے وقت غمزدگی آتی ہے۔ فرمایا کھیر دیکھ کر سہ چٹا کر دیا پھر کہ یہ لوگ غمزدگی کا وقت
سوائے سونے کے کچھ نہیں۔

حکایت (۳۱۵) فرمایا کہ ایک مرتبہ میں دیوبند پہنچا تھا ہاں ایک سیارہ دلائی صاحب آئے وہ
حضرت حاجی محمد عابد صاحب سے بعد کی نماز پڑھانے کی اجازت کے لئے کمر منبر پر بیٹھے تھے خدیو
شریوں کیا چونکہ رجب الاول کا رخت تھا خلیفہ کے اندر مولود شریف شریوں کر دیا اور خلیفہ حضرت
علویں کے غم ہونے پر ہی نہ تو لے لوٹ پریشان ہو گئے حضرت مولانا انگوی بھی اتفاقاً انہیں
فرما تھے چونکہ مولانا کو حق تعالیٰ نے عیش سے انکار حق کی شان دینی تھی من مولوی صاحب سے
فرمایا کہ مولانا خطبہ ختم کیجئے وہ سہ چپ رہا خطبہ میں مولانا کرام ہے (وہ بھی نہایت تھکا) مولانا
انگوی نے فرمایا کہ حرامہ و حلال یہاں سے پھرتے ہو تم میں قابل ہو کہ اس سے تمہارا تھکا پڑا کرنا
دیا جاوے پھر اس نے میں جواب دیا چپ رہو تمہاری جگہ کی خطبہ ختم کر دیا خطبہ کے بعد
دکوں نے کہا کہ ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے نہ حضور یہ کون بلا ہے مولانا انگوی سے
نہایت کچلے عرض کیا تم مولانا نماز پڑھانے کے لئے نہ ہوئے (تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ مساجد
اپنی امامت کیلئے تیار تھیں) مولانا خطبہ صاحب نے نماز پڑھائی مولانا انگوی نے یہ پیش مندی
کی کہ نماز کے بعد فوراً یہ انعام پلٹے مولانا دلائی صاحب نے نماز کے بعد کہا کہ ملاؤ اس دینی و

جو قطبہ میں ہوتا تھا اور بہت دیر تک بخدا با حضرت مولانا محمد باقر صاحب تہذیب پرست رہے۔ آپ کو شہادہ بھی بہت آیا لیکن تحمل کیا تھا کہ حضرت نے فرمایا کہ بھاری جہالت کے حضرات فقیر کو پتہ نہیں فرماتے تھے مولانا کا مقصد ہی کہ یہ خیال بوقتِ آمد میں موجود ہو تو صاحبِ ہدایت کا بیونہ نہ ہو۔ میری نصیحت کریں کہ اس لیے دفعِ موقع فرمائے اور اب یہ حالت ہے کہ فقیر فقیر کو تھوڑی سی آواز سے بھرتے ہیں قطبہ کی طوالت پر فرمایا کہ فقیر کی بات یہ ہے کہ خطبہ کو خلیفہ کرے اور نماز کو طویل یعنی بہ نسبتِ خطبہ کے طویل کرے۔

حکایت (۳۱۶) فرمایا کہ مولانا چشتی رحمت اللہ علیہ کو اس جگہ (خانقاہ احمدیہ لاہور) سے لائی محبت تھی بسبب بیانی جان رہی ہے تو فرماتے تھے کہ اگر آنکھیں دوتیں تو اس جگہ کو اب دیکھتے (کیونکہ حضرت حاجی صاحب کی جہاں بود ویش رہی ہے اس وجہ سے حضرت کو یہ واقعہ معلوم تھا) درحضر نے کہ جہانِ روزت رسیدہ باشد : باخفا آفتابش درایم مرغیانی

حکایت (۳۱۷) فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت مولانا چشتی کو اعضاء کی کہ حضرت رسالہ مدد کی سی صورت ہو گئی ہے دعا فرمادیجئے کہ مولانا نے تحریر فرمایا کہ اچھا ہے یہاں فکر خوشی و غم بسبب یہاں اللہ اللہ کرنے والے جمع ہو جاویں گے (جامع کائنات کے سمعان اللہ حضرت کی خواہش: حسن الوجوہ پروری ہو گئی)

تو چشیں خواہی خدا خواہ چشیں : سے دہ بد و مال مراہ مقش
مکاتہ او کفایت اللہ : کہ چہ از مطلقہ عہدہ بود

حکایت (۳۱۸) فرمایا کہ آپ مرتبہ حضرت مولانا چشتی رحمت اللہ علیہ کی چھوٹی مدد نہیں آپ ان کی بیمار داری میں تھے جس طبع کے یہاں آپ تشریف لے جاتے تھے وہ بہت غم سے کرتے تھا مولانا کو غصہ آگیا اور طب کی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا اور جیسے طبع دوست کے چپ مولوی مسعود احمد صاحب طب پڑھ کر تشریف لائے ہیں مرتبہ آپ نے اس کام کو چھوڑ دیا کہ بھائی

ابہ مسعود آگئے ان سے رہنمائی کرو۔

حکایت (۳۱۹) فرمایا کہ ایک ذہنی صاحب مولانا گنگوئی رحمتہ اللہ علیہ نے پانچ حاضر ہوئے مولانا مسعود علی گنگوئی کے درمیان میں مشغول ہو گئے ان کو اس پر رنج ہوا اور دوسروں سے شکایت کی کہ بڑے بڑے اخلاق ہیں (اس پر تار سے حضرت نے تبسم سے فرمایا کہ الحمد للہ مولانا کی یہ سنت مجھ کو بھی نصیب ہے عورتوں میں بھی اس طرح بدنام ہوں سنا ہے کہ سال کے ختم و شروع پر گورنمنٹ کی طرف سے کچھ خطابات تقسیم ہوتے ہیں تو مولانا کے لیے بھی شمس العلما کا خطاب تجویز ہو، تقاس میں ان ذہنی صاحب سے بھی پوچھا گیا چونکہ یہ عاکم پر گزرتے تو انہوں نے مخالفت کی کہ مناسب نہیں ہے اس پر ذہنی صاحب نے خوش ہو کر مولانا کے آرمیوں سے فرمایا کہ ہم سے مولانا بھی طرح نہ ملے ہم نے بھی خطاب نہ ملنے دیا مولانا نے سنا تو فرمایا کہ بھائی میں تو ان کا بڑا ممنون ہوں کہ مجھے اس حد سے نجات دی میں تو دعا کرتا ہوں تار سے حضرت نے فرمایا کہ جب سنا ہو گا تو براہ کزن ہو گا کہ یہ کام کیا تو تھوڑے کیلئے مگر ہوئی خوشی جیسے سلیمان ورائی نے فرمایا ہے کہ اگر شیطان دوسرے والے تو خوش ہو گیا کہ شیطان دشمن ہے جب تم دوسرے سے خوش ہو گئے اور وہ تمہاری خوشی چاہتا نہیں دوسرے ڈانٹا چھوڑ دے گا۔

حکایت (۳۲۰) فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر آج کل کے توجہ مولوی اعتراف کرتے ہیں اور حضرت مولانا گنگوئی رحمتہ اللہ علیہ حالانکہ ہمارے وقت تھے مگر کبھی آپ کی زبان سے اعتراف نہیں لگا اور اعتراف تو کیا مولانا تو بالکل عاشق غافل تھے ایک دفعہ مولانا گنگوئی رحمتہ اللہ علیہ مولوی صادق البقین صاحب سے فرماتے تھے کہ فداں صاحب نے کبھی میری بات نہ کی کہ حضرت توبہ عتوں میں بیٹھا ہیں ہماری نسبت تو قطع ہو گئی دیکھو کبھی رنج کی بات ہے بھلا ان باتوں سے نسبت قطع ہوتی ہے بھلا حضرت حاجی صاحب بدعتی ہیں۔

حکایت (۳۲۱) فرمایا کہ جب مولوی صادق البقین حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں جانے

لگے تو سولانا گنگوہی رحمت اللہ علیہ نے وصیت فرمائی (دیکھیں ان بزرگوں کو نور باطن تو بتا ہی ہے) مگر اللہ تعالیٰ نور ظاہر بھی ان قدر عطا فرماتے ہیں کہ جس کی انتانیس (اک میاں سداوق البقین جیسے جہز ہے) ہو ویسے ہی چلے آئیو اپنے اندر کوئی تغیر یہاں لکھو۔ ہمارے حضرات نے فرمایا کہ اس سے حضرت مولانا کا یہ مطلب تھا کہ وہاں جا کر حاجی صاحب رحمت اللہ علیہ کے افعال میرے خلاف و بھروسے اگر مجھ سے عقیدت رہی تو حاجی صاحب کو چھوڑ دو کے اور اگر حاجی صاحب سے عقیدت رہی تو مجھے بھروسہ دے چنانچہ انمول نے مسلک مولانا کا رکھا اور حضرت حاجی صاحب کے بھی چہن در تھے مجھ سے مولوی سداوق البقین کہتے تھے کہ حضرت حاجی صاحب کے یہاں اور مولانا کے یہاں تو زمین و آسمان کا فرق ہے کوئی تطبیق ہو ہی نہیں سکتی میں نے عرض کیا کہ فاقہ خلف الامام کو ایک حرام کہتے ہیں ایک فرض کہتے ہیں اس میں بھی تو کوئی تطبیق نہیں ہو سکتی پھر ہم دونوں کو حق پر مانتے ہیں اور عقیدہ کرتے ہیں ایسے ہی یہاں سمجھو۔

حکایت (۳۲۲) فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب رحمتہ اللہ علیہ کے قصبہ الدین ایک صاحبزادے تھے ان کی شادی لکھنؤ ہوئی تھی اور ولیمہ ہانویہ میں ہوا تھا مولانا نے بڑی خوشی میں ولیمہ کیا تھا اور اس میں پلاؤ زردہ بہت اچھا پکرایا تھا کھانے میں زردہ اور بونئی تھی احمد کادین تھا گاؤں والے بھی ولیمہ میں آئے ہوئے تھے تو مولانا نے فرمایا کہ پہلے ان گاؤں کے قوموں کو کھانا کھا دو کہیرنگہ ان کو دور جا ہے گا۔ کے آدمی بھر کھا لیں گے تب ان کو کھانے بھالنا تو چاروں طرف سے زردہ کی باتک ہونے لگی مولانا پریشان ہوئے کیونکہ زردہ نسبت پلاؤ کے تھوڑا پکا ہے۔ مولانا شہید احمد صاحب گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کو بھی ان کی خبر ہوئی تو مولانا فوراً آتش بیف لائے اور مجمع میں آکر فرمانے لگے کہ یہ پلاؤ بھی کھانے ہی کے واسطے پکا ہے اور زردہ اندازہ سے پکا ہے نور کھلائے والوں کو حکم دیا کہ اب پلاؤ زردہ نہ دے سب دم مٹا دو کہے پھر کسی نے نہ مانگا اور کام حسن، خوشی کے ساتھ انجام کو پہنچ گیا ہمارے حضرات نے فرمایا کہ مولانا کے اندر شان انجام ہدی تھی کسی کے تسنے کی پرواہ نہ کرتے تھے اسی وجہ سے اکثر لوگ حیدر دستے تھے نہیں کر فرمایا اور احمد بندہ آپ یہ تیرا اٹ بھجے لی ہے

دکایت (۳۲۳) فرمایا کہ میں نے حضرت خلوت وغیرہ پسند نہیں کرتے تھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد، احسن ابو ندی، رحمت اللہ علیہ مولانا غلیس احمد صاحب سودرپور کی جانب سے بھی کبھی توبہ کی غلطی نہیں کی البتہ مولانا راہی رحمت اللہ علیہ پر یہ شبہ ہے کہ وہ اپنے حضرت سے قدرے اس کا طلب تھا اور یہ اثر ان کے پسندیدہ تھا باقی بعد ضرورت خلوت پر سب اعتراضات کا جواب تھا چنانچہ مولانا غوثی رحمت اللہ علیہ بھی قنویں ہی پر نیر بند کرتے اس میں پہنچتے تھے کہ اللہ میں نے مولانا غوثی رحمت اللہ علیہ کو لکھ کر میرا بیٹا چاہتا ہے کہ سب سے غلط ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ جائیں مولانا نے تحریر فرمایا کہ جلد سے یہاں لے آیا گیا نہیں رہا ہے شریعت بدلتی ہے۔

دکایت (۳۲۴) فرمایا کہ مولانا غوثی رحمت اللہ علیہ کے پاس کسی شخص نے دریدہ مہا بھیجی آپ نے بیٹے نے حقیر کی بلکہ اس کو نوکر اور غلام جو اسی سے بڑھی بیٹے کی مولانا محمد قسم رحمت اللہ علیہ کے پاس ایک شخص نے ایک ٹوپی جینٹ کی جس پر شالہاف کی ٹوٹ اور گود لگا ہوا تھا بھیجی آپ نے اس کو اٹا لے سامنے فرار اور جلی کہ صدیوں میں کر خوش ہو گا۔

دکایت (۳۲۵) فرمایا کہ ایک مرد نے مرید حضرت مولانا غوثی رحمت اللہ علیہ سے حضرت مولانا صاحب نے فرمایا کہ فلاں جگہ مولانا شریف ہے تو چلتے ہو مولانا نے صاف انکار کر دیا کہ نہیں حضرت میں تو نہیں جانتا میں تو بہت متلاں میں ان کو منع کرتا ہوں حضرت نے فرمایا جزاک اللہ میں اتنا تمہارے جانے سے خوش ہوں جتنا نہ جانے سے ہوا۔

دکایت (۳۲۶) فرمایا کہ ایک مرد نے مولانا غوثی رحمت اللہ علیہ حضرت مولانا محمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب رحمت اللہ علیہ کی رسم تعریف فرما رہے تھے بعد میں فرمایا مگر جرات اس شخص (یعنی حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ) میں تو کسی دو گنی میں نہ کسی حال ایک غوثی سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت مولانا صاحب رحمت اللہ علیہ کو تین بارے رہے ہیں یہ مبالغہ اور حضرت غوثی سے شائبہ

حکایت (۳۲۷) فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس قدر زکی النفس تھے کہ ایک مرتبہ جب آپ مسجد میں عشاء کی نماز کو قیام کیا کرتے تھے تو فرمایا کہ کسی نے مسجد میں دیا سلامی جلائی ہے تحقیق کرتے سے معلوم ہوا کہ ایک غلام نے مغرب کے بعد جلائی تھی جس کا اثر مولانا کو عشاء کے وقت محسوس ہوا اور آپ کے یہاں عشاء کی نماز قریب شمس شب بوقت ہوئی تھی۔

حکایت (۳۲۸) فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے کہ ہر شیء اپنی سب غلہاں کھینچ لے کر اندر کو بہا کرے مگر مولانا سب طلباء کی جو غلہاں جمع کر رہے تھے کہ انھار نے چلیں لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو کھٹ گئے۔

حکایت (۳۲۹) فرمایا کہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا عبدالرحیم صاحب نے بیان کیا کہ موجودگی میں کسی نے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ تسخیر کا عمل جانتے ہیں فرمایا ہیں جب بھی تو میرے یہاں مولانا عبدالرحیم صاحب جیسے لوگ آتے ہیں (منقول از اشرف التبیان)

اضافہ از مولوی محمد نیر صاحب

حکایت (۳۳۰) حضرت جامع نے مکرئی مولانا مولوی احمد شاہ حسن پوری مدظلہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ مجھ سے مکرئی حکیم مولوی محمد یوسف صاحب گنگوہی نے بیان کیا کہ بیرون کلیر میں میں نے ایک درویش صاحب کا یہ طرز دیکھا کہ وہ کسی درگ کے مزار سے حرا نہیں جانتے تھے بلکہ مزار کے قریب دروازہ سے باہر کھڑے ہو کر کچھ روایا کرتے تھے یہ درویش صاحب حکیم محمد یوسف صاحب سے ملے گنگوہ آئے حکیم صاحب نے صوفی گاہیان ہے کہ ہم ان کو علم کے وقت مسجد خانقاہ قطب عالم شیخ عبدالقدوس قدس سرہ میں لے گئے وہ درگ درویش اور نماز طہر حسب عادت مزار شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے دروازہ کے قریب کھڑے ہو کر کچھ یہ تک رو کر واپس آئے حکیم صاحب نے صوفی گاہیان ہے ہم کو یہ خیال آیا کہ ان کو حضرت اقدس محبوب الحق مولانا شید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر سے چلیں اور ظاہر نہ کریں کہ مولانا کے مزار پر لے جاتے

جس حکیم صاحب نے قند و رویش سے یہ فرمایا کہ دھن کی طرف تشریف لے چلے۔ رویش صاحب نے فرمایا بہت بھر حکیم صاحب موصوفہ گفتگو سے غریب کی جانب جو یک مسید حضرت اللہ سے مولانا شمسوی رحمت اللہ علیہ کے مزار کے قریب چلی ہوئی ہے اس طرف کو لے چلے فرش مسجد کے شعلہ کنارہ پر بیٹھیں وقت یہ رویش پہنچے نماز روزہ سے اس درویش نے بیچ ماری اور گھر سے ہو کر شدت سے روتے رہے اس میں عمر کا وقت آگیا اور حکیم صاحب نے علم کی توان پڑھی اس کے بعد بھی وہ درویش گھر سے ہوا روتے رہے جب حکیم صاحب نماز کے واسطے گھر سے ہوئے تب وہ درویش تکبیر کے وقت نماز میں شریک ہوئے نماز کے بعد جب درویش صاحب واپس ہوئے تو حکیم صاحب سے فرمایا کہ ایسا نہیں کیا کرتے ہیں جیسا آپ نے میرے ساتھ کیا جس وقت ایسے موقع پر جو ان تک جاتی ہے انسان کو بے کسی ہر رنگ کے مزار کی خبر ہو جاتی ہے تو پلچہ سنبھل کر جاتا ہے یہ حضرت مولانا رحمت اللہ علیہ کا مزار ہے کہ حضرت ممدوح نے شریعت کے پردہ میں اپنی نسبت عالیہ کا انکشاف فرمایا تو

حکایت (۳۳۱) مولوی محمد قاسم قرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ بپ میں گنگوہی حاضر ہو ان حضرات کی سہ دہری میں ایک کورہد سوار کیا ہوا تھا جس نے اس کو اٹھا کر کوئیں سے پانی کھینچ لیا اس میں بھر کر پیا تو پانی تڑا پیا لکڑی کی نماز کے وقت حضرت سے ملا اور یہ قصہ بھی بیان کیا آپ نے فرمایا کہ کنویں کا پانی تو کڑوا نہیں ہے بیٹھا ہے میں نے وہ کورہد سنا پیش کیا حضرت نے بھی پانی پینچھا تو بہ ستور بھی تھا آپ نے فرمایا اچھا اس کورہد و غماز طہ کے بعد حضرت نے سب نمازیوں سے فرما کہ کل صبح جس قدر جس سے ہو سکے پڑھو نہ حضرت نے بھی پڑھنا شروع کیا بعد میں حضرت نے دعا کیلئے باتھو اٹھائے اور نماز شروع کی تو دعا اچھا نہ لگتا تھا میں پر بھیجیے اس کے بعد وہ سنا اٹھا کہ پانی پیا تو شیریں تھا اس وقت مسجد میں بھی جتنے نمازی تھے سب نے پینچا تو اس قسم کی تھکی نہ تھی بعد میں اس سے نے فرمایا کہ اس بہ منے کی تھی اس بھر کی ہے جس پر عذاب ہو رہا تھا الحمد للہ کل کی برکت سے غلبہ رفع ہو گیا (لا تعز براۓ من ثقات)

حکایت (۳۳۲) ایک مروجہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے پاسبانِ حدیث نے درس میں ایک ہفت کا ذکر کیا کہ میرا سبھی آقا سید و پیشواؤں نے فرمایا کہ طلبِ علم کے عوض کیا ہے حضرت میرا کے چہرہ نمازیہ کش تو اذامی سے ہے یہ سن بہتوں کے سے کیوں تجویز ہو ایسا نہ آپ نے منکرا کر جواب دیا کہ میں کامرہان سے پوچھو ہوا اذامی منڈاتے ہیں (از تحریرات مصلیٰ ثقات)

حکایت (۳۳۳) مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ بہت متبعِ سنت تھے ایک مروجہ لوگوں نے کہا کہ مسجد سے باہر پاؤں نکالنا اور جو سیدھے پاؤں میں پہنا سنت ہے انھیں حضرت ان دونوں سنتوں کو کیسے جمع فرماتے ہیں لوگوں نے اس کا اندازہ کیا جب مولانا مسجد سے نکلنے کے تو آپ نے پہلے بائیں پاؤں نکال کر کھڑا ہوا اور کھڑا سیدھا پاؤں نکالا تو کھڑا کی کھڑکی اٹھ گئے میں: اہی اس کے بعد بائیں پاؤں میں کھڑکیاں پہنی جون اللہ کیسا دونوں سنتوں کو جمع فرمایا ہے۔ (از تحریرات مصلیٰ ثقات)

حکایت (۳۳۴) مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمیں تو مادی صاحبِ تہ درویش میں ایک شعر پسند ہے

مرا اک نکمیں خلقت نے بنایا تماشا کو بھی تو میرے بنا دیا

حکایت (۳۳۵) مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو لوگ علمائے دین کی توہین اور ان پر طعن و تشنیع کرتے ہیں ان کا قبر میں قبلہ سے منہ پھر جاتا ہے اور یوں بھی فرمایا کہ جس کا منہ چاہے دیکھ لے۔ (از تحریرات مصلیٰ ثقات)

حکایت (۳۳۶) مولوی محمد قاسم صاحب کٹھنہ و دست ریاست کو الیہ ایک بار پریشانی میں مبتلا ہوئے اور ریاست کی طرف سے تین لاکھ روپیہ کا مطالبہ ہوا ان کے بھائی یہ خبر یہ کر حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کتب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت مولانا نے دین دریاخت فرمایا انہوں نے عرض کیا یہ چند مولانا نے قجب نے ساتھ فرمایا کہ گنگوہی

حضرت مولانا ثانی قدس سرہ میں قریب آئیں تو انہوں نے مجھے اتنا دیر سفر کیوں اختیار کیا انہوں نے عرض کیا کہ حضرت یہاں مجھے عقیدت کھینچ لائی ہے مولانا نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا شکوکہ خلی جاؤ تمہاری مشکل کشائی حضرت مولانا اور شید احمد علی کی دعا پر سو قوف ہے میں اور تمام زمین کے اولیاء بھی اگر وہ تمہیں گئے تو نفع نہ ہو گا چنانچہ واپس ہوئے اور لا میلہ سکیم نیا الدین صاحبہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حکیم صاحب نے سفارش کی تو مولانا نے ارشاد فرمایا کہ میرا کوئی قصور نہیں کیا بلکہ یہ صاحب درد و پیچیدہ کے مخالف ہیں جو اللہ کا ہے قصور و اللہ کے ہیں اللہ سے توبہ کریں اللہ ابھی دعا کرے گا چنانچہ لاہر انہوں نے توبہ کی اور مطاہرہ سے برکت کا کھنسر صاحب سے اعظم آگیا

(از تحریرات بعض شفات)

حکایت (۳۳۳) ایک مرتبہ مولوی یحییٰ صاحب کو کسی کام میں زیادہ دیر لگ گئی تو حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی بار پکارا کہ خدا جانے کہاں بیٹھ گئے (کیونکہ اگر مولوی یحییٰ ذرا دیر کو بھی مولانا سے ملگ ہوئے تو بار بار پوچھتے تھے کہ جب مولوی یحییٰ صاحب آئے تو مولانا نے فرمایا

مست آئیے مولانا فراموش توبہ بھی جس طرح کراؤ مگر جا چکی شب بھی

(از تحریرات بعض شفات)

اضافہ از احقر تصور الحسن کو مولوی غفر لہ ولوالدیہ

حکایت (۳۳۸) آیت بار (حضرت امام ربانی مولانا شید احمد گنگوہی نے) فرمایا کہ شیخ عبد القدوس عشاء سے فجر تک ذکر جہر کیا کرتے تھے آخر اس قدر غلبہ ہو گیا کہ صاحبزادے آئے تو شیخ ان کا نام دریافت فرماتے تھے وہ نام بتاتے اس سے آگے کچھ عرض کرنے نہ پاتے تھے کہ شیخ پھر مستغرق ہو جاتے تھے اسی طرح کئی کئی بار سوال و جواب کے بعد کلام کی نوبت پہنچتی تھی۔

الحسن نے شیخ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے قلب اولیٰ میں ذکر جہر سے جزا دیا، صابہ قلوبہ کچھ اس قدر نہیں دیکھا تھا کہ وہ

حکایت (۳۳۹) ایک روز فرمایا مکتوب کے لوگوں نے حضرت شیخ عبد القدوس کی خدمت میں
مقام شاہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ غریب اس مسکن کا بھیجا کہ شاہی مال مکتوب میں غرض ہم وہ بہت
ارضیٰ کیا ہوا ہے حضور تشریف فرما اپنی اراضی جو دہر کے قریب ہے اپنے نام و راج آرائیں
مصر سے شیخ نے اس کا جواب لکھا کہ "مہنگان خدا دارالافتاح خدا چہ کار"

حکایت (۳۴۰) ایک روز فرمایا کہ شاہد سعید مکتوبی رحمت اللہ علیہ طلبہ عرض بیعت شاہ نظام
الدین غنی رحمت اللہ علیہ کی خدمت میں حج تشریف لے گئے شاہ نظام رحمت اللہ علیہ کو اصرار ہوئی
کہ صاحبزادہ تشریف لے جاتے ہیں تو ایک مال پر اگر استقبال کیا تو بہت اعزاز و احترام کے ساتھ
لے کر رخ پہنچے وہاں پہنچ کر صاحبزادہ صاحب کی خوب توبہ خاص میں کہیں ہر روز نئے نئے اور لذیذ
مے لذیذ کھانے پکوانے لگاتے ان کو مستحضر پر لٹھاتے خود خود سوں کی ہلکے پیچھے آخر جب شاہ سعید
سے اجازت چاہی کہ وطن واپس ہوں تو شاہ نظام الدین رحمت اللہ علیہ نے بہت سی اشرافیہاں بطور
بذخیش کہیں اس وقت شاہ سعید نے عرض کیا کہ "حضرت اس دیوبند و ولایت کی مجھے ضرورت
نہیں ہے نہ اس کے لئے میں یہاں آیا ہوں نہ اس لئے چاہیے جو آپ ہمارے یہاں سے لے کر آئے
میں "اس کا خضر تھا کہ شاہ نظام الدین رحمت اللہ علیہ انھیں لے کر آئے اور جھڑک کر فرمایا کہ جاؤ طویلہ
میں بہ کر تھو اور اتوں کے وہاں راستہ کی لکر رکھو عرض یہ طویلہ آئے اشکباری کہتے انہی تحویل
میں دے دیے گئے کہ روز نماز میں اور صاف سمجھا کہ کبھی کبھی ہمارے ہاتھ لگا رہا تھا اور ابھی
بہار کے وقت شیخ نمودار ہوئے اور یہ کہوں کی نہ بچھہ تھو سر ہر اچھے آدمی سے کہ نہ لایا
کہ یہ شخص نہ طویلہ میں رہتا ہے اس کو دور دیال دینی دونوں وقت گھر سے لایا کہ اب شاہ
سعید صاحب نے آپ کبھی خانہ خدمت سوجے تو شیخ نظر انداز نہ کریں دیکھتے ہندوؤں کی طرح دور
شیخ کا حکم فرماتے اور اتفاق بھی نہ فرماتے تھے کہ کون آیا اور کہاں بیٹھ نہیں چار ماہ بعد انکے روز
حضرت شیخ نے بعض کو حکم دیا کہ آئی طویلہ کی لید انکھی کر کے لے جائے تو اس دیوانے سے پس

ست کمر و جو طویل میں مختار رہا ہے چنانچہ شیخ کے ارشاد کے بموجب "میں نے ایسا ہی کیا ہے"۔
 کتھری کے کچھ عجائبات شاد و سعید پر پڑی شاد و سعید کا چہرہ غصہ سے دل بونیر ٹھوڑی جڑھا کر
 ہٹے "تو بھلا شاد و سعید کی طرح مڑ پھٹا" "میرے ملک ہے شیخ کے گھر کی بھینٹ ہے اس سے جو
 نہیں کر سکتا"۔ بھینٹ نے کہا "تو شیخ سے عرض کر دو حضرت نے فرمایا "ہاں ابھی ہوتے
 صاحبزادی کی" پھر دوبارہ ایک خیرت لی اس کے بعد بھینٹ کو قلم ہوا کہ آج پھر دیکھا ہے کہ بعد
 قصد اچھو غارت شاد و سعید پر اس کر جواب ہے کہ کیا تھا ہے چنانچہ بھینٹ نے پھر ارشاد کی تعمیل
 کی اس مرتبہ شاد و سعید نے کوئی کلمہ نہ بن سے نہیں نکال رہا میز و تر بھی نکالتے اس کو دیکھا اور
 گردن ہٹا کر خاموش ہو رہے بھینٹ نے فکر حضرت شیخ سے عرض کیا کہ آج تو یہاں کچھ وٹے
 نہیں تیرے نظر دے دیکھ کر چپ ہو رہے حضرت شیخ نے فرمایا "ابھی کچھ ہو باقی ہے" پھر دو چار بار
 بعد بھینٹ کو حکم دیا کہ "اس مرتبہ یہ دور کا کھر ہو انور و سر پر پھینک دے"۔ بھینٹ نے کچھ
 جائیں "چنانچہ بھینٹ نے ایسا ہی کیا کرب شاد و سعید من چکے تھے جو کچھ بنا تھا اس سے گھبرا گئے
 اور ڈر کر اسے گئے "بھینٹ نے گھر کو کھا کر چھادی کر گئی کس چوت تو نہیں گئی یہ فرما کر کوئی
 ہوئی یہ جلدی جلدی اٹھا کر نوکر و میں ذاتی شروع کی کہ اس کھر دوں "بھینٹ نے قصد حضرت
 شیخ سے آکر کہہ کہ آج تو یہاں کی غصہ کی جلد الٹے عجب پر ترس کھانے لگے اور یہ عمر کر میرے
 نوکر سے میں الٹ دی شیخ نے فرمایا "اس کا ہم ہو گیا" کی دن شیخ نے خاموشی نہائی کما بھج کر آج
 شاد و سعید کو چلیں گے کہتوں کو تیار کرتے رہا نہ ہوا شاد و سعید کو شیخ گھر دے رہا وہ کام کا جمع ساتھ جنگل
 کی طرف چلے شاد و سعید کہتوں کی ناخبر تو سے پار کج رہا ہو لئے تھے ذرا دیر سے شاد و سعید
 کھانے پیتے تو "اور" سعید جھپٹے ہوئے بدستور اس لئے کہ ان کے منہ نے سنبھلنے نہ تھے
 نہیں بھینچتے رہتے گرد و گلاہ سے دیر ہونے جاتے تھے کھر انہوں نے زنجیر اپنی سرے باندھ لی
 شاد و سعید پر اتارے اس پر لپکا اپ شاد و سعید پڑے کر گئے ہر زمین پر کھینچنے کے کھینچتے
 کھینچتے چلے جاتے تھے کسیر اسٹ لٹی کسیر کتھر چھپی بدن سارا انوساٹ ہو گیا کھر انوساٹ نے اف نہ تی

واسطے چڑھے پر خلی بانڈی چڑھا، تیس اور چپ پچھوئے۔ سے وصاب ہو کر خانے کا تختہ سنا کرتے تو ان کو چکار تیں اور ننگی دیکر فرمائی تھیں، ٹھوچو سے پر کیا چڑھا ہوا ہے، سہرا نے کیوں جاتے ہو چپ تمہارے والد آئیں گے ان کے ساتھ کھانا کھاؤ گے، دوتے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بچلے ہوئے کہتے کہ جمدی پھو جس کمر پر چل کر کھانا کھاؤ حضرت ان کے ہمراہ تھیں تشریف لائے اور بیٹھ کر خود بھی ان کے ساتھ آبیہ دوتے اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ میرے گناہوں کے باعث ان معصوم بچوں پر بھی مصیبت آئی یہی قصہ دن میں دو چار دفعہ ہوتا تھا۔

حکایت (۳۴۴) ایک مرتبہ فرمایا کہ شیخ عبدالقدوس، رحمت اللہ علیہ، کھانا کی نماز کے بعد آکر پلچھر کرنے بیٹھے، دور صبح تک کرتے تھے سو بس کا ذکر اٹا لیا ہوا۔ کمال لکھ لیا ہو گا۔

حکایت (۳۴۵) ایک بار آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دور میرے گھر کے لوگوں نے لافے اٹھائے مگر عند اللہ میں نے کبھی قرض نہیں لیا۔

استاذ العلماء جناب مولانا یعقوب صاحب نانوتوی

صدر مدرس دارالعلوم دیوبند قدس اللہ سرہ کی حکایات

حکایت (۳۴۶) خان صاحب نے فرمایا کہ جس زمانہ میں ملکہ کی تالیف تھی کا جلسہ ہوا اس زمانہ میں مولوی عمر نقاب صاحب دہلی میں تھے اور اکثر غائب رہتے تھے میں نے دریافت کیا کہ حضرت آپ کہاں غائب رہتے ہیں فرمایا مجھے قلم جواب ملکہ دہلی میں جس جس جگہ تمہارا قدم چلے گا ہم اس جگہ کو قبر گرد میں کے میں سے اکثر شہر اور حوالی قمر میں گشت کیا کرتا ہوں تاکہ وہاں مقامات آج ہو جاویں خان صاحب نے فرمایا کہ اس جلسہ میں مولوی عبدالحق صاحب مدائف تفسیر قتابی اور مولوی فخر الحسن گنگوہی بھی موجود تھے اور مولوی عبدالحق صاحب نے اس لیے بین القباب لکھوین کی دعوت پر بھی شریعت نہیں لکھی تھی یہ سب ساتھ قہرے شہر ہوا کہ یہ بھی نہ ہوتا۔

اور مولانا کی نصیحت ارشاد یہ میں کوہ ہوتی نہیں تھی۔ (الرفاعی)

مقام کے آباد ہونے کی کیفیت مولوی ناصر حسن صاحب سے بیان کی درآتا کہ جس جگہ ان زمانہ میں دربار ہوا تھا اور جہاں مولوی محمد یعقوب صاحب پھرے تھے وہ جگہ انڈیا آباد ہو گئی ہے۔
ذکارت (۳۳۷) خان صاحب نے فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب قدس سرہ و محبت کی مسجد

میں لار کے نیچے پٹے ہوئے وغیرہ کر رہے تھے اور میں پیچھے کھڑا تھا آپ مجھ سے باتیں کر رہے تھے حکیم عبدالسلام علی آبادی ابن جناب مفتی حسین احمد صاحب (مفتی صاحب حدیث میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد اور اچھے شاگردوں میں تھے اور شاہ غلام علی صاحب سے مستفیض تھے) عالمی محمد عبد صاحب سے باتیں کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ ایک میرے دوست لکھنؤ کے باشندے نصف مجذوب کہ معظمہ کو ہجرت کر گئے تھے جب میرا نام چلنے کا اٹھتا ہوا تو انہیں کے وقت انہوں نے سخت شدد سے یہ فرمایا کہ تم یہیں رہو ہندوستان سے جاؤ اس واسطے کہ وہاں انقلاب ہو رہا ہے جو قدر سائق سے بڑھ کر ہو گا یہ سن کر جناب مولوی محمد یعقوب صاحب نے چونکہ سرور پیچھے کو مڑ کر ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ وہ کون ہیں اور پورہن کو ہندوستان سے کہا تھیں یہ ہندوستان ہر اسے باہن کا یہاں کچھ نہیں ہوئے کائنات کون کیوں کو عنی رات کو کئی دن کو انکی (یہ فقرہ کئی بار فرمایا کہ ریالٹ جائے گا جہاز پھر جائے گی کسی قسم کا غدر نہیں ہو گا اس پر عالمی محمد علیہ صاحب نے حکیم عبدالسلام سے کہا کہ سنو یہ اہل مجذوب ہیں۔

ذکارت (۳۳۸) خان صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ صبح کے وقت جناب مولوی محمد یعقوب صاحب مدرسہ میں اپنی درس گاہ میں پریشان اور خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور چند دوسرے اشخاص بھی اس وقت پہنچ گئے مولانا نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اخراجات مجھ سے بڑی غلط ہو گئی ہیں نے حق تعالیٰ سے کچھ عرض کیا حضور نے کچھ جواب (ارشاد فرمایا میں نے پھر کچھ عرض کیا) (جو کہ ظاہر گفتگو میں داخل تھا) اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ اس سبب رہو جو مستعدی گفتگوئی یہ سن کر میں خاموش ہو گیا اور بہت کچھ استغفار اور سذرت کی باتیں میرا حضور معاف فرمادیں میں نے غیبت کی فرمائش ہے (شف علی)

ہو گیا اس کے بعد آسمان سے ایک بیڑ چلیا کھولا (یہ مجھے یاد نہیں کہ آپ نے کیا فرمایا تھا) اترا جس کی پٹیاں میرے پاؤں سے سب الٹ الٹ تھیں (میں نے عرض کیا کہ حضور میں مجھے عیا حضور نے فرمایا) ہاں انتہا کلام الشریف خاں صاحب نے فرمایا یہ وہ زمانہ تھا جس زمانہ میں حضرت مولانا چوہدری عمر فیض الملت علیہ السلام تھے مولوی فخر الحسن نے اس واقعہ کو حضرت مولانا کی خدمت میں بیان کیا تو آپ گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور ٹھہرا کر فرمایا کہ ان مولوی محمد یعقوب نے ایسا کہا تو یہ تو بہ بھائی یہ انہی کا کام تھا کیونکہ وہ مجذوب ہیں۔ اگر ہم ایسی گستاخی کرتے تو ہماری تو گردن نہپ جاتی۔

حکایت (۳۴۹) خان صاحب نے فرمایا کہ حاتمی منیر خان صاحب خان پوری (یہ صاحب مولوی محمد یعقوب صاحب برادر نور جناب مولوی محمد اسحاق صاحب ملقب بہ چھوٹے میاں صاحب سے بیعت تھے) اور فیض محمد خان صاحب نواب دہلوی اور میاں جی محمدی صاحب (یہ میرے اسٹوڈنٹ سید صاحب سے بیعت تھے) اور اورنگ آباد کے رہنے والے تھے اور نواب قطب الدین خاں صاحب اور میاں رحیم و مراد صاحب خوجا جی اور مولوی محمد یعقوب صاحب مانو تو یہ یہ لوگ میں نے ایسے دیکھے جن کی ولایت کے لیے کسب ثبوت کی ضرورت نہ تھی بلکہ ان کے چہرہ ہاں ہی سے دیکھنے والوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ حضرات اولیاء اللہ ہیں اس پر میں ایک بہت سناٹا ہوا مراد آباد کی شاہی مسجد میں ایک صاحب امام تھے مجھے ان سے بہت ملاقات تھی اور وہ مجھ سے بہت محبت کرتے تھے قرآن بہت اچھا پڑھتے تھے حج بھی بہت کئے تھے مگر ہمارے دوستوں کے ساتھ ان کو عقیدت نہ تھی بلکہ کچھ سوء عقیدت تھی ایک روز کسی وجہاً صاحب کے یہاں مولوی محمد یعقوب صاحب قدس سرہ کی دعوت تھی دعوت میں میں بھی شریک تھا اور وہ امام صاحب بھی اور فاضل مراد آباد بھی تھے ان سے ان کے اپنے فتاویٰ و مسائل ادا ہوا کہ حضور فرمادے جاتے ہیں اور عمل بجا دیتے ہیں اس لیے میں نے جب کامرانی سے منع فرمایا تو اس نے ایک بدھ لکھ کر میں نے اسے پھاڑا اور پھاڑا تو اس نے کہا کہ جڑ مذہب کے اور اس کا ناپاکیب ہو سکتا ہے (اثر علی)

ہم لوگ دروازہ کے قریب بیٹھے تھے جب محلے سے لڑاغت ہو چکی تو ہجوموں پر آ کر کھڑے ہو گئے تھوڑی دیر میں مولانا محمد یعقوب صاحب کسی سے باتیں کرتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے اگلے نام صاحب نے جو مولانا کی صورت دیکھی تو آتھوں میں آئینہ بھرتے دیکھ کر اچھے اچھے حضرات سے حاجت پدا عقدہ کی تھی ان کی نورانی صورت! ان کی ولایت پر نور شاید یہ ایسی نورانی صورت خدا کے خاص بندوں کے سوا دوسروں کی نہیں ہو سکتی اور ان پر اس وقت ایک حاسہ طاری ہوئی جس سے وہ بیتاب ہو گئے اور بانے بانے آتے ہوئے انمول نے مولانا کے قدم پکڑ لیے اور بہت روئے

حکایت (۳۵۰) مولوی محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب مراد آباد میں تشریف لائے تو میں اور حافظ عطاء اللہ چٹاری سے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے نواب محمود علی خاں کی بیعت آرزو تھی کہ ایک مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب چٹاری تشریف لائیں مولانا نے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ جو مولوی نواب صاحب کے یہاں جاتا ہے نواب صاحب اس کو سو روپے دیتے ہیں ہمیں وہ خود دلاتے ہیں اس لئے شاید وہ سو روپے سو روپے دے دے کہ دن ہم وہاں جا کر دولت کے نام کو دھندلکھیں گے (منقول از امیر الروایات)

حکایت (۳۵۱) فرمایا کہ ہمارے مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ طراقت سے فرمایا کہ دیکھو بھائی تجربہ کا نام کریم میں بھی آیا ہے اور یہ جسم جلا۔ شہر ضعیفان مسکین کن۔ وغ

حکایت (۳۵۲) فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب فرماتے تھے کہ قرآن وحدیث کا دھنولہ جو ہے تکلف ماہر کے زکین میں آجائے وہ صحیح ہے اور اس کے بعد لپٹے ہوئے نغزات ہے۔

۱۔ حق لایع اور حق عدم و عدم اول

۲۔ شہد باقی قرآن اول

تالی لافہ طوائفی ترجمہ

مر مقلان لپٹے کافر مر مقلان لپٹے کافر مر مقلان لپٹے کافر

(امام علی)

دعا بیت (۳۵۳) فرمایا کہ محمد بن قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مراثی کے سچے بھائی
تھے انہوں نے آج کے اراکین میرزا علی محمد نے فرمایا یہ لوگ یہ چھوٹی بی بی اکی نے کہ اول
اس کو حشر کرتے ہیں یہاں یہ نہ ہو وہی جی میں یہاں سے ہی امانت ہی بکھر گئی جانی ہیں۔

دعا بیت (۳۵۴) فرمایا کہ میرے عزیز محمد یعقوب صاحب مزار میں فرماتے تھے کہ وہی
ہوئے میں قہر کے قہر میں فرمایا کہ یہ جہول ہوں میرا ہے ہائیں

حکایت (۳۵۵) فرمایا کہ محمد باقر صاحب سے مولانا علی رضا صاحب نے کہ میرے
ساتھ موج میں شریک تھے میرے ساتھ رہنے والے تھے ایک قصہ کہ پناہ گزین تھے
کہ ان ایک شخص نے ایسا قہر کیا کہ وہ انہوں نے خود کوئی کارواں کر دیا وہ کہہ کر
نہیں۔

یہ دعوت و دعا کی ذوق پائی دعا اور ذوق پائی دعا ہے وہ سے دعا کا
پیارے تھے یہ دعا کی حقیقت تھی کہ میرے مولوی ارشد حسین صاحب کے پاس
پیشے میں وقت وہ مشغول پڑھا رہے تھے انہوں نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا شیطان ہوں
مولوی صاحب نے کہا کہ شیطان میرا احوال و راقوہ پانچ سو کر دیا ہے مجھے مجھے
قیام کا کہ چلے گئے وہ یہ سمجھ گئے کہ یہ ایک شیطان کا بھی یہی قصہ ہے واقعی میں ایسا ہی ہوا اپنے
وہ دعا کے سے دیا لو پاک کر دیا پانچ سو میرے بلانہ لیا کہ میں لاکا کائوں کا اس پر کچھ پانی رہے
ماتے تو تم شخص کہ دعا پڑھنے پڑھنے انہوں نے خبر دی کہ اپنی مزار کا لی سب دوسرے پڑھ رہے
تھے مائیں نے یہ دعا پڑھائی کہ انہوں کو بھی صحت دے دیا پڑھ لیں گے میرے کوئی دعا کر دیا جواب
صاحب ولی میرا سے دعا پڑھ کے یہاں مقدس شریک ہوا میں نے دعا پڑھ دیا کہ یہ دعا ہی ارشاد
حسین صاحب نے فرمائی کہ ان دعا کی تصدیق کی جواب صاحب نے ان میرے کہ
پھر دیا ہمارے مولانا محمد باقر صاحب سے دعا پڑھنے میں انہوں نے فرمایا کہ یہ

جواب دیا ہے تھا کہ اگر شیطان نہ تو اب بھی کیا حرج ہے شیطان بھی تو انسانی ہے اس سے نسبت نکالنا قطع ہوئی اس سے قبض چاہا، بتائیں نے ہمارے حضرت سے عرض کیا کہ نسبت تو مقبولیت کی مطلوب ہے نہ کہ مردودیت کی فرمایا یہ انکار کیا تھا اس نے انکار قبض چاہا ہمارے وقت حقیقت کی طرف نکل نہیں جاتی ہے محاسبہ کی خصوصیت کے اعتبار سے علم کیا جاتا ہے اور اس روح کو مصلحین خوب سمجھتے ہیں۔

حکایت (۳۵۶) فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب فرمایا کرتے تھے کہ پڑھنے کا جس قدر شوق ہو اس سے کچھ کم پڑھا چاہیے شوق کو باقی بھرنے کے اور مثال میں فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو جب چٹکی پر تھوڑا سا لکڑا دیا جاتا ہے تو چکر لٹ آتی ہے اور جب بالکل نہیں رہتا تو نہیں لٹتی۔

حکایت (۳۵۷) فرمایا کہ ہمارے مولانا محمد یعقوب صاحب ہاں امتحان نہ لیتے تھے جب مہینہ ختم ہوتا تو پانچ امتحان کا ہنگامہ کرنا امتحان ہی سب کے نمبر لکھ دیتے تھے ایک طبیب صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ہاں امتحان ہی نمبر لکھ دیتے ہیں فرمایا مجھے سب کی بات معلوم ہے (ماک) اپنے بھروسے کے ذات خوب جانتا ہے اور اگر کو تو اس سب کا امتحان لے لوں فریاد کھو کہ اس سے کسی نمبر انہیں ملے موارثہ کا سب بہت تھا سب طالب علم پیپ کی بو مٹے۔

حکایت (۳۵۸) فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کے سبق پڑھنے کے اندر آنسو حضرت سے جاری ہو جاتے تھے ایک دفعہ ہم نے کہا کہ مولانا سے مشکوی فرمائی کریں تو مہتمم صاحب نے فرمایا کہ انہیں ہر روز میں جنھیں وہ سمجھتے انہیں مشکوی فرماتے تھے تو انھوں کو انگلیاں جانیں مے آگ بھڑک اٹھتے تھے۔

حکایت (۳۵۹) فرمایا کہ ایک مرتبہ اخیر میں مولانا محمد یعقوب صاحب صبح کی نماز کو تشریف لے رہے تھے راست میں کان میں کھڑے کچھ لڑکوں کے دھن کو سننے کی آواز آئی تو مولانا کو وہیں اچھڑا کر لے گئے۔

حکایت (۳۶۰) فرمایا کہ ایک مرحوم مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ کی مسجد میں وصیر مرنے کے تھے کہ ایک طرف سے کسی غلام و عورت نے رانے کی آواز کی سن وچیں وٹھوڑتے کرتے سن تو وہ کی طرف سے مولانا کی حالت یہ لگتی۔

حکایت (۳۶۱) فرمایا کہ ۱۰۰۰ روپے کا عقیقہ ہر صبح کے جاہر تک مولوی مولانا نے صاحب میرے ہاتھ پاتے ہیں اور میرے ہاتھ کی راتوں کی میں خود سے ان کی انجمن مولوی مولانا نے انکے ہاتھ پر دھرت مولانا انکسوں نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک عقیقہ پڑھ کر ہو گا۔

حکایت (۳۶۲) فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولوی طاہر الدین کا انتقال خاص عمر میں ہوا اور وہ اپنے غلام سے پچھلے دنوں کی حالت تھی جب نزدیک وقت آیا تو مولانا نے نہ کر کے اللہ کے سپرد نہ کیا تب کچھ کر کے نماز میں بیٹھ گئے نماز میں بیٹھ کر یہ کہہ کر مولانا کی وجہ سے انکے تھی کہ اگر تھی ہی اور فرماتے تب بھی لوگوں کو مرنا نہ ہو تا مگر ایسا نہیں کیا وقت پر پہنچے۔

حکایت (۳۶۳) فرمایا کہ جس دن میں دیر میں دیر پہنچ گئے تو ان دنوں میں مولانا محمد یعقوب کے کہ ان کے پودہ آئی مرنے کے تھے کہ ۱۰۰ روپے کی عقیقہ رہے اور انکے اپنے اور ہمیں نے اپنا ہوتا ایک دفعہ آؤٹ کر کے جوئے میں نے یہ ظم پڑھتے ہوئے کہ کہ آپ ایک خاص شان سے اس کو پڑھ رہے تھے

یہ تیسرا مہر تھا کہ پھر وہ ایک اور تیسرا مہر تھا کہ

حکایت (۳۶۴) فرمایا کہ جس زمانہ میں مولانا میں بیٹھ لیتا اب تو ان دنوں میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نے ایک شبیں کوئی کی تھی اور انکوں سے فرمایا کہ یہاں ایک ماٹے والی ہے اگر ہر چیز میں سے حصہ لے لے جاؤں تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ باتیں جائیں انکے اہل دین نہ کہ انکے مولانا صاحب نے ان دنوں میں تیسرا مہر دے ہوئی ہے اس کی خوشگئی نے مولانا کو

اپنے ہر موافق اور موافقہ دار کا نام رحمتہ اللہ علیہ سے (یا نیکہ مبادیہ محمد قاسم جہ سے) مشہور تھے اور مولانا محمد یعقوب رحمتہ اللہ علیہ اس قدر مشہور تھے کہ کسی نے ان کی کاپی ایسا یا عرض کیا کہ یہ میری چھو کر لی ہے اور اس سے میری بچلی جا۔ انی بے میری وقایہ میری پر ہے آپ سے تعویذ و ممانعت دیکھئے (۳۰) مولانا محمد قاسم رحمتہ اللہ علیہ نے یوں چاہا کہ نہ تو میری وطن میں فریق آئے نہ اس کی اولیٰ غفلت ہو (اس سے فرمایا) اور ایک ہر کہ میں تم ان کے پاس سے جاؤ یہ اوپر پہنچی ہو: مولانا محمد یعقوب نے پانچھائی بات ہے اس نے عرض کیا کہ میری یہ شریک ہے ان کو مر قس ہے اور میری انی زلفانی ہے آپ دعا یا تعویذ کر دیجئے مولانا محمد یعقوب نے نہ معلوم وہ کی یا تعویذ دی اور اسے راحت کر کے نیچے قشریف لے آئے اور پوچھا کہ اسے کس نے بھیجا ہے؟ مولانا محمد قاسم رحمتہ اللہ علیہ خاموش ہو گئے و فرمے گئے کہ: "مثنیٰ تھے اپنے تقویٰ کی اس قدر عظمت اور میرے پاس خلوت میں بدی عورت کو بھیج دیا ہے" قس پر کس کا اقرار ہے خدا کے فضل سے اس کی چھو کر لی کو آرام ہو گیا اور مصافی لائی اور سید علی اوپر مولا کے پاس پہنچے اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضرت آپ کی دعا سے میری لڑکی کو صحت ہو گئی یہ صحت کی شکر یہ میں لائی ہوں مولانا نے فرمایا رکعت چنانچہ وہ رکعت چلی گئی مولانا نیچے قشریف لے آئے اور فرمایا کہ آرام کائی گئی ہے اس کا کھانا حرام ہے مساکین کا حق ہے اغنیاء کا حق نہیں جس کا دل چاہے یہ (پورے حضرت نے فرمایا: کھینے شربت و طریقت حسبِ موقع و وقت)

حکایت (۳۱) فرمایا ایک مرتبہ میں نے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سے عرض کیا کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ قیامت کے دن جب جنت نہ بھرنے کی شکایت کر گئی تو اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا اور اسے اصل جنت میں افسل کرنے کا قریب لوگ تو بہت دے دیں گے تو آپ سے فرمایا: کس کی حدت ہو؟ اور حدت کا طرف کیا اچھا نہیں ہے جو مدت بعد غفلت کے حاصل ہو اس میں لذت داتی ہے جنت میں آرام ہو جین بھوکہ و ناخوشی مختلف انداز و انواع و اصناف و انب بھیجتے رہتے ہیں

۱۔ ترخانہ کے پاس سے گئے۔ انی سے جوت۔ حال میں ان کے شمشیر ہوا: سر اور نہ (جائے)

حکایت (۳۶۸) فرمایا کہ ایک مشہور شاعر ہے

اہل دنیا کا فرمان مطلق اندر روزا شب در رقی و در رقی در رقی

ہمارے مولانا محمد یعقوب رحمت اللہ علیہ اس شعر کی شرح یوں فرماتے تھے کہ اس کا یہ مصعب نہیں کہ مولانا نے اہل دنیا کو کفار کہا ہے بلکہ کافران مطلق کو اہل دنیا کہا ہے یعنی پورے اہل دنیا ہی ہیں جو کافر ہیں حاصی یہ کہ اہل دنیا بقنداء اور کافران مطلق خود نہیں بلکہ اس کا نفس ہے (منقول از اشرف اشعریہ)

از اضافہ مولانا محمد نبیہ صاحبہ ٹانڈی

حکایت (۳۶۹) ایک مرتبہ مولانا محمد یعقوب رحمہ اللہ تشریف لاتے مغرب کی جماعت کھڑی تھی اور غائبانہ انگلی رست ان علیہ السلام کیلئے مصطفیٰ پر پہنچ گئے تھے مولانا محمد یعقوب گودیکہ نور مولانا پیچھے تشریف لے آئے اور ان کو امام، یا مولانا محمد یعقوب پو کہ سفر سے آ رہے تھے پاؤں پر کچھ گرد تھی مولانا کشمیری نے روہلی لے کر آپ کے پاؤں بہلاتا شروع کئے اور آپ آج پڑھتے رہے ذرا جیش نہ کھائی (ذخیرات بعض شہادت) (منقول از اشرف اشعریہ)

استاذ العلماء جناب مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی صدر مدرس

دیوبند مدرسہ مظاہر علوم سر پور قدس اللہ سرہ کی حکایات

حکایت (۳۷۰) امام صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی نے جو حضرت مسیحی اور حضرت نانوتوی دونوں سے علم میں لایا تھے ان کو اب رہا کہ ایک تخت ہے جس سے صدر بر حضرت کشمیری اور حضرت نانوتوی تشریف رکھتے ہیں مولانا نے یہ جواب ایک عریض میں لکھ کر اس میں بدعتی اور غوامت بھی لکھی حضرت عائشہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کر دیا حضرت نے جواب میں جواب لکھی کہ تمہیں خبر ہے کہ ان دونوں میں سے کسی

سے بیعت کر لو چنانچہ مولانا محمد مقرر صاحبِ دستِ بانو توئی نے ہاتھ ملے کر آئے لیکن مجھے بیعت کرنا نہ ہونے لگا۔ آپ ہی مجھے بیعت فرمائیں فرمایا کہ اویہ خط ہے اور حکم ہے حضرت نے فرمایا کہ میں آپ کو صحیح مشورہ دیتا ہوں کہ منقولہ تشریف سے جائیں، ہاتھ ملے ہوں تو حضرت گنگوہی نے بھی قائل فرمایا پھر بیعت فرمایا۔ (منقول از روایات العلیہ)

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیوبند کی مستم

مدرسہ دارالعلوم دیوبند کی حکایات

حکایت (۱۷۲) حضرت والد مرحوم نے فرمایا کہ حضرت بانو توئی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مولانا رفیع الدین صاحب باطنی مارج میں مولانا رشید محمد صاحب سے تم نہیں پھر برابر میں فرقی صرف علم کا ہے کہ وہاں ہے یہاں نہیں۔

حکایت (۱۷۳) حضرت والد مرحوم نے فرمایا کہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے بھی حضرت بانو توئی کے خلاف نہیں کیا ایک دن میں جمعہ کی مسجد میں حاضر ہوا حضرت اچانک مسجد میں دوئے پھرنے ہوئے بدول فرما رہے تھے فرمایا کہ آجے مولانا میں نے عرض کیا حضرت میرا تو روزہ ہے تھوڑی دیر تال فرما کر پھر بھی فرمایا کہ آجے ۱۰۰ بار میں فوراً تال کھانے بیٹھ گیا حالانکہ مصر کی نماز بوجہ تھی انتظار کھوتے قریب تھا حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے زائد آپ کو ثواب دے گا فرماتے کہ جتنا کہ روزہ میں ہوتا چنانچہ مجھے اس انتظار کے بعد کچھ ایسی کیفیات و لذات محسوس ہوئیں کہ میں نے کبھی صوم میں نہیں دیکھی تھیں۔ (منقول از روایات العلیہ)

جناب مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب تیج مراد آبادی کی حکایات مع رسالہ نخل المراد اور رسالہ الصدق المتین

حکایت (۳۷۳) فرمایا کہ بزرگ بھی متعلم اور غیر متعلم اور دنیا دار بھی متعلم اور غیر متعلم دونوں میں دو قسم کے ہوتے ہیں انھوں کے یہاں انتظام ہوتا ہے انھوں کے یہاں نہیں ہوتا ہے مولانا فضل الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حسنات کی کوئی یادداشت ہی نہ تھی ایک بھال کے یہاں سے سامان آتا تھا جو دو ہفتہ آپ دیدیتے تھے آپ پنچہ پچھتے ہی نہ تھے چاہے وہ ستائیس ہوتے آپ کے وصال کے بعد ایک مجلس تعزیت میں وہ بڑا لڑکا کہ میرا چہرہ بڑا روپے کا حساب مولانا کی طرف ہے مہمانوں میں ایک راجہ صاحب بھی تھے انہوں نے تھیں چہ بزرگ کی مولانا کی قبر پر رکھ دی اور بٹنے سے کما کما اگر تیری رقم واجب ہے تو اٹھ لے اس نے جھلی اٹھائی اور ہمدے مولانا گنگوئی رحمۃ اللہ علیہ نے جو وصیت نامہ لکھا ہے تو اس میں لکھا ہے کہ مدد کے ذمہ قرض نہیں ہوا کرتا ہے حالانکہ مولانا کے یہاں بھی بول بول فالتے ہوئے ہیں مگر متعلم ہوتے تھے

حکایت (۳۷۴) فرمایا کہ مولانا فضل الرحمن تیج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ مفقود الطہر کی عورت کے بارے میں کیا حکم ہے انہوں نے فرمایا کہ سب عطا دیا مسائل نے عرض کیا اس میں تو بڑا حرج ہے اور دین میں حرج عیس مولانا نے فرمایا کہ جہاد میں تو اس سے بھی زیادہ حرج ہے اس کا شریعت میں حکم کیوں ہے بڑے آئے حرج حرج کرنے والے جاؤ اپنا کام کرو ہمارے حضرات نے فرمایا کہ ایکھتے مہذب تھے مگر بات کیسی عمدہ فرمائی ہمارے حضرات حاجی صاحبؒ تو یہاں تک فرمایا کرتے تھے کہ عارف کا پتہ پاؤں بھی عرفان ہوتا ہے۔

حکایت (۳۷۵) فرمایا ایک مولوی صاحب مولوی فضل الرحمن صاحب تیج مراد آبادی کے مرید تھے اور حسین عرب کے شاعر تھے نہایت بہت اچھا تھا مگر لازمی متذہبات تھے بعدہ لازمی انہوں نے مذمت پڑائی کرتے تھے یہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوئی رحمۃ اللہ علیہ کے

یہاں دیکھنا ہے کہ اس نے فرمایا تھا کہ آپ کو حدیث کی سند دینا چاہئے نہیں ہے فوراً پہلے مجھے پورا ہونا ہے، یہ افضل امر میں صاحب نے یہ فرمایا اور حضرت گفتگو کو نکلی کہ دیکھو تم نے حدیث دلی تو کیا ہم کو فی نہیں ہو رہے حضرت نے فرمایا کہ مولانا فضل الرحمن کے یہاں صاحب شرافت کے سبب ان چیزوں کی طرف مقلات نہ تھا کبھی خیال نہ کیا تو مستحب ہے پر پتہ ہو گئی وہ نہ فراموش و اجابت پر بھی کلمہ نہ فرمائی ایک مرتبہ ایک شخص نے بیاباں پاؤں مسجد میں رکھ دیکھ پائس اسے نیک لور یہ اور وہ کہانہ شروع کر دیا مولانا سے بڑے بڑے عمدہ دارالافتاء کی سند کے مرید تھے اور اس پر مقلات نہ تھے مولانا محض وہ تھے۔

حکایت (۳۷۶) فرمایا کہ مورہ فضل الرحمن صاحب تنجیرا آبادی راستہ احمد علیہ صلیب
کشف تھے مگر کشف راجح نہیں ہوتا۔ یہ دفعہ ان کے پیچھے ایک شخص بالوں کی ٹوپی بوندھے ہوئے
نماز پڑھ رہا تھا وہ غلام استہداجہ فرمایا کہ اسے جتنے سر نماز کرو تو بتائی ہے اس نے عرض کیا کہ
جنت سے نکلے سر نہیں ہوں بالوں کی ٹوپی ٹوڑ دے گا ورنہ اس چپ ہو گئے۔ (جائع کتاب ہے)
میں نے خادم اسے پیش کیا۔ مجھے بر پشت چائے خود نہ شرم

﴿حکایت (۷۷)﴾ فرمایا کہ : "وہ قتلِ اہلِ مَنّٰی پر جذبِ کمال بہت رہتا تھا۔" آپ کے چوتھے کزن شادی تھی اور لوگ جمع ہو رہے تھے جو چھوٹے قادیانیہ جیسے ہو رہے ہیں مومنوں نے عرض کیا کہ آپ کے بچے کی شادی ہے پھر تھوڑی دیر کے بعد پوچھا تو لوگوں نے اسی جواب دیا۔ فرمایا : "ابھی تو ہم نے پوچھا تھا۔" پھر تھوڑی دیر کے بعد پوچھا۔ لوگوں نے وہی عرض کر دی۔ فرمایا : "ابھی تو ہم نے پوچھا تھا۔" یہاں تک کہ آپ نے بار بار کوئی کہنا نہ سنا۔ تاہم ملتِ عرب میں شہرہ بھی ان سے ملنے لگے تھے وہ نر نہ بڑھتے تھے نہ بڑھتے تھے۔ وہاں چار نماز پڑھتے تھے۔

حکایت (۳۷۸) فرمایا کہ ایک دفعہ لفظ مکرر نے مولانا فضل الرحمن صاحب سے حنفی علماء سے جاری ہے کہ لوگوں سے فرمایا کہ میں تو ایک فقیر آدمی ہوں میں نے کچھ نہ کیا ہے

ہو گیا چھایا ایک لڑکی، بیچا لینا غصہ تک لڑ لڑائی مدد سے چار دن اور وقت بھی مقرر ہو گیا، وہ آج لوگوں سے یہ کہہ کر بھوس بھی کئے یہاں تک کہ مختلف گورنر مع چند حکام کے آئندہ جو دعوے سب کھڑے تھے ایک حکم بھی لکھ لیا تھی، وہ اتنے ایک اگلے گھڑے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اٹو تو اس پر چڑھ جو مختلف گورنر نے کچھ سمجھا کہ صاحب نے ایک حکام سے فرمایا یہ جالی دیکھو میری بندیا میں کچھ دو تو ان کو یہ دوا اس میں سے کچھ چروہ معانی لگا لگاؤں۔ سب کو تمہارا تمہارا تقسیم کر دیا سب نے اب اور خوشی سے قبول کر لیا، ریریلو کر اجازت چاہی اور رخصت ہو گئے چلتے وقت نصیحت کی درخواست کی فرمایا کہ ظلم مت کرو۔

حکایت (۳۷۹) فرمایا کہ وہ اب افضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ایک شخص منھائی کارونا رہا اور حضرت کے سامنے پیش کیا حضرت نے اس سے پوچھا کہ تو کیا کام کرتا ہے اس نے عرض کیا کہ گائے بھانے کا کام کرتا ہوں فرمایا مرد و عورتوں کو تم کھلاتے ہو اور اس زور سے نگو کہ ہادی کہ وہاں دور جا کر ٹھہر۔

حکایت (۳۸۰) فرمایا کہ زمانہ جنگ دوم وراثت میں مولا افضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص زیورہ کو آئے اور ساتھ ہی ایک شخص کا بچہ بھی روئیوں کی غنیمتی کے لئے لائے کہ حضرت دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ روئیوں کو روئیوں کے مقابلہ میں غلبہ دے ان کے لٹا دیتے ہیں پھر ہی حضرت نے فرمایا شروع کیا کہ وہ صاحب ہوئے آئے ہیں، عاترہ و ناکورہ کو روئی خدا کے لئے نہیں ہیں روئی ہی ہیں ایک آدمی نصیب ہوتا ہے تمہارا ان کو دم لکھتا ہے (پھر اس شخص کو بچا دیتے ہیں میرا ہے ہوتی تھو کہ وہ اب تو ہوتی گیا)

حکایت (۳۸۱) فرمایا کہ وہ اب افضل الرحمن صاحب مجاہد صاحب دل تھے ایک شخص ان کے پاس دعا کیلئے حاضر ہوا بھی قہر و عاترہ نے پائے تھے کہ قرین مخالف بھی دعا کے لئے حاضر ہو کر خدایہ ہو گیا کہ یہ قرین رحمتی) اب اب انکار میں سے کریں یہ کیسے معلوم ہو کون جتن پر ہے

جس فراموشی اختیار کر لی کہ (اے خدا جس نے حق پرستوں کو جو بڑے الہ پر اس کا مدد کیا) یہ حق کے واسطے جاگوں گے ان کلمات کے اندر نقل بھی کامل ہوئی ہے یہ لوگ صرف "مقداد" کا نام نہ لے رہے تھے بلکہ اس کی خدمت کی تھی۔ (نقل از اشرف المصطفیٰ)

از اضافہ احقر ظہور الحسن غفرلہ

میں المراد فی السفر الی الحج مراد آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاصلات مصلحتاً وصلحاً اما بعد ۳۵۲ رمضان ۱۳۵۲ء کو در شنبہ کے دن صبح کے وقت حضرت اقدس عظیم الامت مجدد الدلت علی الطریقہ مبارکناہ الامام الغفر المراد فی الحج صاحب نے علامہ خانقاہ ادریہ واقع خاند بھونے فرمایا کہ مجھ کو در سید حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب پنجمراد آبادی قدس اند سرور العزیز کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے یقین کے ساتھ تو ماہود سید انیس میں لیکن مکان عالمہ سے کتاہوں کے اول مرتبہ جب حاضر ہوا ہوں اسے افسوس تھا اور صیبت بھی ناچار حج الثانی و جمادی الاول تھا کیونکہ مجھے اتنا یاد ہے کہ یہ حضری تعلق ملازمت کا پورے کے پورے تھی اور تعلق کا پورے کا زمانہ آخر صفر تھا جو قرب میلاد کا زمانہ تھا اور اکثر لوگ میلاد کے مسئلے سے بالکل دریاخت کیا کرتے تھے میں نیا نیا دریں دو کر کا پور گیا تھا ابھی وجہ سے وہ صبح کے بعد ملازمت چھوڑ دی اور تعلق بھونے ایسی کارروائی کیا جو کہ بدرجہ جامع العلوم کی بنیاد پڑ گئی اور مجھے رہنمائی الہیہ میں جذبہ کا پورے کو چھوڑنے کا قصد نہ کیا تھا یہ خیال ہو کہ حضرت مولانا کی ذہانت کا شرف بھی حاصل کرنا جو کسی یونکہ معلوم نہیں ہے اس طرف آئے کاتھی اتفاقاً یوں نہ ہو چنانچہ ایک طالب علم حسنی حسن تھے جو قرآن شریف پڑھا کرتے تھے ان کو ہم لے کر مراد آباد کے قصبہ سے روانہ ہوا تھا وہ ریل سے مسافت طے کی دینی راہ نہ سے قطع کیا اسے پھر اچھون تھا ایسا ہی تھا کوئی ہاتھ نہ رہا کہ تھی مراد آباد کی طرف نہ ہو کہ ہم

دونوں راستہ سے وقت نہ تھیں نہ کوئی یہ نہیں نہ کسی سے پوچھا تھا کوئی چل کھڑے ہوئے تھے کھڑے
 ٹنڈوالا کوئی تھم بیٹک میں نہیں چھپر رہ گیا ہم آئیں چلے جا رہے تھے نہیں ہم دونوں راستہ سے
 انا تھ تھے ہاتھی کی وجہ سے نئی جگہ راستہ بولے جب کوئی کا ذب نظر آتا اس میں جا کر راستہ
 پوچھتے پھر آگے پہنچے غرض کئی جگہ شہہ ہوا اس شہہ پورہ سو کہ ہی میں دن ختم ہو گیا اور راستہ میں
 آفتاب غروب ہو گیا راستہ ہو جانے کے بعد ہم دینی پوچھا ٹنڈوال میں اور اضافہ ہو گیا لیکن ہر چلتے ہی
 چلے گئے کیونکہ شوق زبردست کا شہہ کا تھا خدا خدا کر کے پہنچے غشاء کی نماز ہو چکی تھی مولانا مسجد
 سے حجرہ میں تشریف لے جا چکے تھے حدود کے ذریعہ سے اخلاص کر لی تھی حضرت نے بلا لیا اور
 میں نے رفیق کو اسباب کے پاس چھوڑا اور خود اسی خانہ کے حجرہ حاضر ہو گیا انا یاد ہے کہ وہاں
 ایک جانب تخت بچھا ہوا تھا جس کے پاس ایک راسخ بھی بچھا ہوا تھا اور حضرت مولانا ایک دوسری
 جانب چارپائی پر تشریف فرما تھے میں سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور سلام عرض کیا جواب دینے کے
 بعد اپنے مخصوص لمبہ میں بہت تیزی سے ایک ساتھ تین سوال کئے گونا گونا کہاں سے آئے
 ہو؟ کیوں آئے ہو؟ حضرت مولانا کا لہجہ طبعی طور پر سادہ تھا مزاج میں سادگی بہت تھی غریبی
 تکلف کے پائہ نہ تھے صاف طبیعت تھے جھٹکوں میں لہجہ ذرا تیز تھا خصوصاً اس کے ساتھ جو معتقد
 ہو کر جائے جیسے میں گیا تھا اور وہاں تو اکثر لوگ معتقدانہ فی حاضر ہوتے تھے ایسا لہجہ تھا کہ اگر کوئی
 اجنبی جنھیں دیکھے تو یہ لہجہ کہے کہ مولانا غصہ فرما رہے ہیں حالانکہ یہ بات نہ تھی جس کو دوچار
 یہ حاضر کی کا اتفاق ہو جا تھا اور تو اچھی طرح سمجھتا تھا کہ حضرت کا لہجہ ہی ایسا بے لطف و دعایت
 کی جھٹکوں میں بھی اکثر لہجہ کی یہی کیفیت ہوتی تھی غرض مولانا نے توجہ میں یہ تین سوال ایک
 ساتھ لیے کون ہو؟ سال سے آئے ہو؟ آئیوں آئے ہو؟ میں نے بھی ہی اترا تیباب کے ساتھ
 ان تینوں سوالوں کے جواب میں عرض کیا کہ میں ایک طالب علم ہوں کا چہرے سے کیا ہوں زیادہ
 کو مانتر ہوا ہوں یہ سن کر اور تیز ہوئے اور فرمایا ہے آئے زیادہ دانے اسے یہ کوئی زیادہ کا
 وقت ہے ایسے وقت کسی کی زیادہ کو آیا کرتے ہیں آدمی کو چاہیے کہ ذرا سو رہے آئے دوسرا کچھ

کون سا مرتبہ ہے بلالہر دونیاں رکھ آئے کیا نام۔ نے عرض کیا کہ میں نے طباق و سوادِ طباق نہیں فرمایا جسوت ہوتا ہے۔ اسے فلا نے طاق میں، حائیس ہے "یہ جاننا شرف سے فرمایا۔ ۱۰۱۱
 کو کشف بہت ہوتا تھا۔ خاوم یہ سن کر دوا کیا ہر حقیق سے آیا دت سب دونیاں ہاتھ پر رکھ کر
 کھانا پرتیں جب میں نے کھانا شروع کر دیا تو فرمایا کیا کھانا ہے "میں نے عرض کیا کہ حضرت رب
 کی اول ہے نور مانی ہے۔ فرمایا جوت اللہ یہ تو بڑی نصرت ہے تم کو کھنے پر جسے آدمی دے۔ تم نے
 سوئی تمہیں مقرب صاحب سے پڑھا ہے سواد کو کشف ہوا۔ پھر فرمایا است اچھے آدمی تھے یہ گویا
 سواد نے بہت بڑی تریف کی کیونکہ سواد سواد افریف میں نہ کرتے تھے۔ اتنا فرمایا کہ بہت
 اچھے آدمی تھے بہت بڑی تریف ہے۔ اس سے اظہار سواد کا ملحق حضرت سواد احمد و قوی
 صاحب۔ حجت اللہ عیسیٰ سے اگلی حالت ہو کیا عرض فرمایا کہ تم کو کھنے پر جسے آدمی دے تو معلوم ہے
 کہ صحابہ کی کیا حالت تھی "ایک ایک پھوارہ کھا کر بجا کرتے تھے اور ان دن بھر لڑتے تھے جب
 حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم کا تذکرہ ہوا تو جوش میں آ کر کھڑے ہو گئے۔ عدالت میں قہقہے
 اور کان دینے لگے تذکرہ کے وقت جوش میں آجیا کرتے تھے عرض جوش میں کھڑے ہو گئے اور
 پاس مگر میرے کندھے پہ اپنا ہاتھ رکھ لیا اور دیر تک حضرات سجاد کا تذکرہ کرتے رہے میں کھانا
 کھا تا رہا۔ ایسا خیال پڑتا ہے کہ ایک آدمی شعر بھی پڑھا پھر اس نے عد فرمایا کہ ہر کھانے کے "میں
 نے عرض کیا کہ حضرت کا تذکرہ ہر فرمایا اسی تذکرہ کا کچھ یاد ہے یہ تذکرہ ہر کھانے سے
 تمہارے چین میں اور تو نہیں ہو جاتا میں نے عرض کیا حضرت نہیں پھر وہاں سے چلے اور ایک
 برتاویہ من کھاتے آئے جس میں کچھ لکھا ہے "یہ سب سے ہر کھانے اور کھانے کے سامنے آتی کر دیا
 اور نہ کھانا پھر ہر عزائم سے فرمایا۔ "میں نے کہا کہ میں نے کھانے سے مسکن کی بات بھی نہ پوچھی
 جب میں کھانے سے فارغ ہو گیا تو فرمایا۔ اچھا چاہو مشام پڑا کر اور سب بھیج لو کہ حالت دینی پھر
 سواد ان وقت کھڑے ہو گئے فہ نہیں کہاں "عبر و میں یہ کان سے اندر ہوں حضرت نے کہا پڑا۔
 سے کچھ مراد ہاں تک قصر کے متعلق بھی کچھ سواد لیا تھا اور میں نے جواب بھی دیا تھا اور اس پر

حضرت نے ہمہ صلاح بھی فرمائی تھی لیکن تفصیل یہ نہیں۔ نہ سوال نہ جواب نہ حضرت کی اصلاح پہنچے یا میں میری غلطی اور جرم میں رہ جاؤں سو رہا۔ صبح نماز مولانا سے پیچھے پڑھی۔ مولانا نے اس قدر میں نماز پڑھی تھی اور خود امامت فرمائی چھوٹی چھوٹی ۱۲ تہیں پڑھیں پھر ہم لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے یہاں تک کہ آفتاب اچھا اونچا ہو گیا میرے سامنے مولانا نے نوافل تہیں پڑھے پھر اٹھ کر ایک صاحب کی طرف متوجہ ہوئے جو سامنے کھڑے تھے۔ منہ سے کوئی بات نہیں معلوم ہوتے تھے مگر سورت دوازہوی بھی پڑھی چھوڑ بھی اور پانچ بھی نکلے سے اوپر سر دیو میں اکثر کہاں سے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ نہیں ہے یا معمولی حیثیت کا شخص بہر حال مولانا نے ان کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا "تم کب چوڑے" انہوں نے کہا جسد کی نماز پڑھ کر جاؤں گا فرمایا یہاں جسد پڑھ کر کیا ہو گا؟ انہوں نے کہا "تو میں جسد اور کہاں پڑھوں گا وہ بھی کوئی بے تکلف اور پرانے آنے جانے والے معلوم ہوتے تھے مولانا نے فرمایا ہمیں کیا خبر کہیں پڑھو گے ہم کوئی تحیکہ اور ہیں تمہارے جسد کے لوگوں کو شرم نہیں آتی منہ پر ڈال دیتی کہ پرانے نکلوس پر پڑتے ہیں وہ بھی ہر جہاں بے تکلف تھے انہوں نے کہا میں تو نہیں جانتا یہ سن کر حضرت نے ان کا شانہ چکڑے ہوئے اور زور لگائے ہوئے لے چلے اور فرمایا نکلویاں سے (اس مقام پر پہنچ کر حضرت نے قیام الامت مد حکمہ العالی نے فرمایا کہ مجھے تو حضرت کی ساری باتیں اچھی معلوم ہوتی تھیں لیکن ہے کوئی یہ قسم یا سعادہ اس قسم کے واقعات سے حضرت مولانا کے اخلاق پر شبہ کرے ہمیں تو بزرگوں کی ساری ہی باتیں محبوب معلوم ہوتی ہیں جس کو فوق نہ ہو وہ جو پاپ سمجھے غرض وہ شخص چلے گئے وہاں سے تو پہلے سے خبر نہیں قسم سے بھی چھوٹے یا نہیں میں نے دل میں کہا کہ اب شاید میرا تہہ ہو چنانچہ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں جاتا ہوں فرمایا بہت اچھا۔ میں چلا تو مولانا بھی ساتھ ساتھ چلے میں سمجھا اتفاقاً اپنی کسی ضرورت سے اسی جانب تشریف لے جا رہے ہیں یہ حمان نہ تھا نہ اپنے آپ کو بل سمجھتا تھا کہ مشابہت کے لئے ساتھ ہیں مگر بعد کو معلوم ہوا کہ میں غرض تھی یہ تک راستہ میں مہمانوں کے ٹھہرنے کا جو مکان آتا حضرت دریافت فرماتے کیا

یہاں ٹھہرے ہو حتیٰ کہ وہ درہی آگئی جس میں میرا قیام تھا میں وہاں رک گیا تو مولانا بھی وہاں ٹھہر گئے اور فرمایا: "نو مگناؤ اور سہان الاؤ میں نے رخصتی مصافحہ کیا اور عرض کیا کہ حضرت میرے لئے دعا کیجئے فرمایا ہم نے تمہارے لئے دعا کی ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھ کو کچھ پڑھنے کو بتا دیجئے فرمایا قل ہو اللہ شریف اور سبحان اللہ و حمد و دو سو بار پڑھ لیا کرو اور اس سے بھی سنا کر حضرت مولانا طابین کو اکثر یہی پڑھنے کو بتایا کرتے تھے کیونکہ حدیث شریف میں ان چیزوں کی بڑی فضیلت آئی ہے اس کے بعد میں مع اپنے رفیق کے وہاں سے چلا آیا چونکہ میں مسافر تھا بعد میرے وہاں تھا ہی نہیں اسلئے فوت کا افسوس بھی نہیں ہوا وہاں سے آجانے کے بعد ہی مدرسہ جامع العلوم کی بنیاد پڑ گئی اور مجھ کو باصرار روک لیا گیا ورنہ پہلے تو یہ خیال تھا کہ کانپور چھوڑ رہا ہوں حضرت سے مل آنا چاہیے ممکن ہے پھر نہ حاضری ہو غرض میرا کانپور میں قیام ہو گیا پہلی مرتبہ کی زیارت کے تو یہ واقعات تھے دوسری مرتبہ ممینہ رمضان کا تھا اور سنہ تو تقریباً بھی یاد نہیں بس اتنا یاد ہے کہ پہلے سفر سے چند سال کے بعد دوبارہ حاضر ہوا اس درمیان میں مولانا کبھی کبھی آنے والوں کے ذریعہ سے سلام کسنا بھیجتے تھے مولانا تو ایسے آزاد تھے کہ کوئی چیز بھی یاد نہیں رہتی تھی نہ معلوم یہ کیسے یاد رہ گیا ایک شخص بیان کرتے تھے کہ مولانا کا مزاج تیز تو تھا ہی۔ انہوں نے حضرت مولانا سے میرا نام لے کر نہایت بد تمیزی سے کہا کہ آپ سے تو اس کے اخلاق اچھے ہیں عایت تواضع سے فرمایا ہاں بھلا اچھے اخلاق ہیں پھر دوبارہ کئی سال کے بعد پھر حاضر ہوا اس بار چند ہمراہی بھی تھے اور بدیہ کے طور پر میں کچھ بیڑے بھی لے گیا تھا کانپور میں اس زمانہ میں بہت اچھے بیڑے ہوتے تھے جنہیں ہنگلی بیڑے کہتے تھے سانچے میں ہوتے تھے بہت خوبصورت اور خوشبودار تھے مجھے بہت پسند تھے حضرت کی پسند کی تو خبر نہ تھی میں نے سوچا کہ جو چیز خود مجھے پسند ہے اسی کو ترجیح دینا چاہیے چنانچہ میں نے بیڑے ہی بدیہ کے واسطے لئے نیز چونکہ رمضان کا ممینہ اور مدرسہ کی تعطیل تھی اسلئے حضرت کی خدمت میں کچھ دن رہنے کی گنجائش تھی اس خیال سے کہ شاید وہ چار دن رہنا ہو جائے ایک بہ عمل شربت اہار کی بھی اپنے افطار کے واسطے ہمراہ لے لی تھی کیونکہ

ان کا زمانہ قیام مبارک یہ تھا کہ وہ نیا تو تھے خیال ہو کہ ہم لوگوں کے اعمال اچھے نہیں آتے۔
 ان کو تو قلب کی تاریکی کا احساس ہو جاتا ہے اس لئے شاید ذاتِ ذیبت فرماتے ہوں خدا اپنے
 قلب کو پاک و صاف کرے۔ حضرت مسیحؑ جو تاجا بیچے چنانچہ فرمایا استغفر اللہ ثمرت کی ادب کے
 لحاظ سے سولہویں جموں تیرپا زاد ہے اس حالت سے چلے جا رہے تھے دوپہر کا وقت تھا ایک گاڑی
 شخص رستہ میں ملے معلوم ہوا کہ زیدؑ تو جا رہے ہیں وہاں پہنچ کر لولہ پیش ہوئے مولانا نے
 ان سے پوچھا کہ روزہ ہے انھوں نے جواب دیا کہ جی ہاں روزہ ہے اس پر بہت غما ہوئے فرمایا کہ
 کس نے کہا کہ روزہ سفر میں روزہ رکھو ان پکاروں کو حکم ہوا کہ میں ابھی چھ چار۔ (اس مقام پر
 صاحب الموطا یعنی مسند ابی امامت علیہ السلام سے حاضرین میں سے ایک صاحب نے
 عرض کیا کہ روزہ کی حالت میں ایسی باتی دوپہر میں والیں فرما کر روزہ کی تکلیف کو دور بھی
 ہو جاتا تھا اس کا جواب ارشاد فرمایا کہ یہ واپس فرمادے تو تاجا بیچ اور اصلاح کیلئے تھا گو اس وقت
 تو تکلیف ہوئی ہوئی تھیں عمر پہلے سبقت جو تیرپا زاد کا) پھر ابھی روزہ تمام نے کہا بھائی خدا خیر کرے
 ہم سے بھی یہی سوس ہو گا چنانچہ واقعی پیش ہوئے ہی یہ سوال فرمایا کہ روزہ ہے ہم نے کچھ بات
 عرض کر دی کہ حضرت ہے مگر جانے خفگی کے حضرت نے فرمایا کہ اچھا لیا جوین آدمی ہو روزہ
 رکھنا یہی مناسب تھا یوں اظہار ہوا کہ اگر اسلوب سے تھے اور نہ بڑے عالم بلائے تھے حدود
 شریعہ سے نوب و وقف تھے اور پورے قیام ملت تھے دیکھئے ہو کہ وہ صاحب روزہ تھے جن کو سفر
 میں روزہ کا قیام دشوار تھا کہ پر انکسار خفگی فرمایا اور ہم لوگوں کے روزے پر انکسار مسرت فرمایا
 اور یہی عمل ہے حدیث لیس من البر الصیام فی السفر کا۔ فرض ہم بہت قریش ہوئے کہ جلو
 ایک بار سے قریب ملے اس وقت وہ دن ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے یہ نہیں پتہ کہ بیٹھے
 تھے یا لیٹے تھے ماننا لینے تھے نیچے چٹائی بھی تھی اس پر ہم لوگ بیٹھ گئے مولانا نے غائبانہ ہمیں
 ہم نے اپنے اپنے ہدایا پیش کئے مولانا کو ہم کو کور صاف سے بعد غبت تھی حدِ نوش فرماتے تھے
 اور اپنے سے عمر باری میں و حلوات تھے میرے ہمراہی تمہارا اور صاف ہی یہ میں نے گئے تھے پورے

قسم کی شرم و ہمتی اس کے میں ایک شخص اندر چلا آیا اس کو بہت ڈانٹا کہ بلا سہ قہر بولتا ہے
 اتنا کہ چلے آ رہے ہو یہ نہیں دیکھتے کہ موقع ہے یا نہیں یہ نہیں دیکھتے کہ کوئی خاص بات نہ رہا ہے
 گویا وہاں نے اپنے نزدیک ہم لوگوں کو شہوت کا وقت دیا تھا اپنے امر اور ظاہر کرنے کے لئے غلط
 پتہ فرمائی جب یہ باتیں ہو نہیں تو ارشاد ہوا کہ مسجد میں بھی جہ نہ ہونے کی ہے اور مکان بھی
 موجود ہے کہاں مسجد اسے میں نے عرض کیا کہ حضرت جہاں آپ کا قرب ہو فرمایا تو مسجد میں
 صبر جاؤ ہم لوگ مسجد میں نہیں گئے دوپہر کا وقت تھا کچھ نیٹے نیٹے اسے میں تلہ کا وقت آیا تارہ
 پڑھی شام کے بعد اظہار ہوئے ہر تکلف کھانا آیا کئی طرح کا چار پانچ قسم کا تھا جیسے کہ امرامونی عادت
 ہے یہ متھلا لوگوں میں بھی اسے خاص خاص معزز مہمانوں کے لیے کئی کئی کھانے پکوانے کی
 عادت ہے بہت ہی غایت تھی دار نہ ہوا لاکھ ہر شمع بالکل آرزو تھی وہاں تکلفات کی جھلا تھجائیں کیا
 اسی طرح تحری میں بھی کئی قسم کا کھانا آیا عرض ایک آدھ دن جب گذر میں نے واپسی کی اجازت
 چاہی اور اس درمیان میں مختلف جلسوں میں مختلف باتیں کرتے رہے جو کہ اب یاد بھی نہیں بہر
 حال جب میں نے نیابت چلی فرما باقی کی جلد ہی ہے ہر سہ ماہی ہے رمضان شریف کا زمانہ
 ہے اور نصرو دہم تو یہ چاہتے ہی تھے حضرت کے لوشن کو قیمت سمجھا اور واپسی کے ارادہ کو سنوئی
 کر دیا جب میں نے دیکھا کہ رہنا تو ہو گیا ہے الا حضرت سے حصن حصین ہی پڑھ لیکن چنانچہ میں
 نے عرض کیا حضرت سنو یہی خوشی سے فرمایا بہت اچھا میں نے شروع کی۔ حضرت کہیں کہیں
 تحقیق بھی فرما کر تھے چنانچہ ایک جگہ شوق الی للخالق آیت تو فرمائی اچھا یہ تو شوق کا کیا ترجمہ ہے۔
 میں نے عرض کیا حضرت ہی فرماد فرمادیں۔ فرمایا ”تریب“ اور درمیان میں مختلف وقتوں میں
 نعرے بھی نکالتے تھے ذوق و شوق میں۔ کھانا اور مختلف کا تہہ رہا۔ لطیف اور کئی کئی قسم کا۔ جب
 حصن حصین ختم ہو گئی اور تہہ لوگ رخصت ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ حضرت سے تہہ کا حدیث
 شریف کی بھی اجازت دے دیجئے۔ فرمایا ہاں جی اجازت ہے یہ بھی فرمایا کہ الکی آیا کرو اور ابھی نہیں پوچھ
 نہ پایا کرو لیکن پھر اتفاقاً حاضر ہی کا نہیں ہوا تو یہ حاضر ہی ہوئیں اور ایک بد میں نے عرض بھی

تھاجب حضرت حالی صاحب کی خدمت میں قیام کی غرض سے ملے جانے کا ارادہ کیا تو میں نے عریضہ لکھا کہ حضرت حالی صاحب کی خدمت میں جا رہا ہوں تو یہ سمجھئے کہ اس مقصود کیسے جاتا ہوں اہمہ تعالیٰ اس میں کامیابی عطا فرماوے حضرت نے میرے عریضہ کی پر ایک گوشہ میں جو اپنے قلم سے تحریر فرمایا ۔

”از فضل و حسن۔ سلام بخیرد جانے خیر ضرورم“

برسہ دن تک تو وہ خط میرے پاس تھکا رہا۔ پھر میں نے ایک شخص کو دے دیا لیکن جب اب کے الفاظ غنہ اب تک ذہن میں محفوظ ہیں اپنے ہی قلم مبارک سے جو اب تحریر فرمایا تھا مولانا کا خط بہت اچھا تھا نام میں الف لام تحریر نہیں فرمایا تھا میں نے سنا ہے کہ یہ نام بخانی نام ہے (فضل و حسن کے بعد ۱۲۰۸ ہوتے ہیں۔ جانش ۱۲)

رحمن کو بھی بالف کے تحریر فرمایا تھا اور السلام علیکم کو بھی بالف کے حرف نوین کے ساتھ تحریر فرمایا تھا مولانا کے بھی ملفوظ میں نے اور دو سے بھی سنے ہیں ایک تو یہ کہ ایک بار مولانا سے کسی نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا بات ہے کہ اور معاملات میں تو صرف دو کو دو کافی ہیں لیکن زمانہ میں شرعاً چار گواہوں کی ضرورت ہے مولانا نے برہنہ کیا کہ وہ فعل دو مخصوص کے متعلق بھی ہے ہر ایک کے لئے دو دو گواہ ہو گئے۔ ایک تو یہ سنا کہ ایک یہ سنا کہ کسی نے پوچھا کہ موقوفہ کی عورت کے متعلق کیا شرعی حکم ہے؟ حضرت نے اس مسئلہ میں دو حنفیہ کا مذہب ہے وہ بتا دیا اس نے کہا کہ اس میں تو حرج بہت ہے فرمایا کہ ہاں ہاں بہت حرج ہے اور بھلا میں اس سے بھی زیادہ حرج ہے اسے بھی اسلام کے مثال دو جبکہ جس قدر احکام اسلام کے ہیں سب ہی شریعتاً حرج ہے لہذا اسلام ہی کوئی یاد کہ دو گواہ چھ گواہ دیوے ہاں ہے کہ فعل دو امامت عبدالحزیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے تھے ٹھو تھوڑے ہی دن پڑھ کر واپس تشریف لے آئے جبکہ نصبت ہوئے تھے تو شاہ صاحب نے دریافت فرمایا کہ یہاں اس قدر جمعہ ہی کیوں جاتے ہو مولانا نے جواب دیا کہ والدہ کی اجازت اتنی ہی تھی اس لئے بعد دو دو

ماہر چہ خواہدہ ایم فراہوش را و ایم
اباحت یار کے شہر سے کھنکھ
اس شہر کے لطف کو لفظ سہرے دہم کہ دیا اور ملا ہے کہ ایک مرتبہ مولوی محمد شفیع صاحب
جس کو قلعہ کو جانے کا وہ خط کیا۔ حضرت مولانا نے فرمایا شرافت کی بھی تم سے یاد ہے کیا
چکارا اور کیا۔ حضرت مولانا کا مطلب یہ تھا کہ دلاور حد و لطف میں وہیں بھی ہے وہ نہیں۔
مولوی محمد شفیع صاحب نے عرض کیا اھت تہی ماں تہ مولوی خیر ہے۔ فرمایا کیا ہے۔ انہوں
نے جواب میں حضرت خواجہ خاں کو یہ شعر پڑھا یہ

درد منزل بتلی کہ عطر ہست جوں : شہر اہل قد و آست سے کہ جھٹوں ہاشی
حضرت مولانا نے یہ شعر سن کر ایک پر جوش نعرہ لگا دیا میں فراموشی سے پہلے سب
ابیات ہے کہ شریعت نے فعل کیا وہی راقی و درست ہے۔ تو شیخ تھے متاثر ہوئے و فرما
بی اصرار بھی فرمادی (و تمہا بگین)

برنگے جام شریعت برنگے خدہ عشق : ہر دوسا کے تھامہ ہر دوسا کے ہاتھوں
(انہوں نے اہل تہذیب سے کہا کہ وہ اسے دیکھیں)

رسالہ از صدق الثمین فی جواب رسالہ ہوا الحق الثمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حافظانِ مصنیب و مسلماً العابدین جس رسالہ اثر فی الثمین کو احقر نے روانہ کیا
جز وہاں ہے اس پر محمد بشیر صاحب صدیقی نے غصہ کیا ہے اسے رسالہ اثر فی الثمین میں غلط فہمی و
غبار کی وجہ سے تجواہد اخلاص کے ہیں جن کا خاصہ سہرا ہے یہ ہے کہ حضرت عظیم الامت ہر خط
العلی نے (- حافظہ) حضرت نے یہ اثر نام اور باری کے خلاف شرف کشی میں پلندہ نہیں لکھی
ہیں۔ ان غلط اخلاص نے جو بات ہمارے محترم جناب مولانا شہر نعت احمد صاحب سے کہی وہ ہم
موسلمین کا تھامہ ہے جو شائع ہونے کے بعد ان مقامات و ایات سے توجہ فرمائے ہیں جو اخبار

معدال نہیں اور ان کے لئے نہ ہوتا۔ حق سے تمہیں لگاؤ نہ ہو سب تہذیب کے رہنے والے تھے۔
حضرت مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ حدیث کے بعد ان روایات کو بھی شروع کرنا چاہیے
اور اگر صحت میں صاحب سے عرض کرے اور کچھ نہیں سمجھا چکا کہ

نفسو نہیں درایتی نوا درو باتو ماجرا بد صمیم
اللہ تعالیٰ اعلم

جواب از حضرت خلیفۃ المسیح صاحب موصوف

ہر کسی کو دستِ نیر دل کھلا کر دینا ہے۔ سعدی ادا ہے خوشن فریاد
اصل بات یہ ہے کہ انسان اپنے حق و حرمت سے جدا کرنا حال میں کسی اور کو زیادہ
بزرگ نہیں جانتا۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ میری عمر صدیقی میری عمر صدیقی میری عمر صدیقی میری عمر صدیقی
حقانہ کے ایک سال و ثوابِ شفیق سے مجھ کو یہ وغیرہ الفاظ اور بات کو لے کر حضرت سے تحریر اور
آبادی کی شان میں تحریر کرنا۔ حال شائع کیا۔ اگر تحریر ہے یہ بھی حاضر ہے کہ مولانا
صاحب کو مولانا قزوینی سے ایسی وہ عقیدت ہے کہ ان کے ساتھ دوسرے۔ ان کو بھی نشان
وامت بلیا و جاشاد اور ہے قزوینی و مولانا میں یہ فرمایا۔ کوشش کہ اشرفِ امتیہ کی پوری عبادت
نقل فرماتے تو ان فہم کو رائے قائم کرنے میں آسانی ہوتی جس آپ کو اتنا چاہتا ہوں کہ میں کسی
بزرگ سے سلسلہ رکھتا ہوں جسے یہ مانجھ، میری والدہ اور علم برادر کو اور اگر خاص اعزاء حضرت
میں کو آبادی کے خادم ہیں یہ مقام بڑا طلب طلبی مخلوق میں زیادہ رہا۔ حضرت کی خدمت
میں کچھ رہا۔ آخر حاضر رہا۔ نیز یہ بھی آیا۔ اللہ صاحب مرحوم دینی میں امتیہ تھے میں مخلوق
میں جب کہ شریف ترمذی شریف بڑا چھوٹا مولانا صاحب ہیں ہوتے ہیں نے عارضی فی
اجازت پائی۔ جو آپ کو کہ شہادت نہیں۔ اور یہ سمجھا کہ یہ کی دینا تم سے جب ہی خوش ہو کی
کہ تم نے وہ حد یہ نہیں کر لیں۔ وہ ان کو انتقال کا آیا۔ لیکن کیا تو مولانا صاحب نے فرمایا کہ
رہا۔ اور ان کے نام نہ پلے گا۔ یہ نہایت صاحب صاحب مرحوم سے دینے خوش تھے

بیر کا تسبیح کرنے کو پڑھتے ہیں جب انگلیں میں پڑا کہ ولہو صاحبہ کی مجلس تہجد یا جناب مولانا احمد حسن صاحب مرحوم کی وصیت پر عمل کرنا فیصلے کیسے کیجئے مراد آباد حاضر ہو جناب مولانا احمد حسن صاحب کا پورن بھی حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب رنج مراد آبادی کی خدمت میں تشریف لیا کرتے تھے فیک روز حضرت مولانا نے مولانا کا پورن سے فرمایا کہ قرعہ شریف اور ظلعے جیسے پڑے ہو قاضی مہار کے کی قبر کو، نیمو در تیک فقیر کی قبر کو دیکھو تو حقیقت معلوم ہو۔ مولانا کا پورن اس سے ایسے متاثر ہوئے کہ تھوڑے ہی عرصے میں حدیث شریف شروٹ کر دی مجھ کو اس کی خبر دو تھی تھی لہذا میں نے رنج مراد آباد حاضر ہو کر اپنے مرشد حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب سے پہلے یہ عرض کیا کہ سنا ہے حضور نے حضرت مولانا شہید عبدالعزیز صاحب سے پڑھا ہے فرمایا میں نے عرض کیا کہ حدیث شریف سن کر اچانک اپنے توجہ سے حاصل ہو، مشکوٰۃ شریف کی چند حدیثیں سن کر فرمایا کہ بات زیادہ ہوں اور عمل کی تاکید فرمائی ہوں طالب علم اس وقت تک نہیں پڑھا تو خود بخود تھا اس روایت باز ولہو صاحب مرحوم دیتے تھے اور اب ولہو صاحب نے لاہور کر دیا۔ ملازم نے کر دئے تو فریختہ ہواں لی۔ میں نے سوچا کہ ناچو، کے مدرسے میں ترقی ملے گی کے اور فروپ لگا دینے کو جانتا نہیں پڑا طبعی امر ہے کہ دو کام، فرائض کیلئے نہیں ہوتا اور مشکل معلوم ہوتا ہے مجھ کو شرم و معلوم ہوتی تھی کہ کیسے کسی کے دربار پر رفتی سے نہ رکھتا بیٹھے کو بلاؤں گا۔ جو مدار میں دستور ہے خیر ہوا کہ جناب مولانا صاحب کا پورن حضرت رنج مراد آبادی کے متفقہ میں حضرت رنج مراد آبادی سے ایک روز مولانا کا پورن کے نام لکھوا دیا تو چونکہ حدیث ائمہ مراد میں سے تھی حضرت نے عرض کیا کہ یہ میرا مرشد است ہے لہذا ایک ہفتہ مولانا کا پورن کے نام خود میں دو حدیث لکھ کر اس میں فرمایا کہ تم شکوہ ہوا ہو اور عرض پر فرمایا کہ ایک میں ہوں اور وہ ہے رشید احمد تیسرے میں ہوں اور ان کے تو ظلمت ظلمی و مراد ہونے تم شکوہ ہی چاہو لہذا مراد چاہو یہ چاہو یہ خیال کرنا کہ شکوہ نہ ہو اور حضرت مولانا خود ہی نے میرے لکھائے کا انتظام رواج میں سے عرض کیا کہ میرے سے نہ لیجئے اور میں

نے تیس بار کا خرچہ کرا کر چائے پکائے اور اس سے چائیا۔ خرچہ اس سے یہ بھی نہ لے سکا۔ آپ
 تو تین بار کھائے اور اطمینان ہو گیا اور اس شخص نے دریافت کیا۔ کیا خیر بناؤ اور تمہارا حق ہے کچھ
 اس کا مالک صاحب جو آپ سے ہیں کیا حق انجیل حوالہ کیا حضرت مولوی صاحب نے مولانا مسعود
 احمد صاحب سے خود احاطہ فرمایا کہ ان کا کھانا بنائے یہاں مقرر کرو اور جہاں سے ہوتا ہے تو وہی کھانا
 ان کو کھانا دیا تو چند دنوں بعد حضرت تشویشی نے فرمایا کہ تم حضرت مولانا صاحب سے عرض کرو کہ میں
 چاہتا ہوں (یہ تشویشی بھی کسی زمانہ کے معاملے کا یہ انتظام حضرت سے کیا اور آپ کی کاغذات سے یہ خبر
 دیکھ رہا ہے کہ یہاں کھانا مقرر ہو تو وہ یہ وغیرہ پوچھتے تھے کہ کیا تم مولانا محمد اسلم صاحب سے یہ خبر
 دلا کر لائے ہو جو خاص جگہ کھانا مقرر ہوا ہے اس میں نے عرض کیا کہ کیا حضور سے ملاقات ہے فرمایا
 ملاقات ہی کی ہے حضرت سے ملاقات مولانا عبدنی صاحب کھٹک نے حضرت سے مولانا مسعود
 کھٹک سے محض مطالبہ حدیث کے متعلق استدعا کر لیا یہ تھا اس وقت تک یہ خطوط موجود تھے۔
 الغاب میں ذکر گاندہ الفاظ تھے ایسی سورت میں اپنے مرشد جامع شریعت و طریقت اور حضرت
 نصرتی کے خلاف میں کسی زبان سے حضرت تشویشی کو (معاذ اللہ) بدالوں اور کس یہ وہ قاب سے
 بدالوں مولانا صاحب کو ہمارے حضرت سے بیخبر نہ آبادی کی صحبت کو اگر کاغذی تھیں ہوا وہ کسی
 کو نہیں فرماتے تھے ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضرت تشویشی نہ معلوم کس اور جگہ سے بدلتے
 ہیں جو حضرت مرشدی ایسی تعریف فرماتے ہیں خواہ وہ دیکھا کہ حضرت فخر عالم و قوم
 مولانا صاحب سے ہوتے ہیں اور حضرت تشویشی ان کے پیچھے قدم نہ چاہتے ہیں (سبحان اللہ)
 لیا سالانہ تھی نیز شانِ جناب مولانا صاحب (خدا محفوظ رکھے) کا جواب پر اعلیٰ آتی ہے اور بصورت
 میں خدائی کام نہیں کہ ثابت قدم بیان کرے۔ بددعا کھٹک سنی عالی باتوں کو بیان کرے۔ وہ بھی
 بصورت ہے کھٹک عالمیہ کتبہ ان بعد از مکمل ماسع۔ آہ مرید مرید مطلب (اب مولانا
 صاحب نے اعلیٰ لہجہ میں فرمایا کہ مولانا صاحب نے مولانا صاحب سے اول در سال اثرات بتائیہ
 میں اعلیٰ حضرت سے مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ وغیرہ نظم میں ہے کہ ان کی خوشی

ایک وجہ اب یہ : قانونی حدود اور قیاس کے کام میں شاید کبھی کسی نے یہ سمجھ لیا ہو کہ فقہاء نے
مختصر نہیں کیا۔ بلکہ ان کی کوشش کی گئی ہے کہ سچے سچے واقعہ سے جو سہرا اٹھ رہا ہے اس کو منظرِ عام پر لانے
لئے اصل عبارتِ اشرفِ امتیہ کی نقل کر رہے ہوں۔

حکایت (سورۃ قانونی نے) لکھا ہے کہ : ”رکب بھی مختصر اور غیر مختصر اور دیکھ دو کہ یہ درجہ بھی مختصر
اور غیر مختصر، ان میں دونوں قسم کے ہوتے ہیں انھوں نے یہاں انتظام فرمادیا ہے اور بعض اوقات
یہاں نہیں دیا ہے مولانا فضل الرحمن کے زمانہ حجاب کی کوئی روایت ہی نہ تھی۔ قلیل نقل
کے یہاں سے سہارا لیا تھا۔ جو وہ بتا رہے تھے وہ آپ دیکھتے تھے قیاسی نوعیت پر مبنی نہ تھے۔ اور
ہمارے ۱۰۰۰ مسکوکے نے جو وصیت دے کر دکھائے تو اس میں یوں لکھا ہے کہ ”بعد کے اے میں
قرض نہیں ہو اگر تا ہے حالانکہ مولانا کے زمانہ کی اولوں کا قرض ہوتا ہے جس پر مختصر ہو
تھے۔“ (اشرفِ امتیہ)

جناب میر غلامی صاحب ہر بے انتظامی تو لکھتے تھے، یہ ہمیں عدم انتظام کا یہاں ذکر
ہے یہ تو زیادہ درگاہ کی دلیل ہے کہ اموال و مسائل سے قلاب کو کوئی تعلق نہیں تھا اس کی بھی پرواہ
نہ تھی کہ بھلا کے پاس حق و واجب سے زیادہ نہ چلا جائے نہ سبب شروع ہی کلام میں تصریح ہے
کہ ”یہ محمول کی“ قسمیں ہیں مختصر اور غیر مختصر اور اقسام پر ”قسم کا صادق“ ضروری ہے تو بدلتی
کی تو اس میں تصریح کر دی پھر ہمیں کیا اتنا دل کھال رہا۔

نمبر ۲ (صفحہ ۵، فہرست دوم) مولانا اشرف علی صاحب نے مولانا فضل الرحمن
صاحب کی نسبت لکھا ہے کہ وہ مجذوب تھے ضرباتِ نیکی سے فریانی (مولانا قانونی نے) اس
مقام پر نیز صفحہ ۱۰ اوپر ۱۲ میں ”آپ“ انقلابِ پنج مراد آدمی کی شان میں مجذوب نے لفظ سے
جنتیوں کی یہ اشارہ کرتے ہوئے کہ ”مجذوب“ لکھا ہوا ہے۔

جو اب اب نہ ہوتے مغرضانہ لکھا : ”لا حول ولا قوت الا باللہ“ ان دکانوں میں مجذوب کا
لفظ ضرور ہے اس سے متعلق کچھ اور مجذوب کا بے نیکی یا کفر یا آپ (مولانا) کی سمجھ کا ہے ”

یہ اور حب و محبت ہے۔ مولانا تھانوی نے حضرت شیخ مراد آبادی کے نام نامی بر جاجا رحمت اللہ علیہ اور کسی ولایت میں مولانا افضل الراسخ کو مجذوب صاحبِ حال لکھا۔ اور کہیں یہ لکھا کہ ان حضرات کے اندر عشقِ کامل بھی ہوتی ہے۔ یہ لوگ ہیں عرقِ مقدس۔ ان اوصاف کے ساتھ یہ نہیں لکھا تھا کہ انہیں مجذوب تھے نہ یہ بات کہیں عقلیت کی کئی اچھے موعظ صاحب کی فہمِ حقیقہ الفاظ کے معنی سمجھنے میں آ رہی ہے تو حجبِ نہیں کہ کلامِ مجید سے ”واللہ اعلم“ کا رجوع یہ فرمائیں کہ معاذ اللہ حضرت نوح علیہ السلام ہاں ان تھے آپ مولانا تھانوی سے اعتراض وہاں کے تحت میں سوال کرنے میں کیا مجذوب مطلق کے اندر یہ صفات (مذکورہ سولف) آپ دیکھ سکتے ہیں جب مولانا نے مجذوب لکھا ہی نہیں تو جواب کیا دیا جائے اہل علم و فہم تو مجذوب کو بزرگ ہستی جانتے ہیں ان کی شانِ ولایت میں بے غلی بانیئے کا خیال تک سخت بے لوثی جانتے ہیں آج آپ (مولانا صاحب) کا عقیدہ معلوم ہوا کہ آپ معاذ اللہ مجذوب کو پاگل جانتے ہیں سب مجذوب ہوا نقص نہیں ایک شان ہے بزرگی کی بلکہ ہمیں وجود سے اپنے مخالفی ہم عصر مسلمان سے انفعلیت ہے یہ کہ ان حضرات کو مشابہ و عجب میں بہ وقتِ استغراق رہتا ہے اور انکی حاست میں جو علوم اننا سے ظاہر ہوں گے وہ محض السمات اور مہیوب ہوں گے قوتِ فکر یہ کا نتیجہ نہ ہوگا۔ تو یہ کمال ہے نہ نقص۔ مزید یہ کہ مولانا تھانوی کے کلام میں خود ان کی تصریح ہے کہ ان حضرات میں عقلِ کامل بھی ہوتی ہے جس میں صاف صاف بات ہے کہ مجذوب سے اور عاقبت میں ثانی نہیں بلکہ مجذوبیت خود اسے اللہ میں کمالِ عقل کو معلوم ہے۔ اللھم احفظنا من النعاس

حضرت شیخ مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہے جواب میں اور تعمیر حدیث و غیرہ میں مطلق ”محدثہ“ قلم تھے اور استغراقی حالت میں توحید الہی و محبوبِ فزوں کا جواب (آپ) میں مولانا میں ہر افادہ میں ہوتا تھا۔ ایک شخص نے لکھا کہ سوم (تجواہم) چہارم و غیرہ کرنا کیسا ہے۔ جواب آیا کہ ”اس امور در شریعت مفید و لازم شدہ“۔ عقل و فہم

اللہ قرآن مجید صبح و شام تفسیر کرنا کرتے تھے۔ یہ تفسیر وہ آپ دیکھ رہے تھے جب فل ان کتبہ

نحمدہ اللہ فانی ہمیں پر آپ شخص کی نظر پڑی تو حیران کیاں تھے۔ مانتی ہیں۔ فرمایا کہ تم کو ہے
فرمادہ وندی، دو کلمہ تم کہہ دو کہ تم کو ہے جو کہتے ہو تو یہ نہ چاہتے تھے۔ کہی۔ یہ کہتے تھے۔
یہ گفتات ہیں۔ سو بہانہ تو ان کی ملاقات میں متفرقی حالت حال اب ہوتی تھے یہ اب کہہ دو۔
یہ کہیں کہیں نہیں تھا یہ سفاکت میں و فضائل ان کے تھے ان کو بھی ان کے فرمایا کہ یہ کہہ دو
فرمایا کہ یہ اب تھے کہہ رہے تھے کہ ان کی حالت کی تھی۔ سو اب صاحب حضرت حضرت حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے حضرت۔ یہ وہاں ہے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رہتا ہے اللہ کی ہے واللہ اللہ
الملك والحکمة قرآن مجید میں ہے وہم یونی اللہ حکمتہ الخ فی پانچ ہے حضرت۔ یہ ہے
جو کوئی نصرت دیا گیا پس تحقیق دو خیر کثیر دیوے۔ مولانا محمد نوکی نے سالانہ اجتماع میں حضرت خلیفہ
مولا ابوبکر کی جو عظمت ہے اس کا عشر ختمہ بھی آپ کو نصیب نہیں

[illegible]

کہ ہوشیار بنائے حق و منہ مقام اوشاں شد و صحبت ہوشیار یافتہ، اندر کہ اس پیش صاحب
 وریں زمانہ نایاب اند ہوا ز خدمت ایشان، برکت فیضیاب دہم ہاشم و طریق مکتوب کہ وریں سال
 نوشتہ شد و در نظر شاہ تخلص نمایند انشاء اللہ تعالیٰ ہے ہرہ خوبند ماند نہ فانی در مہر ایشان
 برکت و ہادواز تہائی نعماء عرفانی و کمالات قرب خود شرف گردانہ و احب علیات در مہر و ہادواز
 نور ہدایت شاہ عالم ہر ہادواز گردانہ و تاقیات فیض ایشان جاری دارو۔ عرمت انہی علیات و ہادواز
 کب باہرین نور فیضہ کرئیں کہ حضرت گنگوہی کی عظمت حضرت حاجی صاحب کے نزدیک کس
 قدر ہے کوئی چاہل سے جاہل اور حق سے احق سے بھی حضرت کا مستفید ہو کر حضرت گنگوہی کو برا
 نہیں کہہ سکتا۔

اعتراف سوم صفحہ ۹ پر مولف نے لکھا ہے کہ جہاں حاجی صاحب قیام فرماتے تھے معتبر
 بنا گیا ہے کہ تھانوی نے اس جگہ پاخانے ہوئے ہیں۔ عیاذ اللہ۔

جواب :- مولف کا اصل مقصد تو اعتراف ہے جو کہیں ہی کذب مرتبہ مشابہہ کے خلاف ہو اس
 سے بحث نہیں۔ حضرات باہرین جا کر مشابہہ فرمائیں کہ حضرت حاجی صاحب کا حجرہ، اصلی
 صورت پر اب تک موجود ہے بلکہ اس کی چونکٹ و کواڑ تک مولانا تھانوی کو بہ لیا گیا اور انہیں ہوا
 حالانکہ ہلنے کی حاجت تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ خبروں میں جھگی تھی۔ اس زمانہ کے پاخانہ کو حجرہ ہوا
 دیا اور پاخانہ دوسری جگہ ہوا دیا۔ اب فرمائیے کہ حجرہ کا پاخانہ ہوا لیا ہے (احول و اقوال اللہ) یا
 پاخانہ کا حجرہ۔ جیسا کہ مولف صاحب نے نقل کیا ہے کہ حجرہ کا پاخانہ لیا ہے۔ لعنہ اللہ علی
 الکاذبین۔

اعتراف چہرہ صفحہ ۱۰ اس روایت میں مولوی صاحب گنگوہی کا تھانوی کے سند حدیث
 دینے میں مشابہہ کرتا اور حضرت مولانا تھانوی پر اعتراف جڑوا گیا ہے کہ وہ سند حدیث دینے میں غیر
 متناہ تھے اور فرمائیں وہ اجابت پر بھی تکبر فرماتے۔ خیر نیز ان کے بعض مریدین کوڑا بھی منڈا کر
 کر غیر متشرع بنا دیا اور اس کا الزام حضرت مولانا تھانوی پر لگا دیا جس جہالت کا کیا شکر ہے

جواب :- اصل عبارت ملاحظہ ہو (مولانا تھانوی نے) فرمایا کہ ایک مولوی صاحب مولانا حنیف مراد آبادی کے مرید تھے اور حسین عرب کے شاگرد حافظہ بہت اچھا تھا مگر ازراہی منہات تھے مگر ازراہی والوں کی مذمت کیا کرتے تھے یہ مولانا گنگوہی کے یہاں حدیث کی سند لینے آئے مولانا نے فرمایا کہ آپ کو سند حدیث دینا جائز نہیں ہے اس فوراً چلے گئے اور مولانا حنیف مراد آبادی سے جا کر سند لے لی اور حضرت گنگوہی کو لکھا کہ دیکھو تم نے سند نہ دی تھی تو کیا ہم کو فی نہیں۔ ہمارے حضرت نے فرمایا کہ مولانا حنیف مراد آبادی کے یہاں غلبہ استغراق کے سبب ان چیزوں کی طرف التفات نہ تھا۔ کبھی خیال ہو گیا تو مستحبات پر پکڑ دو گئی ورنہ فرائض و واجبات پر بھی صحیح نہ فرمائی۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے پائیاں پاؤں مسجد میں رکھ دیا۔ اس سے بیل اور یہ اور وہ کہنا شروع کر دیا۔ مولانا سے بیسے بیسے عہدہ و ازراہی منہات تھے اور اس پر التفات نہ تھا۔ مولانا مجذوب تھے۔ (اشرف التتبیہ)

ناظرین غور کر لیں اس عبارت میں اعتراض اور الزام کا کوئی لفظ نہیں ہے حضرت گنگوہی کا مقولہ نقل فرمایا ہے جن کی کمال بزرگی کی تصدیق حضرت حاجی صاحب فرما چکے ہیں۔ قلند ہرچہ گوید ویدہ گوید۔ میں نے بھی بزرگوں کا طرز عمل مختلف دیکھا ہے ہر گھلے راز نگہ دوائے دیگر است۔ بعض حضرات یہ خیال فرما کر کہ اگر مرید نہیں کرتے تو کسی جاہل بے دین کا مرید ہو کر فاسد العقیدہ بنک ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا نام بتا دیں اس کی ہر گت سے اصلاح ہو جائے۔ کیا عجب ہے۔ اور بعض حضرات یہ خیال فرما کر جب اس کی گواہی شرعاً مقبول نہیں ہم کیوں رعایت کریں امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہر بزرگ فرماتے ہیں اس سے مولانا کو کب انکار ہے غلبہ استغراق میں معذور ہیں۔ حضرت حنیف مراد آبادی پر اعتراض کب فرمایا ہے یا الزام کب دیا ہے۔ حیرت ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے مولف صاحب معترف ہیں اور حضرت گنگوہی اور حضرت تھانوی کے سخت مخالف۔ حالانکہ یہ سب حضرات مساکو مشربا و مذہباً کسب و احدہ و فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ کذب صریح ہے۔

رسالت، منصب کا شرعی نعم یا ہوا ہو۔۔۔ کوں چاہیں۔۔۔ کہ وہ ہوا جس نے خود قیام کر لیا۔
 "فمن انزل الی علم، طریقت مجھے جو صاحبِ حال، اور بہت قریب مرتے ہیں اس کو نہ کہ جو علم
 دہائی سے بھی حضرت دہائی صاحب، حضرت عبدہ ہیں۔ ہمارے ہمارے آج ہوا تو ہی رسالت بعد
 طایہ میں ہونکہ جامع شریعت و طریقت سے شرعی سمجھیں نہیں دیا، یہ اہلِ صوفیہ فرمایا کہ مجھ کو اپنی
 معلوم ہوتا ہے۔ موافق صاحب نے حضرت مولانا عبدالحی صاحب نے کوئی اختلاف پیش
 کیا ہے اور محدث مانتے ہیں اندازاً یہاں تک کہ ہر قیام میں ان کو فتویٰ بھی نقل کئے، مانتا
 ہوں۔ حضرت استاذی مولانا عبدالحی صاحب فرماتے ہیں۔

"مسائل وجود ذکر مولود در زمانہ الامتن لکن یزید جس کی کوئی کہ در شرع اس قاعدہ
 ہست شدہ، کلی فرد من افراد بشر العلم فہو مندوب، ذکر مولود نیز زیرِ امانت ہے، ہند
 مندوب اور اور خواہ شدہ نیز ایسی ملک نقصانے تحریریں است اس فتویٰ مستطیعہ حش و شام
 و حافظہ مان خبر و سیو فی و شامی و امثال اہل زمانہ، حکم۔ مندوب ذکر مولود و والدہ حاصل سرم
 ایفہ ذکر مولود فی عصر دہریت مندوب خواہ سبب و ہر اور اور فی الامتن سبب اہل دانش و ہر سند
 شرعی اس کے ہدایت و منکر نہ بعد، حریف طاعت کلیلہ کہ رہے ہوں آل طاعت تاج العزیز فائزانی
 مانی است و اور اطاعتی نیست کہ مقابلہ ملانے مستطیع کہ فتویٰ مذکور مولود و والدہ جس فاش
 در میں باب معتبر نیست۔ کہ ذکر مولود۔۔۔ جائز است۔ تحقیقات غیر مشروہ
 و شریعت غیر مامورہ شامی شامی صاحب الہی، فی خواجہ بندہ نیکو میں امر ہے۔ مگر در میں خواجہ
 مولود مجھے نیست فقط و بعد اہم۔۔۔ ہر اہلِ صوفیہ و اہلِ انکسار محمد مہدی فی ہذا بعد حش و شام
 انجلی، انجلی (حکفہ و مجموع الفتاویٰ) قیام نے تعلق بھی بعد سے جائز فی ما خطہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ
 کسی رات وقت حال بہت مناسب۔۔۔ دیا تھا، اتنا و شدہ بعد، است از آداب حضرت است کہ
 طاعتین اتنا بوجہ و غیر حال بہت اختیار کرنا و اتنا و شدہ نہ فاش امت و نہ واجب نہ سنت
 مولود ہوں منصب، یعنی عربی شرعی زیارہ اور تعلق، مستطیعہ فتویٰ نے شہدوں در قرون بعد کہ

نہاد شریف سے ۱۸ میل ہے چوتھے صاحب مرحوم ہجر ام اپنے تئیں میں، جتنے تھے مولانا قلیہ اپنے ہی مقام پر رہے اور وہ سب سے پہلے تھائی شادی حضرت احمد سے رشتہ علیہ نے حاصل کئے بعد ہوئیں لکھنؤ، واپس کاہر شہوت آپ کے (یعنی حضرت قلیہ نے فیوض کے ذریعہ) (بذریعہ خلیفہ المہین فی مبارک ختم ہوئی)

الجواب۔ اشرف اربعہ کی عبادت کا مخطہ ہو (حضرت تھانوی نے) فرمایا کہ مولانا لکھنؤ اور خٹن پر مذہب کا علیحدہ بہت رہا تھا ایک مرتبہ آپ سے پوچھنے کی شادی تھی وہ لوگ جمع ہو رہے تھے پوچھا کہ یہ آدمی کیسے جمع ہو رہے ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے پوتے کی شادی ہے چہرہ قہورئی، ہر کے بعد پوچھا تو لوگوں نے یہی جواب دیا کہ اہل فہم ملاحظہ فرمائیں کیا یہاں ایسا نہیں ہوتا کہ جو عزیز باہر ختم ہوتا ہے اس کی شادی کی خبر سن کر وطن و عہد شریعت کیلئے جاتے ہیں اگر اسی طریق پر لوگ جمع ہو کر جاتے ہوں تو کیا مستبعد ہے حضرت تھانوی اپنا مشاہدہ تو نہیں نقل فرماتے اور اگر کسی نے آپ سے غلط واقعات بیان بھی کیا اور آپ نے اس کو سچا مسلمان (حسن ظن کے طریق پر) سمجھ کر اس کے قول کو صحیح سمجھ کر نفس فرمایا تو افترا کہیے (دو اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیں کیا ہوئی المراد جنہیں علی غصہ کا مضمون ہے معترضین صاحب پوچھا خود افترا کے عادی ہیں کہ دراصل پاخانہ کا تو حجرہ دیا اور آپ برعکس بہتان باہر دیتے ہیں کہ مولانا حضرت تھانوی صاحب کا حجرہ پاخانہ دیا تھا۔

انوار الرشید ص ۱۱۹ فتح اشرف اربعہ حکایت نمبر ۵۲۔ اس حکایت میں صرف افتاد ہے کہ حضرت نور مرزا ایک مرتبہ حضرت احمد کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے۔ بآی اس واقعہ کے متعلق جتنی باتیں حاجی نے بیان کی ہیں اکثر اردو اخبار اور افترا ہیں۔

الجواب۔ اصل حدیث اشرف اربعہ ملاحظہ ہو (مولانا تھانوی نے) فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مگور نے مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کی اجازت پوچھی آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ میں تو آپ فقیر آدمی ہوں میں نے تمہارے کانچے کا یہ انتقام نہ کیا۔ اچھا ایک کمری دیا

الحاق

مقرر حضور انجمن جامع اوراق ہذا میں رسالہ صاحب کے مورخ صبح جزاء ہذا میں ہر شریعتی تہذیب کے
 اتفاق ہو دیں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب قدس سرہ کے لیے یہ رسالہ صاحب ہذا
 مافی حد ذیل کے قسم پر مذکور سبب ایک خط جو حضرت شمیم الدین صاحب مولانا شاہ محمد اشرف علی
 صاحب تھانوی مدنیو شمیم کے جو قیام کے ان کا جواب بھی ہے حضرت شمیم الدین صاحب مولانا شمیم
 طرف سے تلقین کیا تھا نظر پرچہ پانچواں کتاب میں نیز صاحب موصوفہ تجو کے صاحبزادہ اور
 مکتوب یعنی ان کے ہاں کا حصہ ان کے لئے منگت اللہ علیہا رہا مولانا شاہ محمد اشرف علی کے حضرت
 قدس سرہانی صاحب مدنیو کے محمد زکریا کے لئے ان کے ذکر و تہذیب کو جمع کر دینے کے ساتھ
 ملحق کر دینا صاحب معلوم ہو گا۔

خط لایہ صاحب۔ محذو رکھو وہاں شیعہ سرمدی مولانا قدس سرہانی مولانا شاہ محمد اشرف علی
 کے لئے تو جواب پر مولانا مشکاف اور تاحل شیعہ کے نقل و کمال
 میرزا قاسم صاحب اور میرزا غلام قاسم صاحب کے مولانا شمیم الدین صاحب۔

اسلام عالم درخت محمد و محمد کے لئے مدت و زمانہ سے عرض حال کا دواؤں و بارانوں میں پیش
 یہ خیال مانع رہا کہ مستغنیہ اور مستغنیہ میں کچھ نسبت تو ہونا چاہیے۔ اس میں ایک ختمیہ مولانا صاحب
 ایک مایہ مریدہ ہے۔ یہ خطا ہے۔ یہ نسبت نہ کہ دبا عام ہے۔ یہ عالم غلاب و خیال میں حضور و
 فی ذہن ہے۔ دینی غلام کو ہم قتل و کشتار ہے۔ یہ نسخہ عریضہ لکھنا یا قلم ایا صاحب مولانا شمیم
 کو اپنے باران و خطات تسلیم و تقبیلی زبان مادی سے لادو سے کہنے کے لئے مولانا صاحب
 کوئی یہ امر دیا کہ یہ خبر نہ کہی۔ یہ تجویز صحت میں طریقیہ دینی کو یہ خبر نہ کہی۔ یہ تمام ہو بھی
 لایہ سے اللہ کے ساتھ حق چٹھہ کا ہے جس میں مولانا شمیم و دبا انہیوں کے جمع میں امید ہے کہ
 شہادت کے لئے مولانا صاحب و انہیوں کے لئے صاحب مستغنیہ و دبا کہ تہذیب کے لئے ہے۔

تو اہل ایمان۔ یہی اہل حق ہے نہ اہل باطل اور یہی حق ہے نہ باطل۔

آپ! مانتے ہیں کہ جو انبیاء راستے

آپ! دعوتِ محمدیوں کو کرتے

اسطے حقوق سے انکار نہ کیا

بدنامی حق پر نہیں ہو سکتی

مردم سچے رشتہ دار ہیں ہاں

مجھے یقین قطعی ہے کہ میری مشکل کہ جو ذاتِ نوری کے اور کوئی شخص مردے ہندو تانت

میں وضع نہیں کر سکا اسے کہ یہ ہے عقیدہ میں مشہور ایسی زمانہ موجود ہیں قلبِ امین میں اور

حجج معنی میں اعلیٰ حضرت سے جو مہتمم موانا فضل و حسن صاحب نور ہند مرقدا کے قائم مقام اور

چائین میں اثر میرے حق میں۔ ہمارا میرے توفیق بابِ احسان و فضل و رحم کس کے کئے

آپ! مانتے تھے کہ ہوں بہت

پوں خدا از خود مومن و خدا

حضرت میرزا محمد امجد علی صاحبِ حق فرمایا تو یہی حق ہے اسی کے رشتہ دار مانتے ہیں۔ اسے نبی زمان

از اذانِ دین نے بے محنت اور بلا غرض بیشک تحسین و تحسین کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ

میرزا محمد امجد علی صاحبِ حق فرمایا کہ اسے حضورِ اربابِ محرابِ العزت میں دعا فرما میں

کے دورے کا موجب است مبارک کہ اسے ختم اعلیٰ سامعی ہوتا ہے۔ حق یہ تقیر و سوار و تہذیب

خدمتِ حق ہوئے۔ جواب میرزا صاحب نے فرمایا کہ میں نے فرمایا کہ غلط فہمی اور اسلام فریضہ

رب فرما کہ محمد قیاسِ نبی و اعلیٰ حضرت سے اور از فضل و احسان صاحبِ حق اور مستحق و درگاہ

(۱۰۱) ضلع برہانپور

جواب۔ از حضرت خیر المومنین و امیر المومنین حضرت مولانا محمد امجد علی صاحبِ حق فرمایا کہ میں نے فرمایا کہ غلط فہمی اور اسلام فریضہ

دینی نسبت و اسلام۔ اس سے قہار ہے۔ بھائی میں یہ عمدہ کی کو معلوم ہو کہ نہ اٹھائی ہے

نے ایک تھوڑا دیکر فرمایا کہ انگلی ہی پر آجہو ہے گا۔ چنانچہ روپہ وہیں آگیا۔ ہمارے حضرت نے فرمایا کہ ایسا ہے کوئی جن وغیرہ تابع تھے۔ (منقول از اشرف المصنوع)

جناب نواب وزیر الدولہ صاحب کی حکایت

حکایت (۳۸۶) حکم صاحب نے فرمایا کہ نواب وزیر الدولہ پر نذر میں الزام تھا کہ انہوں نے بھی شاہ دہلی کے یہاں درخواست بھیجی تھی کہ جو کام میرے اہل حق ہو مجھے سپرد کیا جاوے میں خدمت کیلئے حاضر ہوں۔ ابھی معذرت ہوئی تھی کہ اگر وہاں سے وائسرائے بھو بارہو جس میں والیان ریاست اور راجا عموماً تھے اور مقصود اس سے والیان ریاست اور راجا کا امتحان تھا۔ اتفاق سے وہ دن جمعہ کا تھا نواب وزیر الدولہ اسی پر جم گئے کہ میں جمعہ چھوڑ کر دربار میں نہ جاؤں گا جب یہ خبر نواب یوسف علی خان دہلی رام پور اور سکندر فتحم والی بھوپال کو ہوئی تو یہ دونوں آئے اور اگر سمجھنا کہ آپ مبارک ہیں اور مسافر پر جمعہ فرض نہیں۔ پھر آپ پر الزام بھی قائم ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ آپ دربار میں شریک ہوں انہوں نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے مگر میں ہرگز نہ کروں گا کہ اپنے نفس کیلئے خدا کے دربار کو چھوڑ کر دنیا کے دربار میں شریک ہوں القصد انہوں نے کسی طرح ترک جمعہ منظور نہیں کیا اور چھٹی لکھدی کہ آج جمعہ ہے اور مجھے نماز میں شریک ہونا ہے اسلئے میں حاضری دربار سے معذور ہوں اسی چھٹی کا جواب آیا کہ اگر ہمیں یہ پہلے سے خیال ہوتا تو ہم جمعہ کو دربار نہ کھولتے مگر اب اعلان ہو چکا ہے اسلئے دربار تو نہیں موقوف ہو سکتا۔ آپ نماز جمعہ پڑھیں آپ کے لئے دربار خاص منعقد کیا جلائے گا یہ معذور بیان فرما کر خان صاحب نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ وزیر الدولہ کی یہ حالت کیوں تھی اس کا سبب یہ تھا کہ اس نے خاندان شاہ عبدالعزیز کی خاک چائی تھی۔ حکم صاحب نے فرمایا کہ یہ قصہ میں نے مولوی محمد اسطیع صاحب کا مسموعی

موسکال ملحقہ منشور تحت اللہ تعالیٰ

ہر کہ مرید سید تیسر و درویش و اللہ عذوب نیست کہ عقیدہ شد

و قول لاخر سے آج کہ ہمارے آشنا شد فی اللہ صورت طہاشد

امام جناب مولوی محمد یحییٰ صاحب سے بھی ملتا ہے اور حافظ عبد الرحمن صاحب دہلوی سے ملتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ مولوی انجیل صاحب حدیث میں نواب وزیر احمد ان کے شاگرد تھے۔

حکایت (۳۸۷) خان صاحب نے فرمایا کہ مجھ سے مولوی انجیل صاحب کاندھلوی نے بیت فرمایا کہ سید صاحب نے انکوں میں ایک صاحب سید امیر علی تھے جو نہایت تہی اپہ بیزار تھے یہ صاحب نواب وزیر الدولہ کے مقرب تھے اور اہل حاجت کی سزا میں بہت کیا کرتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے نواب صاحب سے کوئی سفارش کی اور نواب صاحب نے وعدہ فرمایا مگر کسی وجہ سے اس کا ایقان ہو سکا اس پر سید امیر علی صاحب کو غصہ آیا اور سردار نواب صاحب کے چہرہ زرد یا نواب صاحب کا عرفی دیکھنے کہ کچھ نہیں کہا اور خاموش ہوئے اس کے بعد یہ صاحب نے عزیز و اقارب جو ریاست میں موجود تھے نواب صاحب ان کے پاس گئے اور ان سے سید امیر علی کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ مجھے اس واقعہ سے ذرا حائل نہیں جو انہوں نے تو چھپرتی مدام بہادر اور میرے جوتے مار لیئے۔ تب بھی مجھے حائل نہ ہوتا مگر میں نے ذرا اتحاد یا چاہے کہ حق قطعی نہایت کا کام میرے پر د فرمایا ہے اور اس میں وقار قائم رہنے کی ضرورت ہے اور سردار بہادر بیا کرنے سے سیاست میں خلل آتا ہے اسلئے وہ سردار میں اس کا غلط نہیگی۔ اور چٹائی میں انہیں اتیار بہہ چاہیے وہ میرے جوتے مار لیں۔

حکایت (۳۸۸) خان صاحب نے فرمایا کہ نواب وزیر الدولہ سید صاحب سے ملتا تھے اور ان کو سید صاحب سے ایسا آم آتعلق تھا کہ جب سید صاحب کی دعوت تشریف اور ہی تھیں تو نواب صاحب نے حکم دیا تھا کہ جب فلاں مقام پر پہنچے تو بول تو مجھے فوراً اطلاع کر دینا کہ میں ان کے اس مقام پر پہنچنے پہلے وہاں پہنچ جاؤں (یہ مقام نوٹک سے تین رو کوں تھا) چنانچہ یہاں کیا اور نواب صاحب اس مقام پر پہنچ گئے۔ جب سید صاحب کی دعوت تشریف آئی تو نواب صاحب نے قاضی اور قضا کے اہل کراہی کے اہل سے کہیں نہیں دیکھا تھا وہاں وہاں شہر نہیں آتی ان دربارہ ہا ہا ہا کی حالت سے نہ پتہ چلتا تھا کہ وہاں ہا ہا کے ایسا کرنا چاہتا تھیں

کتاب نواب قطب الدین صاحب کی حکایات

حکایت (۳۹۰) خان صاحب نے فرمایا کہ بھوت ہوا مانا، تو تو ہی بیان فرماتے تھے کہ نواب قطب الدین خاں صاحب بڑے بچے قتلہ تھے اور وہ اپنی نذر حسین صاحب کے غیر مقتولہ۔ ان میں آجیں میں تحریری مناظرے ہوتے تھے ایک مرتبہ کسی جنگل میں پھرتی زبان سے یہ لگن ہو گیا کہ اُن کی نذر نواب صاحب: چیلے ہو ہا میں اور کسی نذر مولوی نذر حسین صاحب اپنا تشدد چھوڑ دوں تو جھکا است جاوے میری زبان سے تو کسی نے نواب قطب الدین خاں صاحب تک بھی پہنچا دیا اور مولوی نذر حسین صاحب تک بھی۔ مولوی نذر حسین صاحب تو من کر رہے تھے ہوئے نگر نواب صاحب پر یہ اثر ہوا کہ جہاں میں ٹھہرا ہوا تھا میرے پاس شریف لانے اور سکر میرے پاؤں پر لے لیا۔ ڈال دیا اور پاؤں پکڑ لیے اور رونے لگے اور فرمایا بھائی جس قدر میری بہادری ہو خدا کے واسطے تم مجھے یہ بتاؤ میں غلٹ ہوں اور مجھ سے بڑا اس کے کچھ من نہ پڑا کہ میں جھوٹ ہوں۔ مذہم میں نے جھوٹ آج اور صریح جھوٹ میں نے اسی روز بتا تھا اور کاکا کہ حضرت آپ میرے بزرگ ہیں میری کیا بول تھی کہ میں ایسی گستاخی کرتا آپ سے کسی نے خط لکھا ہے غرض میں نے مشکل ان کے خیال کو بدل دیا اور بہت دیر تک وہ بھی روتے رہے اور میں بھی روتا رہا یہ قصہ بیان کر کے خان صاحب نے فرمایا کہ جب سوانا نے یہ قصہ بیان فرمایا اس وقت بھی آپ کی آنکھوں میں آنسو ٹہر آئے تھے۔

حکایت (۳۹۱) خان صاحب نے فرمایا کہ حضرت جاتی صاحب بیان فرماتے تھے کہ میں نواب قطب الدین خاں صاحب کی خدمت میں ہفت میں ایک مرتبہ حاضر ہوا کرتا تھا ایک مرتبہ نواب صاحب نے فرمایا کہ جاتی صاحب ایک ہفتہ کا قراق تو بیٹ ہے میں نے ہفتہ میں دو مرتبہ جانا لیا۔ ان کے من فرماتے کہ بزرگ آپ جان ہو سکتا ہے کہ تمہاری سے مناظرہ کرتے ہیں۔

شروع کر دیا۔ پھر فرمایا کہ حاجی صاحب چار دن کا فراق تو بہت ہے میں نے تیسرے دن جاکر شروع کر دیا۔ ایک روز فرمانے لگے کہ حاجی صاحب میں شاہِ اٹلی صاحب سے بھی دعوت ہوں اور مولوی محمد یعقوب صاحب سے بھی۔ مگر میں بیٹھ اٹھاں مسنونہ ماثورہ بنی میں مشغول رہا اور تصوف کی طرف مجھے کبھی توجہ نہیں ہوئی۔ اس وقت وہ حضرات تو ہیں نہیں اور میں بڑھا ہوا ہوں اب مجھ سے محنت بھی نہیں ہو سکتی۔ آپ مجھے کوئی ایسا کام لے بتا دیں جو میں کر لیا کروں۔ میں تو خاموش رہا اتفاق سے اس وقت مولوی محمد یعقوب صاحب کے داماد مرزا امیر بیگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کثرت سے استغفار پڑھا کیجئے۔ یہ سن کر نواب صاحب خاموش ہو گئے۔

حکایت (۳۹۲) خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالقیوم صاحب فرماتے تھے کہ نواب قطب الدین صاحب دف کو بھی ناجائز کہتے تھے ایک مرتبہ میری انکی اس بارے میں گفتگو ہوئی اور یہ گفتگو ہمارے دروازہ میں ہوئی۔ میرے گھر میں جب معلوم ہوا کہ دف کے جواز عدم جواز میں گفتگو ہو رہی ہے تو انہوں نے مجھ سے گھر میں بلا کر کہا کہ نواب صاحب کو گھر میں بلاؤ میں پردہ ہوئی جاتی ہوں میں ان سے اس بارہ میں گفتگو کروں گی وہ پردہ ہو گئیں اور میں نے نواب صاحب کو گھر میں بلا لیا۔ جب وہ گھر میں آئے تو میرے گھر میں سے نواب صاحب سے کہا کہ نواب صاحب آپ کو یاد ہو گا کہ جب میں بھی تھی تو ایکروز آپ مجھے گود میں لئے ہوئے تھے اور میرے ہاتھ میں ایک ڈھیری تھی (جو بچے گھڑے وغیرہ کے گھیرے پر جھلی منڈھ کر بنالیا کرتے ہیں) اس وقت با جان (شاہ اسحاق صاحب) گھمارتے اور زمین پر ایک روٹی کے گدیلے پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے مجھے با کے پاس بجا کر اٹھا دیا اور میں وہاں بیٹھ کر ڈھیری جانے لگی سو کبھی میں اسے زمین پر رکھ کر جاتی تھی اور کبھی ہاتھ میں لے کر۔ جب میں زمین پر رکھ کر جاتی تو با اس کو اٹھا کر میرے ہاتھ میں دیدیتے اور زمین پر رکھ کر نہ جانے دیتے آیا یہ واقعہ ٹھیک ہے نواب صاحب نے اس کی تصدیق کی۔ جب میرے گھر میں کہا کہ اس سے جہت ہے کہ آپ کے استدلال و حوال کو ناجائز کہتے تھے اور

لہر، تھول، چروں میں جھنڈیاں اور سیریاں پکڑ کر خدوم کو تکم دیا کہ مجھے تیرہ فی کی طرف شاہ صاحب کی خدمت میں۔ اے چن چن! اسی حالت سے پہنچے۔ حضرت شاہ صاحب نے شفقت سے اٹھایا اور اپنے دست مبارک سے ان کا زیور آہنی اتار اور بیعت فرمایا۔ اور بہت جلد وہاب صاحب اپنی قابلیت باطنی کے سبب درجات اعلیٰ پر پہنچے۔ اور نہایت قوی الوداد۔ اُس کا رنگ ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب نے مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نظر دیا تھا کہ نواب صاحب کے پاس جا کر استفادہ کیا کروں اور فرمایا کہ تم ان کی رہت گونہ دیکھو بہت ان کے قلب کو دیکھو۔

حکایت (۳۹۴) جن صاحب نے فرمایا کہ نواب مصطفیٰ خاں صاحب کی یہ عادت تھی کہ ہمارے اکابر میں سے جب کوئی ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو فوراً امر اقب ہو کر ان کی نسبت کی ٹوہ میں لگ جاتے تھے ایک مرتبہ حضرت تانو توئی ان سے ملنے تشریف لے گئے۔ اور نواب صاحب حسب عادت مرتب ہوئے۔ سر اٹھایا تو ایک صاحب اسوچان سے خطاب فرمایا کہ میں نے بڑے بڑے لوگ دیکھے ہیں لیکن مولانا کی نسبت کا تو کبھی نہ ہی نہیں ہے۔ (ذرا روت و غریب)

جناب مولانا فیض الحسن صاحب ادیب سہانپوری کی حکایات

حکایت (۳۹۵) فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مولوی فیض الحسن صاحب جو بڑے ظریف اور سب سے بے تکلف تھے ہالے ارے اسد علی کے بیٹے (مولانا کے داماد کا نام ہے باوجود خواہندہ ہوئے کے کبھی نہ کہتے تھے) تو تو نہیں کرتا تھے کس نے مولوی بتادیا۔ تہ سے پاس تو وہ سبیل ہوتے اور ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر تکبیر کرتے۔ مولانا نے نہایت متانت سے فوراً ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا میں ایک تو

دھونڈ لیا ہے اور ایک دھونڈاں گا پھر میں کام کیا کروں گا

ایہ حکایت، آیات عجیب میں اور قصوں سے بہت گار تھیں ایک صاحب وہ خیرا حسن نامہ مولوی نغز

حکایت (۳۹۶) فرمایا کہ مولوی فیض الحسن صاحب نے حضرت عارفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت ہونے کے وقت یہ کہا تھا کہ دو شرط کے ساتھ دعوت ہو جائے گی ایک تو یہ کہ کبھی نہ رات نہ دنوں کا سویرہ یہ کہ کبھی نہ دن نہ رات کبھی نہ صبح نہ شام حضرت نے فرمایا کہ اس سے بھی زیادہ شرطیں کرو تو وہ بھی منظور ہیں۔ ان کو عارفی صاحب کے ساتھ اس قدر محبت تھی کہ ان کا ہم آنے سے روکتے تھے حضرت عارفی صاحب کی تعریف میں ان کے بڑے بڑے بھائی اور بھائیوں نے کہا۔

از احصاف مولوی جلیل احمد صاحب

حکایت (۳۹۷) حضرت حکیم ام دہام ظہیر اللہ نے فرمایا کہ آپ ایک صاحب نے (یہ صاحب وہی مولوی محمد عارفی صاحب ہیں جو دوسری روایات کے راوی ہیں) مولوی فیض الحسن صاحب کی ایک حکایت بیان کی کہ بڑے ظریف تھے۔ ایک مرتبہ جس زمانہ میں مولانا لاہور تشریف رکھتے تھے وہاں ایک دوکاندار سے آپ نے چند خریدنے خریدے۔ فیہ مکان پر لا کر دے انکو لے کر شروع کیا تو سب پھیلے نظر مولانا کو لے کر دوکاندار کے پاس وہیں تشریف لائے اور دوکاندار سے کہا کہ یہ تو سب بیچتے ہیں۔ اس نے کہا کہ پھر میں کیا کروں۔ فرمایا کہ بھائی! وہیں کر لے۔ کہا کہ میرے کام سے رہے نہیں (کیونکہ کات لئے تھے) مولانا نے فرمایا کہ پھر ہمارے بھی کام کے ہیں۔ کہنے لگے کہ صاحب میں کچھ نہیں چاہتا میں نہیں واپس کروں گا۔ خیر مولانا خاموش ہو گئے اور وہیں دوکان کے پاس بیٹھ گئے۔ اب جو خرید آئے اور خریدنے اس دکان سے خریدنا چاہتا تو فرماتے بھائی! پہلے ضرور دیکھ لو۔ اس دوکاندار نے جو یہ منظر دیکھا تو فوراً خریدنے والی واپسی پر تیار ہو آیا اور مولانا ہم سے لے کر واپس تشریف لے آئے۔ (منقول از اشرف المصنف)

جناب مولانا فضل حق صاحب مرحوم خیر آبادی کی حکایات

حکایت (۳۹۸) جن صاحب نے فرمایا کہ مولانا گنگوٹی نے فرمایا کہ مولوی عبداللہ نے

حکایت (۴۰۱) فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے زمانہ میں کہ اس وقت شہرِ حیدر آباد تھی مولانا فتح محمد صاحب جامع مسجد سے ہم قریب بہتہ تھے۔ ایک صاحب نے جو بیٹھا تھا وہ آپ نے تواضع سے غور کیا اس نے اصرار میں مولانا نے انکار کیا اور یہ صلیب قدامیہ۔ دوسرے صاحب نے کرم قریشی پر غور کیا۔ جب وہ اس طرح کامیاب نہ ہو اس نے ایک ہاتھ سے مولانا کی ٹانگی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے زور۔ جھٹک دیا اور آپ سے ہاتھ سے جو تھیں پیلور مسجد کے دروازہ پر لے آئے۔ گویا کی خدمت کی۔ حضرت تواضع میں جو گئے تھے مجھ کو ہوا غصہ آیا اور اس کو لڑا۔

حکایت (۴۰۲) فرمایا کہ ایک نائب تحصیلدار جن کا دورہ تھانہ بھونڈا ہلال آباد تھا وہ حضرت مولانا فتح محمد صاحب کے پاس بنے آئے۔ مولانا اس وقت موجود نہ تھے۔ غریب میں تھے۔ وہ ایک پرچہ پر ایک طالب علم کو یہ شعر لکھ کر پیش کرتے تھے دے گئے۔

چو غریب مستند سے بد درت رسید باشد
چو تودر صید وہاں چو ترائد وید باشد

مولانا غصہ سے بہت واپس آئے تو اس طالب علم نے وہ پرچہ پیش کیا (ظالم نے موقع مل کر دیکھا) اس مولانا دیکھتے ہی سیدھے جلال آباد پہنچے۔ وہاں بیٹھا تھا وہ صاحب اپنے محفلوں میں غصہ مند میں مشغول ہیں۔ مولانا دیر تک باہر کھڑے رہے پھر کسی کے ذریعہ اطلاع کرائی۔ سنتے ہی سب سمٹ گئے اور حضرت کو اندر لے گئے فرمایا تمہارا پیغام دیکھ کر ملنے آیا دو جو شرمندہ ہو گئے۔ پھر تجویز دی پڑھ کر حضرت نے اجازت پاسی۔ لوگوں نے اصرار کیا کہ فرمایا کہ سفر سے سیدھا میں چلا آیا ہوں۔ تمہارے جانے کی ضرورت ہے۔ حضرت مولانا بیت متواضع بنے غصہ تھے۔ پرچہ دیکھ کر یہ خیال ہوا کہ چارے کو لانی تھلے ہوئی ہوئی ہوتی حسرت رہ گئی۔ حالانکہ وہ محفل ایک شاعری تھی۔

حکایت (۴۰۳) فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا فتح محمد صاحب بہاری مسجد میں تشریف لائے تھے۔ مسجد کے سامنے ہارٹھ کا پانی بہت بھرا ہوا تھا۔ آپ پانی کے کنارے کھڑے ہوئے رہے تھے کہ کبھی

از مہ قدری، عہد الطیف، صاحب پنی پتی، اس وقت یہاں مدرسہ تھے وہاں مولانا سمیع الرحمن نے
نے جس وقت کہ میں بحر کربلا کو کھرا لیا، وہاں بہت سی مکتبی آ رہی تھیں۔ ان اثرات اللہ یہاں

ضائفہ از احقر ظہور الحسن غفرلہ

حکایت (۳۰۴) احقر نے ستر سے کلام ادا کرتے ہوئے غصہ سے غناج کہہ کر انابت سے غصہ سے
تھے۔ جب آپ کو معلوم ہو چکا کہ فلاں قبیلہ کا مولانا ہے علم میں جو تہذیب و پائیدہ اثرات
کے وہاں نشر و ترویج ہوتے ہیں۔ چنانچہ مولانا کو سمجھنا ہوا کہ اچھا یہاں فلاں عالم مکتبوں میں تہذیب و
اچھی پرورش ہے۔ اس زمانہ میں آپ تمام محاسن مدرسہ تھے۔ مکتبہ حضرت کے روبرو یہ وہ
مکتبہ تھی کہ تہذیب و تہذیب اور ہر کے راز و سبقت پر ہر زمانہ نوادیس آپ تھے۔ اسی طرح ان اثرات
پہلے۔ جب موت تجویز ہوئی کہ وہاں سے سے گذر کر آئی، حضرت نے اس کو بھی غصہ سے دیا۔

مولانا عہد الکی صاحب لکھنوی صاحب تصانیف خیرہ کی حکایات

حکایت (۳۰۵) فرمایا کہ مولوی سید الی صاحب لکھنوی کی پتہ لوگ تھے ہیں کہ ان کی
تصانیف کا شمار اسی زمانہ کا ہے کہ اب ہر کے حضرت نے فرمایا کہ یہی وہ کام تھے جس میں ضعیف
ہو گیا۔ صریح ہوئی تھا ان لوگوں نے ہر چند منع لیا مگر نہیں مانتے تھے۔ اسی خدمت کے مقابلہ میں
بچاؤں نے جان تک کی پروا نہ کی۔ (انتقال از مکتبہ ضعیف)

جناب مولانا ملا محمد الدین صاحب مجوز و نصاب نیکامی کی حکایت

ضائفہ از احقر ظہور الحسن غفرلہ

حکایت (۳۰۶) ایک مرتبہ مرشد فرمایا۔ حضرت مولانا محمد الدین لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ صاحب
مرید ہونے تو ان کے بھر محض اسی (ان پر ہوا) تھے۔ فائدہ دے کر صاحب مولانا نے یہ مولانا ہوا
مولانا کے ہاتھ میں گھٹا دیا اور تمام بازار میں بچھو لیا۔ مولانا صاحب نے بائیں جھک کر اس

خدا مت سے "ظن انکار فرما۔"

اس کے بعد ایف و سرور نے ذکر فرمایا (قلمو شیخ جو یہ قیام فرمائی تھے) ان سے مرید
ایک نہ جان سہا جب تھے حضرت شیخ کی کھوڑی کس باہر سے لی گئی تھی۔ اتفاقاً کھوڑی نے رات کو
اس پر خان صاحب کو غصہ کیا تھے انھوں نے "نصیحہ وارشاد" اور ویسے نہ ہو۔ کھوڑی کی اس بات سے
انہیں "شیخ" کے نامی مرید نے یہ قسم حضرت سے جو کہ صاحب خان صاحب کھوڑی سے کہ حاضر
ہونے تو شیخ نے قسم خاثر فرمایا کہ عاتقہ۔ نکال دینے کا حکم مرید یہ مودب تقم حضرت شیخ نے
خان صاحب خان باہر کیے گئے۔ یہ خان صاحب کا یہ ماں ہوا۔ روتے ہوئے یہ خطاب ہونے لگا
جب اندر جاتے کی کوئی صورت نہ پائی تو فوراً عقیدت و محبت سے خانہ کی چوڑی میں گھس پڑے۔
انسانی سے ہادش ہوں تو خانہ کی پائی کے۔ ان لوگوں نے ہائش سے ہائس کی لڑائی شروع کی وہ اس
خان صاحب کے سر میں جا کر اپنا اور پائی کے ساتھ خون کے بج۔ تیرہ تو لوگوں کو قہج ہو اور قسم
بھی کہ نیلوات ہے۔ ہائی کو جو دیکھا تو اس میں خان صاحب کو ہر ٹھسائے پہ لایا اس کی خبر حضرت کو
اسی گئی کہ حضرت شیخ کو۔ نمور و جمال شفقت شریف حضور نبی اکرام (منقول از قدس سرہ) تیرہ

شیخ العالم حضرت مولانا محمود حسن صاحب

صدر مدرس مدرسہ دارالعلوم راجہ بندہ قدس اللہ سرہ کی حکایات

حکایت (۴۰۷) آخر کے ایف قسم مولوی محمود حسن صاحب کا لکھنا ہوں۔ جب انواب محمود
میں خال کا انتقال ہوا تو حضرت ایف کا راجہ کو انوکھ تو اب صاحب کی تحریر سے کیلئے چٹائی تھیں اور
انہوں نے مولوی محمود حسن صاحب پر بھی زور کیا کہ تم بھی چٹ مولوی محمود حسن سے مجھے نصیر
جو بی کہا لکھ اور لکھا۔ تم اپنی سلی رے نصیر۔ میں تو اس نے قول در تھکا کہ اس ناخواب دی
فلاس شخص کے ہر کچھ اور جواب ہمیں لکھا میں نے لکھ دیا۔ نہ ایسے۔ اس پر مولوی صاحب نے
انتہائی زاریاں کھائیں اور ہر رات کھوڑی کے ہر رات لکھ دیا۔ (منقول از قدس سرہ)

حکایت (۳۰۸) حضرت والد ماجد اور علم مہتمم نے فرمایا کہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب فرماتے تھے کہ جب حضرت ہانوتوی کی وفات ہوئی مجھ سے خود حضرت تگتوئی نے فرمایا کہ میں برس کی محنت سے جو بات قائم ہوئی تھی وہ آج نہیں ہے پھر فرمایا کہ سوانا کی تو وفات ہو گئی۔ ہمارے صدر سے دو قودہاں نہیں آسکتے مگر مجھے دانا پنا ہے کہ میں برس کی محنت سے قلب میں جو ایک کیفیت قائم تھی وہ رہی ہے (مقول از روایت مطلب)

حکایت (۳۰۹) فرمایا کہ ہمارے حضرات میں شان تربیت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ ایک وقتہ عالمی محمد عابد اور اہل مدرستہ سے اختلاف ہو گیا۔ میرا بیٹا جانا ہوا تو مجھے شرم آئی کہ میں دیوبند آؤں اور حاجی صاحب سے نہ ملوں اگر حاجی صاحب راستہ میں مل گئے تو بھی اس اسلام تو ضرور ہو گا اس وقت خود گناہ ندامت ہوئی یہ سوچ سمجھ کر میں حاجی صاحب کی ملاقات کو گیا۔ اور بھی جتنے بزرگ خلاف تھے سب سے ملے۔ ان پر میرے اوپر مدرسہ کے متعلقین کا ستر قائم ہو گیا۔ جہاں میں جا۳ ہوں میرے چچے چچے دیکھتے پکرتے ہیں کہ یہ فلاں فلاں جگہ گئے ہیں میں نے احتیاطاً اُن زمانہ میں ایک جگہ میں جس میں حضرت مولانا دیوبندی در حافظ احمد صاحب دفیترہ شریک تھے حضرت مولانا دیوبندی سے عرض کیا کہ حضرت حاجی محمد عابد صاحب میرے بزرگ ہیں جب میں یہاں آ۳ ہوں تو ان سے ملنے کا تقاضا میری طبیعت میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر مصلحت کے خلاف نہ ہوں تو ملنے کو کہیں۔ حضرت دیوبندی نے فرمایا کہ ضرور ملے۔ اپنے جمع میں اگر کوئی ملنا پتا ہے تو مخالفت کم ہوتی ہے ہمارے حضرت نے فرمایا کہ حضرت دیوبندی رحمت اللہ علیہ کی اجازت کے بعد ایک دن بھی حضرت حاجی محمد عابد صاحب سے ملنے کو جی نہیں چاہا۔ اگر کوئی کہے کہ یہ حضرت دیوبندی رحمت اللہ علیہ کا تعارف ہے تو میں اس کا مقصد نہیں کیونکہ ہمارے حضرات کا لیا مذاق نہیں ہے بلکہ قندار ہے کہ الانساک حویض اذا اجمع جس چچ سے آؤں تو روکا جاے۔ تو اس کا شوق بڑھتا ہے اور جب اجازت دیدی جاتی ہے تو شوق کم جاتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ

نے جب اس علیہ کو روئے کی عیادت دیدی تو پھر اس نے جی تو بہ کر لی۔ اس نے میں کہا کہ وہاں کہ تو نے یہ کہ مشکل ہے۔ اسے ہر کام میں ایک نیکو شخصوں کی ضرورت کرتا ہے ایک کی اور طرح اور ایک کی اور طرح ہیں صہیب کے اور میں میں ایک کا اور عیادت کرتا ہے اور دوسرے کو دوسری طرح کا۔ اور ان طوطے میں سے کافھی کی ہے۔ دوسرے کو اس نے موت یا نہ تعلیمات جدا جدا ہوں۔ میں نماز و روزہ ذکر ہیں۔

حکایت (۱۰۵) فرمایا کہ حضرت مولانا مسعودی صاحب دیوبند کی اہل بیت سے ایک مدرسہ کے مستقیم نے عرض کیا کہ حضرت مولانا فوت ہوئی ہے مزار میں چلا گیا اور چند ماہ تک میں اس سے ہر روز ملتا رہا۔ فرمایا مریضوں سے ملتا تھا (ات نہیں) (وہ جو کچھ بھی ایسا تھے نہایت غلوں اور تواضع میں تھے اور اس میں ہر گز بھی نہ کی جانتا) اور مائدہ لولی تھپتھپانے تک ہوتے ہیں پانسونی آمدنی ہے اور چھ سو کا خرچ ہے یہ نورم کے قابل ہیں۔ (اور اس کے دوسرے بھی دیر تفریح حاصل کرنا چاہتے اور دو کو تو سمجھ کر دوسرے اس میں بیٹھ کر لذت ہے جامع)

حکایت (۱۰۶) فرمایا کہ حافظ احمد صاحب کے مرنے کے آٹھ ماہ کے بعد سے قلب میں بھی مولا احمد بخاری کی ویسی ہی علامت سے پیچھے آپ کے قلب میں ہے اور وہ جوانی تحریر میں شریک ہو گئے ہیں کسی دوسرے کا اثر ہے۔

حکایت (۱۰۷) فرمایا کہ مولانا صاحب اور پوری لیتے تھے کہ ایک مریض میں اور ایک اندہ و تھیں ایک دوسرے میں کھنکھانے کو گئے۔ میں حضرت مولانا بخاری کے زمانہ ممدان مولانا مولانا علی اپنے بھائیوں کے کمر بھائی اور میرے پاس آیا۔ میں جی بے دلی ہی ہوئی گا۔ اس کو ایک چار روپیہ دی گئی کہ صاحب سب کو کھانے کو لے جائے۔ اور مولانا میں سے تو قیافہ ہے۔ میں یہاں رہا اور یہ سمجھتا تھا کہ مولانا کوئی مہربانی کا کام نہ کریں گے تو میں ادا دے دیا گا اور مولانا کو اپنے جاننے کا حکم کر کے پورے چار چار کر دیں۔ میں نے دیکھا کہ مولانا ہندوئی طرف دڑتے اور اس

کی چوریائی پر چلے کر اس نے پاؤں دبا کر دنگ کئے۔ وہ ٹھٹھانے لے کر خوب سوچ رہا۔ مولانا محمود صاحب اٹھے اور یہ کہہ کر حضرت آب تکلیف نہ کریں میں دہواں کا مولانا نے اٹھایا کہ تم جا کر سو رہے میرا مسمان ہے میں ہی اس قدر مست کو انہماں دیوں گا کچھ راہیں چپہ رو کیا اور مولانا اس ہندہ سے پاؤں دباتے رہے۔ ہمارے حضرت نے فرمایا کہ وہ وہ میں تو اسٹل، مسمان نوالہ کی خاص شان تھی حکایت (۴۱۴) فرمایا کہ دھند کے بڑے جلسہ کے زمانہ میں ایک شخص نے مدرسہ میں تھوڑا دیر تھا مولانا نے اس کو ایک مقام پر بھیج دیا تھا کہ اس کو فربہ دست نہ دیں۔ اس مقام سے ایک شخص گھوڑے کے متعلق آئے کھا لیا تھا۔ اس زمانہ میں جلسہ کا ہتھام ہو رہا تھا مسمان صاحب نے فوٹو جواب دے کر اس کو رخصت کر دیا۔ مولانا دیوہنی نے مسمان صاحب سے پوچھا کہ اس غموزا لانے والے کو کھانا بھی کھایا تھا؟ مسمان صاحب نے کہا۔ حضرت نے کھانا تو اشغال میں نہیں کھلایا جیسے دیکھئے ہیں کہ کچھ لے کر کھالے گا۔ فرمایا کافی نہیں۔ غریب آؤں پیسے نہیں خرچ کرتا ہمارے کو باندھ کر لپکا ہے۔ اور لوگوں سے پوچھو کہ وہ کس راستہ سے آیا ہے۔ چنگ۔ قوال سزا کہ کو گیا ہے۔ مولانا عربی تشریف نے ملے اور اس کو واپس کر کے کھانا کر پھر رخصت کیا۔

حکایت (۴۱۴) فرمایا کہ مولانا دیوہنی اچھے خوشحال کہ اپنے کے تھے۔ جوانی میں نہایت پر تکلف کہڑا پسند تھے۔ مگر میرے دیکھتے ہی دیکھتے یہ حال ہو گیا۔ ہمارے اہل سے فرمایا کہ میں جب دیوہنہ جایا کر رہا تھا مجھے یہ یہ نہیں کہ وہ وہ سے ملے لیکن وہ میں نے ابھی کی ہو۔ جب ارادہ کرنا کہ ذرا سامنے لے کر حاضر ہوں گا۔ اس جھٹ موڑہ نظر آئے۔

حکایت (۴۱۵) فرمایا کہ حضرت مولانا محمود حسن دیوہنی انھیں بدقیوں کی میں مور نکال سے متعلق فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں اپنے بچوں کے زمانہ میں جہدہ انجمن طہارت پیشاب کے بعد ڈھیلنا بھی نہ جانتا تھا کہ کسی کے ہر اوپر ان کیر کے میل میں کیا۔ اتفاق سے جو غلط کا وقت تھا اس وقت میں خاص مزار شریف کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ مٹ آیا اس نے ایک دم مشک چھوڑ دی اور

اس کی مٹک چھونے کے ساتھ ہی آدمیوں کا ریا اندہ آیا۔ اس چونک پہ قہار کے وجہ سے اس پتی میں گرجاؤں اور تمہ کیڑے نہ پڑ سکے۔ سب میں مابین نکال تو لوگوں نے نہر۔ تمام پڑے اور سر مجھے نکال کر دیو اور اس کا پانی پھر ڈکر تھوک بھی کر پانی کے اور چھوڑ کا پانی بھی پی گئے جو شیطان کا پاک تھا۔

حکایت (۳۱۶) فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبند ہی مراد آباد کے جا۔ میں تشریف لے گئے۔ لوگوں نے دعا کیلئے اسرار کیا۔ سونا نے طرہ فرمادیا کہ مجھے عادت نہیں ہے۔ مگر لوگوں نے نہ مانا۔ آخر سارا نہ کھڑے ہوئے وہ حدیث فقہیہ واحد اللہ علی الشیطان من انفع عابدین بھی اور اس کا ترجمہ یہ کیا کہ ایک عالم شیطان پر ہر امر عابد سے زیادہ بھاری ہے۔ وہیں ایک مشہور عالم تھے۔ وہ کہتے ہوئے اور کہا کہ یہ ترجمہ خطا ہے اور جس کو ترجمہ بھی صحیح کرنا آئے تو اس کو غلط سمجھا جائے نہیں پس مولانا نورانی بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میں تو پیسے ہی مٹا تھا کہ مجھے دعا کی نجات نہیں ہے کمران لوگوں نے نہیں مانا۔ خیر اب میرے پاس خدا کی دلیل بھی ہو گئی جتنی آپ کی شہادت۔ پھر حضرت نے ان پر دُعا سے بطور استفادہ پوچھا کہ غلطی کیسے ہے تاکہ آئندہ بدیہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ شہ کا ترجمہ نقل کا نہیں آجیہ اس کا آتا ہے۔ مولانا نے فی الفور فرمایا کہ حدیث وحی میں ہے یٰٰنبی منزل مصلصۃ الجوس وهو اللہ علی کہا میں بھی اللہ کے مصلیٰ ہیں اور وہم خود رہتے۔

حکایت (۳۱۷) فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا دیوبند ہی رحمت اللہ علیہ کو میں نے جلسہ دستار بندی میں مدرسہ جامع العلوم کانپور بلایا۔ آپ تشریف لے گئے۔ میں نے دعا کے واسطے عرض کیا۔ فرمایا میرے اعلیٰ سے دُعا تو شہن ہوں گے اور ان سے میرا تو کچھ نہیں جائے گا تمہاری ہی بہت بھارت ہو گئی کہ ان کے ایسے استاد ہیں میں نے عرض کیا کہ حضرت اس سے تو بہتر الفخر ہو گا کہ ان کے استاد ایسے ہیں۔ فرمایا ہاں میں عرض فرماؤں گا کہ لوگ نہیں گئے یہ حضرت مرشدی

۲۔ قسم راستہ سے بھی بڑھ گئے فرماں کہ بوی وقت کے بعد منظور فرمایا۔ مولانا کا مہماندار علماء کا مجمع خوب طبیعت اعلیٰ ہوئی تھی۔ مضامین غایب ہو رہے تھے کہ آتے میں مولوی عطف اللہ صاحب علی گڑھی تشریف لے آئے۔ ان کے دیکھتے ہی مولانا ایک دم ننھ گئے۔ مولوی فخر الحسن صاحب نے دور سے وقت عرض کیا کہ وقت کیوں بد کر دیا تھا۔ فرمایا کہ اس وقت مجھ کو خیال ہوا کہ اب وقت بے مضامین کا یہ بھی دیکھیں گے کہ ہم کیا چیز ہے۔ تو اس طرح سے، غلام میں غلو صیر رہا اس لئے قطع کر دیا۔

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مرشدی و مولائی سیدی ہوسندی

جناب مولانا مولوی قاری شاہ محمد اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہ کی حکایات حکایت (۴۱۸) فرمایا کہ چندہ کے متعلق میری مولانا صاحب سے بہت گفتگو ہوئی۔ میں کہتا تھا کہ خطابِ حق میں وجاہت کا دخل ہوتا ہے۔ دینے والے کے قلب پر مانگنے والے کی وجہ سے اثر پڑتا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ ہم کیا لوہار کی دھماکتیں سن کا کیا اثر ہوتا ہے۔ میں نے جواب دیا آپ کی نصرت میں شک اپنی وجہ سے نہیں ہے لیکن لوگوں سے پوچھیں کہ ان کے قلوب میں آپ کی نصرت وجہ سے ہے۔ مولانا نے فرمایا نہیں کی۔ بہت دیر گفتگو ہی لیکن انہوں نے میری رائے نہ مانی اپنی رائے پر قائم ہے۔

حکایت (۴۱۹) فرمایا کہ حضرت مشکوٰۃ جس وقت چھاپا ہوئے تو میں بھی ایسے ہی چپکے سے جا کے نہیں دیکھا بعد جب سمجھا یہ کہ اشرف علی آیا ہے اور جب پلٹے گا آہد یا۔ اشرف علی رخصت چاہتا ہے وہ چپکے ہاتھ لگائے میں تجسس کے ساتھ ہے۔ جواب میں تجسس بھی تجسس ہے۔ نے جانے کی اطلاع سے یہ فائدہ تھا کہ شاید کوئی بات میرے سامنے فرمانا نہ ہیں اور حضرت فرماتے ہیں

حکایت (۴۲۰) فرمایا کہ ایک بار ہمارے پیر میں بڑے جلسہ میں جانا ہوا۔ جا رہے تھے روز جمعہ

پروانوں نے حضرت مولانا ساجوری اور دیگر بعض مسلمانوں کو مدعو کر دیا۔ چلتے وقت سہارنپور سے ایک تاجر چانول نے اگلے روز صبح کی دعوت کر دی۔ مولانا نے دعوت منظور فرمائی اور شیخ پورہ چلے گئے۔ شب کو وہاں رہے۔ صبح کے وقت چھاؤں پانی پڑ رہا تھا۔ مگر چونکہ مولانا نے وعدہ کر لیا تھا اس وجہ سے کی حالت میں وہیں ہوئی جب سہارنپور سے میں بھی صبح اوتھا۔ راستہ میں وہ صاحب جرد دعوت کر گئے تھے سڑک پر جاٹے ہوئے ملے۔ مولانا نے پکار کر بلایا اور اپنے آنے کی اطلاع ملی تو آپ کہتے ہیں حضرت دعوت کا کوئی اعظام نہیں ہوا مجھ کو واپسی کی امید نہ تھی۔ مولانا نے فرمایا اچھا بھائی پھر سہی۔ اس نے کل صبح کا وقت مہین کیا (جسم سے فرمایا عالم نے تمام کو بھی تو نہ کہا) ہمارے حضرت نے فرمایا اس مشکو سے میرے غصہ کی کچھ اتھانہ تھی۔ مولانا چونکہ بزرگ تھے ان کے سامنے کچھ نہ کر سکا۔ مجھے بھی صبح دعوت میں شریک ہونے کا ختم ملا میں نے عرض کیا حضرت مجھے تو صبح بھوک نہیں لگتی ہے۔ فرمایا اُمر بھوک ہو کھالینہ ورنہ مجلس ہی میں بیٹھ جانا۔ میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ صبح وقت پر بھر ہم سب ملے مگر میں غصہ میں لہر اہوا تھا۔ کوئی مجھے کے لیے نہ تھا کھلایا۔ میں غصہ کر کے مولانا سے رخصت ہو گیا۔ اور اس دعوت کنندہ سے مولانا کے سامنے تو کہنے کا موقع نہ ملا اس لئے نیچے بلایا اور اچھی طرح اس کے کان کھولے اور کہا کیا بوسوں کو بلا کر ایسے ہی تکلیف اور ذیبت دیا کرتے ہیں۔ تجھے تو یہ چاہیے تھا کہ اُمر مولانا شیخ پورہ سے تشریف نہ بھی لاتے تب بھی انظام کرتا اس نے آئندہ کیلئے توبہ کی (جامع کہتا ہے کہ یہ شان اعظام ہے جو ہمارے حضرت میں با حسن الوجہ ہے)

حکایت (۳۲۱) فرمایا کہ ایک غیر مقلد بہت ڈرتے ڈرتے عرض دیتا میرے پاس آئے (کیونکہ من کے رفقاء سفر نے ان کو زار دیا تھا کہ تم وہاں جاؤ گے کھال دیے جاؤ گے ماسوں نے مجھ سے دعوت کو کہا۔ میں نے اس شرط کو منظور کر کے بیعت کر لیا اور یہ سمجھا دیا کہ کسی سے بھی خواہ وہ مقلد ہو یا غیر مقلد لڑنا جھگڑنا مت نہ مباحثہ کرنا اور اپنی بیوی کو بھی مرے کرایا میں نے اس سے بھی شرم کر لی۔ دو چار بار آنے کے بعد مقلد تھے۔ یہ اتباع حق کی برکت ہے۔ کٹر

منظر وہاں سے قلب میں خلعت پیدا ہو جاتی ہے یہ طریقہ باطن میں بہت مخفی ہے۔

حکایت (۳۲۲) فرمایا کہ ایک مرتب میں حضرت مہاجری صاحب کے انمولات و معانات بیان کر رہا تھا اس جگہ میں ایک ذلیل دھڑلے سے جاتی صاحب رحمت اللہ علیہ کے سوتلے بھی بیٹھے ہوئے تھے جو بہت مزے رہے تھے اور ایک حالت طاری تھی۔ اسوں نے مجھے شکاب کرتے اسی حالت میں یہ شعر پڑھا

قوم نور از جہاں کبستی تو فصل از فلان کبستی
میں سنی امیہ یہ یہ ہوا یہاں
میں نور از جہاں حاجیم میں فصل از فلان حاجیم

حکایت (۳۲۳) ایک شخص نے عرض کی کہ حضرت مولانا رام پوری فرماتے تھے کہ بھائی اب تو دور مانے آگئے ہے کہ طالب مطلوب ہی کر آتے ہیں۔ ام تو یہ پوچھتے ہیں کہ کسی صورت سے اللہ کا کام آجائے۔ ہمارے حضرت نے فرمایا کہ بھائی یہ اللہ کا باغ ہے اس میں ہر قسم کے درخت ہونے چاہئیں اندر کے درخت تو ایسے ہی ہونے چاہئیں جیسے حضرت رام پوری تھے۔ اور باہر کے پتے ہونے چاہئیں جیسے میں۔ کوئٹہ باغ میں جب تک باہر کے درخت خاردار نہیں ہوتے جب تک اندر کے درختوں کی حفاظت نہیں ہوتی میں وہاں بول برائوں کا دیہاں سے پھینکا بھران حضرت ابن کونہ سے لے گا۔ واقعی میں تمہیں شہر کا مصداق ہو چاہیے

بانگ ہی آئے خراسانے طالب یا جو محتاق گم لیاں پہاں گدا
اور کہیں اس شہر کا مصداق ہو چاہیے

مکہ کو آپ کو پہنچا دے گا کہ کو بہ نور وارو کیر و معاذب وارو ہل درین درگاہ نیست

ایک مقدمہ کیا کہ میں نے پاس ایک شخص مرید ہونے کو میں نے اس سے پوچھا کہ تیرے پاس دورونی زمین تو نہیں۔ اس نے کہا جیسے (اور اس کو چھوڑا) میں نے کہا کہ پچھلے اس سے

استاد نے گویا میری تحریریں نہ۔ وہ میراں سے میرا حارفیور پہنچا اور میری ہر تحریر میراں آیا اور نہایت
میں تو میری ہو بھی گیا۔ مولانا نے تو کچھ نہیں کہا۔ میں نے کہا کہ کیا تو نے مولانا سے پوچھا
تھا۔ نہیں لکھیں۔ میں نے کہا لیکن ان کو مہربان تھا پھر میں نے کہا: لیکن میں اور مولانا پروردگار
اور نہیں ہم سب ایک ہیں۔ میں ان کی طرف سے آتا ہوں کہ تم اس زمین سے استفادہ کرنا اور اس
جو ہر ذرے تو میراں سے بھی آتا ہے اور آئندہ وہ نہ ہو۔ تو یہ نہ کر میراں میں لکھا۔

حکایت (۳۴۳) فرمایا کہ میں عین میں خواب بہت دیکھا کرتا تھا اب تو بالکل نظر نہیں
آتے۔ اور تعمیر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سے یا نرنا تھا مولانا نے بعض اوقات استخارہ
تک مجھ سے فرمایا ہے کہ تجھے خواب سے مناسبت ہے۔ ایک دفعہ میں نے خواب دیکھا کہ مولانا
دیوبند کی کے مردانہ مکان میں دروازہ کے سامنے جو چوڑا ہے اس کے اندر ہر ایک چارپائی بٹکی
ہے اور اس پر ایک بزرگ بیٹھے ہیں جو بہت بزرگ پتلے دے تھے بھی اچھا پنیر نہ ماریتے تھیں بلکہ
میں نے تھے۔ انہوں نے مجھے ایک کاغذ دیا جس پر یہ لکھا ہوا تھا کہ (ام نے تم کو عزت دی) اور اس
کاغذ پر بہت سی مہریں تھیں جو سب سے صاف تھیں اور مہر میں صاف لکھا ہوا تھا (محمد) (ﷺ) آپ کو
حیدر شریف میں دیکھا کچھ ضرور نہیں مادی خواب میں پھر بوسہ دیکھا۔ تھانہ ہوں میں شاہی المال
تخصیصہ کے مکان میں چھانک کے متصل جو کتبہ تھا اس کے اندر کے درجہ میں ایک تعمیر
اجلاس کر رہا ہے۔ لباس اس کا بالکل سیاہ ہے (یہ معلوم نہیں مکان میں کیونکر پہنچا) میں نے مجھے
ایک پرچہ دیا اس میں بھی یہی عبارت تھی کہ (ام نے تم کو عزت دی) لباس میں بھی مہریں بہت
تھیں مگر صاف نہ تھیں میں نے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا تو
فرمایا کہ تم تو دین اور دنیا کی دونوں عزتیں نصیب ہو گئی (جائے آتا ہے) یہی نہ جت تعمیر ہے کہ
خرج جس کو ایک عالم اپنی نظر سے دیکھ رہا ہے۔ اللہم وادفعہ عنہ

حکایت (۳۴۵) فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت شریف تھی کہ جب

کوئی دن کے پاس آکر بیٹھا تو مخالف و حقائق میں فرمایا کرتے تھے ہمارے مغرب نے فرمایا۔ مذکورہ شکر ہے لیکن ہی سے ایسا کہ پاس پہنچا دیا۔ دین کی محبت تو مولانا محمد صاحب کی خدمت میں رہ کر دینی دن کی صورت دیکھ کر اللہ کی محبت پیدا ہوئی تھی اور اہل دین سے محبت حضرت مولانا محمد یعقوب کی یہاں پہنچ کر ہوئی۔

حکایت (۳۲۶) فرمایا کہ مولوی صادق الحقین صاحب کے والد اچھے بزرگ تھے اور ہر روز ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے اور ہر روز عیسیٰ بزرگ کی وصیت کی ہوتی تھی روز بروز ان شریف ختم فرماتے۔ ایک دن بزرگ کی روئے کو ایصال ثواب کیلئے لور ایک اپنے معصوم کا۔ مگر مولود کے بڑے مستعد تھے اور اس میں مولوی صاحب سے کس منکر نہ تھی۔ میں نے اس باب میں ان کو ایک مکتوب محبوب القلوب لکھا جس سے آپس میں اتفاق ہو گیا تھا۔ وہ مکتوب چھپ بھی آیا ہے مگر مجھے یقین نہ تھا کہ اس مکتوب کو مولانا جنگلوی رحمتہ اللہ علیہ پسند فرمائیں گے کیونکہ اس میں اس قدر تورا بہ۔ ایک مرتبہ جب میں جنگلویہ حاضر ہوا تو چھائیوں کے یہاں مولانا کی دعوت تھی میں بھی شریک تھا۔ ایک شخص نے وہاں سے دریافت کیا کہ مولوی صادق الحقین لور ان کے والد سے معاملات کی کیا حالت ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ اب ان میں اتفاق ہے اور یہ سب ان حضرت مرشدیہ عظیم کی برکت ہے۔ ہمارے حضرت نے فرمایا کہ مولود کی ممانعت یہ مولانا کی شان انتظامی تھی۔ اور تعلیمی شان یہ ہے کہ بزرگے غلط عدم نظرات لور باہر بڑے بھرے منکرات چدنگ لوگ حدود کے اندر نہیں رہتے ایسے منتظمین مطلقاً منع کرتے ہیں۔

حکایت (۳۲۷) فرمایا کہ ایک مرتبہ طالب علمی کے زمانہ میں خوف کاغذ قلبہ ہوا میں حضرت مولانا محمد یعقوب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت کوئی ایسی بات ہے جو مجھے جس سے اطمینان ہو جائے۔ فرمایا میں کفر کی درخواست کرتے ہو۔ کیونکہ بالکل امون ہو جانا کفر ہے۔

حکایت (۴۲۸) زکیا کہ مولانا گنگوہی رحمت اللہ علیہ سے میں نے میں چاہی تیس سالوں کے متعلق پوچھی ہیں۔ بلاشبہ تعالیٰ زکیا کی حاجت نہیں ہوئی۔ اسی فی برکت سے بہت جلد علم ہو گئیں۔
(منقول از اشرف الغازی)

اضافہ از مولوی محمد نبیہ صاحب ڈانڈوی

حکایت (۴۲۹) احقر جامع نے لکھنے سے پہلے کہ ایک صاحب تھانہ بھون کے رہنے والے دہلی میں کسی بھڑوپ کے پاس رہا مائے واسطے حاضر ہوئے تو اس نے کہا۔ تمہارے بھون ابھی تک غرق نہیں ہوئے اس نے عرض کیا کہ حضرت میں تو دعا کے واسطے حاضر ہوا ہوں اور آپ بددعا فرما رہے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے بھون اب تک ضرور غرق ہو جائیں گے وہاں دو شخص ہیں ایک مرد و ایک زندہ۔ ایک توشہ ولایت صاحب ہاں لیئے ہوئے ہیں (ان درگ کا تھانہ بھون مزار ہے اور ایک مولانا اشرف علی صاحب ان دونوں کی برکت سے تھما ہوا ہے ورنہ ضرور غرق ہو جاتا۔

حکایت (۴۳۰) احقر جامع نے لکھنے سے پہلے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہی رحمت اللہ علیہ نے حضرت سیدی مندی عینی و مرشدی تعلیم الامت حضرت مولانا ذوقی شاد محمد اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ فیہم اجمعین کی نسبت یہ فرمایا کہ بھائی ہم نے تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کچا پھل کھایا ہے (کیونکہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سب سے اول خلیفہ ہیں) اور انہوں نے پکا پھل کھایا ہے (یونکہ وہاں پہلے میں تھا۔ حاجی بہ محتاجے جامع) مجھے کہتا ہے کہ یہ تو ضعیف ہے اس کو قاضی پر محمول کیا جاوے نہ اس کے قاضی سے مانگیں جائیں۔ اس کا قاضی لازم نہیں آتا۔ کیونکہ حاجت قاضی کے مانگیں کی استعداد کا قاضی ہو جائے نہیں۔

حکایت (۴۳۱) احقر جامع نے استاذی مولانا مولوی قدرت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے اور فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں حضرت مولانا گنگوہی کی خدمت میں برکت میں حاضر تھا کہ کچھ لوگ تھانہ بھون کے حضرت مولانا کے پاس آئے اور آخر حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے

حکایت فرماتے تھے کہ میں ایسا کرتے ہیں۔ اور ابھی ہم ظاہر نہ کیا تھا کہ مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کی حکایت ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ شرف علی صاحب کی۔ حضرت نے فرمایا کہ میں سنا نہیں چاہتا ہوں جو کام کرتے ہیں حق سمجھ کر نہ کرتے ہیں۔ تعصبات سے نہیں کرتے۔ آخریت سے قطعی دوسری شے ہے۔ پھر اس صاحب اپنے سامنے لے کر چلے گئے۔ (مفتوں کا شرف و نصیب)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب صدر مدرس و ناظم مدرسہ

مظاہر علوم مہاجر مدنی قدس اللہ سرہ کی حکایات

اضحیٰ از حق ظہور الحقین فقہاء و اولیاء

حکایت (۳۳۲) حضرت طلبہ کے متعلق تعلیمی امور میں بہت سخت تھے اور امتحان میں کس کوئی رعایت نہ بھی پہنچاتے تھے۔ اسی طرح طلبہ کی علمی و اخلاقی حالت پر بھی سخت نظر ڈالنا کرتے۔ اور کیسا ہی کس عزیز یا دوست کا چچا ہو وہ اس کی بد وضعی یا آزادی کو کھنکھاتا لیکن توبہ کا عمل مدرسہ سے خارج کر دیتے اور جب تک وہ اپنی حالت پر توبہ نہ کر پائی تو پھر نہ کرے اس کے اولی و درت کی کوئی سفارش نہ بنتی تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار کو اتنی بات پر کہ انہوں نے حضرت کی قدامت کے نام پر اپنے استاد کا حرام روپ خرچ کر رکھا تھا فوراً مدرسہ کی کتاب دایرہ کے حکم دیدیا اور جب تک خود استاد نے حضرت سے سفارش نہ کی اس وقت تک وہ اس کو دوبارہ نہ دی گئیں اس کے ساتھ ہی دفعہ و مبلغ وغیرہ کے نام میں آئی طلبہ پر کوئی دبا بختی حضرت لوگوں کو ادا نہ تھی۔ اور اپنے موقع پر حضرت بیٹھ طلبہ کا پہلو لے کر سوتے تھے۔ ایک مرتبہ میں حاضر تھا کہ ایک طالب علم کی سب سے بڑی غور و ملاحظہ کے متعلق حکایت آئی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ وہ طلبہ کو کھانا تقسیم کرتے تھے۔ اس جانب سے کوئی ہونے روٹی ملی جس سے لینے اس نے انکار کیا اور نذر مٹھن نے ختم سے جو بویا۔ سینے

بیکہ کہنے کہ جلی اور مٹی سو بھینے ملی۔ لیکن دولہا نے جو دیکھو سے یہ نہیں ہو سکتا۔ اس کو اپنے ہاتھ سے لگا دیا۔ جہاں جلی اس کا ہوا دیا کروں۔ حضرت سے یہ خبر سنتے ہی پہنچنے میں آئے۔ اور قصہ کی وجہ سے آپ کا چہرہ دس مرتبہ دوٹپ میں ساتھ ساتھ دو گیمہ راتا تھا کہ حضرت کے ہاں اور آؤ اور دونوں میں دھبہ ہے۔ مگر پہنچنے سے آپ نے واقعہ پوچھا اور جب انہوں نے خود ہی اس واقعہ پر صحیح صحیح بیان کر دیا۔ طلبہ کا کلام قائم رکھنے کی طرح رانی طرفہ داری کی جانے۔ تو اس وقت آپ نے فرمایا کہ غشی جی سلا، ہر سرائی پر دیکھو، علمین طلبہ کے دم سے کاغذ ہے اور تم لوہر میں دونوں نئی کے ٹکڑے میں روٹیاں نکھار رہے ہیں۔ اگر یہ نہ ہو تو نہ صلیح کی ضرورت نہ تمہاری حاجت نہ ہر سر بھی خالی اور نہ دسین بھی فارغ۔ یہ مسکین اسی محتاج اسی گھر مجھے اور تمہیں دونوں کو روٹیاں: ان رہے ہیں مجھے سرفہ یہ جاؤ۔ تمہیں ترش کا ام کرے گا کیا حق تھا اور تم کون تھے یہ سننے والے کہ اپنے بیکہ گھر میں ان کا باپ باجوہ بھی زندہ بیٹھا ہوں۔ تم کو صلیح سے جزو تھوکر بنا کر دو خوراک ملتی ہیں آخر کیا وجہ تھی کہ جلی ہوئی روٹی تم پہلی خوراک میں نہ لگ سکے اور مسلمان رسول کو مجبور کیا کہ یہ تو یہی جلی ہوئی آٹا نہ دے گا تو اب تو اپنی خوراک اس کے حوالہ کر دو اور آئندہ کیسے خوب کام آئیں لو کہ کسی طالب علم کے ساتھ کچھ بھی بیویاں نہ رہیں تو کیا تو کھان پکڑ کر مستحق سے نکال دوں گا۔ ہاں کسی طالب علم کی کوئی غلطی ہو تو مجھ سے کہو میں تحقیق کے بعد جو مناسب مناسب سمجھوں گا وہ کر دوں۔ اگر دوسرے نہ دیکھ سوں گا کہ وہ انہیں ترجیحی نظر سے بھی دیکھے۔ چونکہ پہلی غلطی ہے۔ اس لئے اس وقت منیہ پر اتفاقاً ۳۲ ہوں کہ آئندہ اس کا پورا کار کھ جائے۔

دکارت (۴۳۳) اسی طرح۔ سین کے احاطہ کا آپ کو خاص اہتمام تھا۔ اور ان کے ساتھ وہ اختلاف و طلب کا یہ نہ فرمایا کرتے وہ ان کیسے شایان تھا۔ بناوید کہ تمام دسین آپ کے شہرہ اور معتقد خادم تھے۔ مگر جب کوئی آتا تو آپ اس کو پاس بٹھا لیتے اور ان کی بھی مددنی مس توجہ سے سنتے تھے مگر ان کے بارہ کوئی دھبہ آتا تو اس کی کافی تحقیق فرما کر ان کو تسلی دے کر دیتے تھے۔ طالب علم اور استاد کے مابین کوئی قصہ نہ ہوتا جس میں غلطی استاد کی ہوتی تو اس وقت بھی ضیق پیش آتی اور

ہی صحنہ پر سے وہ نکل پھوٹتا کرتے تھے۔ مولوی ظفر اللہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے یہ
 خیال کر لیا کہ ایک طالب علم نے اس کے ساتھ ساتھ ہم میں آکر پڑھتے ہوئے اسے نو قلم کتاب کے
 فصل کی فصل طالب علم کے لئے پرانی۔ حضرت کے قریب ہی ان کی زبان کچھ تھی اور حضرت
 نے سب دیکھ کر ان پر فرمایا کہ وقت اُڑتے اُڑتے میں طالب علم کی برائے کلامیہ کا کوئی قصور
 حضرت کو اس کا خاص استہوار تھا کہ طلباء کے قلوب میں ایسا ہی حکمت کا نام رہا کرتا ہے۔
 اسنے یہ کہہ کر پوچھا کہ میں نے یہ مصرعہ عربی ظفر اللہ صاحب نے کہا تھا کہ میں نے یہ دیکھا تھا کہ حضرت
 نے فرمایا۔ مولوی ظفر اللہ صاحب نے بھی یہ فرماتے ہیں کہ کتاب کو اس کے لئے موضوع نہیں ہوئی بلکہ
 کتاب بھی مدرسہ کی جو کہ وقت ہے وہ جس کی حفاظت ضروری۔ مولوی صاحب نے غلطی کا
 اقرار اور اس کے دیکھے خیال کا حوالہ دیا کہ یہ اس کے لئے ہے۔ پھر حضرت نے یہ فرمایا۔ بھائی آج
 کل طلبہ کو ہمارے کاموں میں نہیں ہے کیونکہ وہ نہ لکھتا ہے نہ لکھتا ہے۔ پھر فرمایا۔ جس دن
 مقابلہ سے پیش آئے تھے ہیں۔ اس کے قبالہ ہی اختیار کر۔ اور مولوی نے یہ فرمایا۔ کہ اس
 کو جہت سے اطلاع کر کے درس سے انکار۔ میں نے یہ فرمایا کہ اس کے لئے ضرورت نہیں

حکایت (۳۳۳) امتحان اپنے مدرسہ کا ہو رہا ہے۔ مدرسہ کا حضرت نے سخت اپنا کرتے تھے کہ
 اس کے ساتھ ہی غمراہی دیتے تھے۔ حضرت ۱۳۱ھ میں مدرسہ کا پورے میں یہ ہے۔ قریب شہر طلباء
 کے امتحان دے جانے کی تیاری ہوئی کہ تمام علوم میں امتحان لیا جائے اور جس نے تقریری کے
 تقریری میں جس نے سوالات پر اپنی علامت لکھا جائے۔ پانچویں جب وقت اور
 صرف و نحو کا امتحان حضرت نے پورا کیا اور اہل علم نے علوم عربیہ کے اس وقت کو پورا کیا
 کہ مدرسہ میں بھیجے۔ مولوی ظفر اللہ صاحب نے مولوی جی شمس الدین کے اور جب امتحان
 سے فارغ ہو کر لوٹ آئے۔ تو حضرت نے یہ کہہ کر ان کو بلایا کہ میں نے تم کو بلایا ہے۔ اس نے یہ فرمایا
 تھی۔ چنانچہ جب مولوی کے ساتھ وہ رہا جانے لے تو بھائی نے اپنی خوش حالی کے ساتھ میں
 ساتھ یہ حضرت کی ضرورت کرتے چلیں کہ اب ملاحت میں ہمارے مقصد تھے انہیں ہمارے مقصد

مستان کا بھی یہ چل چلے بھاٹے میں جا کر میں زیارت نہ کرنا پڑا تو کر لو باقی تہیہ متوان ناپاۃ ہوگا
 نہیں، میں نے کہا کہ یہ تمامہ نے خدائے بات ہے۔ چونکہ مولوی ظفر احمد صاحب کے قلب میں
 حضرت علیؑ سے تعلق تھی اور ایک میلان و اشتیاق پیدا ہو چکی تھی اس لئے ہر سال میں آنے اور حضرت
 علیؑ کی زیارت تھی۔ مولوی ظفر احمد صاحب ہریانہ کے ایک مدرسہ میں طبیعت مبارکہ میں شفقت تو
 قدرت نے کوئی کوتاہی نہ تھی۔ اس کی تعمیر مانا و شواہد ہے۔ زیارت کے ساتھ ہی جس چیز
 کو میں نے دیکھا وہ حضرت کا جسم کے ساتھ خند و پیشانی سے شفقت و عنایت فرمایا اور تمویزی ہی
 اور میں قہر لیں کہ میں تہیہ مستان کے متعلق کچھ عرض کرنا خود ہی یہ فرمایا تھا کہ میرا ظفر
 تھوڑے جراثیم سے بیمار ہے خوش ہوئے تم نے سب ۳۰ لاکھ کے جراثیم لکھے اور
 بالخصوص مولوی عربی اور عربی کی اردو سب سے اچھی باتیں کہنے نے غبر بھی تھا کہ مجھے دے اور
 یہ فرما کہ تجھ میں تشریف ہے۔ میں اور جراثیم کے پرچوں کا پلندہ نکال کر باہر تشریف لے گیا۔ اس
 میں سے میرے جراثیم کا پرچہ نکالا اور میرے سامنے ڈال دیا۔ دیکھو تھوڑے نمبر سب سے
 زیادہ ہیں (یعنی جو نمبر میں صرف ایک ڈال رہے تھے) اور کسی کے نمبر میں قدر نہیں ہیں۔ سب تم
 سے کم ہیں۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ شاید حضرت کو مختلف ہو گیا کہ میں تہیہ استخوان
 کے متعلق خیال نہ کر آیا ہوں۔ اس نے بعد پھر مجھے اپنے ساتھ دولت کد پر لے گئے اور پوچھے
 پرچے یا تھیں پتے یا تھیں۔ یہاں میں نکال کر مجھے مطلقاً دئیے۔

دکایت (۳۳۵) حضرت رحمت اللہ علیہ نے درس میں اول صبح کے دو بجے ترمذی شریف ہوا
 کر لی اور اس نے ختم ہو جانے پر شادی شریف شروع ہو جاتی تھی اور جبکہ وسط میں دونوں کتابوں
 سے خطیبان فارغ ہو جاتے۔ اس نے بعد فقہ و تفسیر کے اعلیٰ اسباق دوتے اور نوکات ہر سال میں
 ایک کھڑا آپ کا درس سے فارغ ہوتا تھا جو قلم سے لکھنے یا دوسروں کے لکھے ہوئے کو دیکھنے اور سننے
 میں خرچ ہوتا تھا۔ ۱۳۲۸ء میں آپ مولوی محمد یحییٰ صاحب شریف لے آئے تو آپ کا ایک کھڑا
 صبح کا اور ایک شام کا فارغ ہونے کا طریقہ وقت اس قدر تقسیم ہوا کہ میں صرف ہونے لگا۔ ۱۳۲۸ء

میں بس آپ نے ایسا ہونے کی شان تبدیل الہیہ کی تائید کی۔ میں نے تو دیکھنے میں آجائے
 کہلے تھے، وہ آپ کے ہمارے لائق تھے۔ اس کے بعد باقی گھنٹوں میں اس نے ۱۲۰۰ میں سیر کا تمام
 وقت بدل کی تائید میں مستحق ہو گیا اور تمام کو آپ نے سنا دیا۔ آپ نے تو یہ سنا بہت
 جانتا تھا کہ ایک سال داراؤں شریف ہوئی وہ ۷۷۷ سال مسلم شریف اور پھر نسائی شریف۔ اخیر
 کے دو سال ۱۲۰۰ میں غلطی ہو گئی تھی، اسے اس امر پر توجہ کا پاس ہے اور مسیح کا تمام وقت بدل
 میں شروع ہوتا تھا۔ غرض تمام کا غلطی کے چارے اور فرقہ میں کہ ایک کی آمد یہ ہے جو کہ تھی۔
 جو اہل غلطی انداء میں آپ خود تحریر فرمایا کرتے اور عطا ایسا حسین تھا کہ وہ کبھی نہ دیکھی۔ چنانچہ
 ۱۲۰۰ء تک کے آپ کے لکھے ہوئے خطوط بعد کے پاس آپ کے پاس ہیں۔ ان کو دیکھتے ہوں اور حیران ہوتا ہوں کہ جلد دراز
 حسین لکھا حضرت کی کا کام تھا۔ بعض خصوص حضرت نے انگریز میں چراغ کے سامنے لکھے ہیں
 کہ دن کو فرست نہیں ہی نظر کیا بدل کہ حسین میں ذرا اور فرق آیا ہو۔ پھر جب رشتہ بہت زیادہ
 کیا تو وہ نوی محمد بنی صاحب مولوی عبداللہ صاحبی مقبول تھے اور مولوی زکریا صاحب و نیر اسم آپ
 کے کام رہے۔

حکایت (۴۳۶) انعام ہمارے کے متعلق حضرت میں ایک خاص کہل ہے تھا کہ ہر شعبہ کی
 نگرانی پر وقت صرف کئے فرماتے تھے کہ کسی کام میں بھی مشغول ہوں خیال پر طرف رجحان اور
 کسی شعبہ سے تعلقات نہیں ہوتی تھی۔ ہر شعبہ کی تعلیم طلباء کی حاضری منظمہ تھی اور محبت
 پسلی پابندی نماز اور قرآن اور ایک چٹائی اور صعدہ زنی کا جہاز۔ حسین قیام کرتے قیام
 رہتے ان کی وقت پر خانہ پرانی اور صاحب کتاب کی محبت و سفالی کا بعد اخیال تھا شب خانہ کی حفاظت
 اور صفائی و ترتیب پر طبع و فکر تھی اور ہر شعبہ کے ملازمین کا حق وقت پر ادا کرتے تھے اور ان کی توجہ
 اور نیابت خدا کی بہ وقت ادا تھا میں یہ خواہاں تھا کہ چند منہ کی نیک خانہ کی سے چاہیے یہ کوئی
 قیام نہ تھا۔ ملکی مشغلہ آپ کا تھا، صاحبان تھا کہ ان امور میں پر محبت کیا کرتے تھے چاہے کہ اس

اضافہ ساتھ لایا کہ دوسرے بھی ترقی پزیر ہو کر روزانہ مزید توجہ کی حتماً برحقاً رب دراصل ترقی و ترقیت روحانی کے سلسلہ میں بھی روزانہ ترقی پزیر ہو کر نکلا کیفیات پر اشغال کی ضرورت نہ تھی کہ وہی بالاجودہ آپ مدینہ کی زمین میں دفن ہوئے کی دوسری پر بندہ استانت چھوڑ سکے کہ وہ سمندر پار جہاں سے خدا بھی بھیجیں دن میں پہنچے کیسوں کو نہ چھوڑے۔ دوسرے سے نہ تھے بلکہ چھوڑے اور اس کو اپنے معتمد خدائے کے خواستے کر کے تمہاری ذمہ داریاں سر سے اتار چکے تھے مگر میں مجسمہ خیرت و فیاض آپکار جنسری شہد و الامام میرے نام آیا۔ جس میں دوسرے کے متعلق جس سے زیادہ وہ جزئی و حقائق تھے جن کی تحقیق اور اصلاح کی ضرورت تھی اور پھر خود ہر معاملہ کا قطعی فیصلہ بھی تحریر فرمایا کہ لوگوں کو قہر اُتر صحیح ہو تو یہ نہ کرنا چاہیے اور غلط ہو تو یہ ہونا چاہیے۔ اور اس کے بعد قواعد کلیہ کے ورہ میں مگر دینی کا سبق پڑھایا۔ مافات کی سلامتی و آئندہ کی احتیاط کا طریق سکھایا۔ اور ان عبادات ٹھنڈے پر آگاہ کیا۔ جو اس وقت نہیں مگر آئندہ دینی کا پھل نہ بدلتی نظر آتی ہیں غرض جن امور سے ہم صبرین کی آنکھیں اور کان بے خبر اور قلوب مغفل رہاں تھے آپ نے یہ سب کی زمین میں پہنچے ہوئے ان پر روشنی ڈالی اور ایسی ڈالی کہ ان سے نفع نہانے والا ایک چلتے ہوئے مفید کام خانہ کی تمام ذمہ داریوں کو با آسانی نبیائے دے سکتا ہے بھر ہلکے پ ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوری کی حکایات

حکایت (۴۲) فرمایا کہ مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوری کا قصبہ رائپور تھا۔ میں ان کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ کہیں میرے عجیب مشکف نہ ہو جائیں۔ (جامع کتاب ہے اللہ اکبر یا نکلا: اس تواضع اور انکساری کا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نیک لوگوں کا تواضع الیا حال ہے اور تیرا یہ خبیثہ اب قال ہے

نہرانی کوئی دنیا میں نہیں ہے اور وزیر ولی چاک وہاں

(منقول از اشرف المصنف)

مگر میرے دیوبند پہنچنے تک جناب سفر سے واپس تشریف نہ لائے تھے اس کے بعد میں رات پور چلا گیا۔ محمد اسحاق کی بیوی اور بیٹے کا انتقال ہو گیا تھا اس لئے وہاں دیر ہو گئی۔ اس کے بعد رمضان شریف آیا انہوں نے رمضان میں آنے نہ دیا چنانچہ نصف رمضان وہاں رہنا پڑا اس کے بعد آٹھ روزہ سب قیام کر اپنا لوہا سہ سے دیوبند واپس آیا۔ گویا اگر مجھے معصوم ہو گیا کہ جناب والا تشریف لے آئے ہیں لیکن نول تو جاننا تھا دوسرے نہ چھوڑ دوسرے میں بہت ضعیف ہو گیا ہوں۔ انھر بھی بہت کمزور ہو گئی اسلئے تمام سفر کے قابل نہ رہا ہوں اور ہر اسی کوئی مل نہیں اس لئے حاضری سے قاصر رہا۔ پھر فروری چودھری صاحب کا خانہ تھا کہ جلدی آئی۔ اس نے معذوری میں فور بھی اتفاق کر دید علی گڑھ آکر منشی شرافت خانہ صاحب سے معلوم ہوا کہ جناب سفر سے واپس تشریف لاتے ہوئے تھے ویر ہا قمر اس سٹیشن پر ٹھہرے تھے اور مجھے اور حبیب احمد کو بلانے کیلئے جناب نے سینڈھو آدمی مجھے تھے مگر ہم میں سے کوئی نہ ملا۔ یہ سن کر نہایت صدمہ ہوا۔ مگر ساتھ ہی انہوں نے یہ خوشخبری بھی سنائی کہ جناب معذریہ علی گڑھ تشریف لانے والے ہیں۔ اس سے قدرے تسکین ہوئی اور میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ جب مولانا تشریف لانے کو ہوں تو ان کی تشریف توری سے ایک روزہ گیل مجھے بلالیا جاوے۔ چنانچہ انہوں نے اس کو منظور فرمایا ہے۔ حضور سے بھی معروض ہے کہ جب جناب علی گڑھ تشریف لادیں تو مجھے اطلاع والاناامہ سے مشرف فرمادیں۔ (جزدوم نمبر ۱۹۶)

آخر میں کچھ تھوڑی سی اپنی بھو اس لکھونا چاہتا ہوں جس کا نام اعتقاد دلی ہے اس اعتقاد سے میں جز اپنے حضرات کے اور شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کے اور کسی کا عقیدہ نہیں ہوں۔ چنانچہ حضرت تاشکی لڑیا کرتے تھے کہ امیر شاہ اور مولوی عبدالحکیم ہنگالی یہ دو شخص کسی کے عقیدہ نہیں۔ اگر کوئی کہتا کہ حضرت اور آپ کے تواقب کبھی فرماتے کہ ہاں مولوی محمد قاسم کے سے سنائے ہر اعتقاد ہے۔ اور کبھی فرماتے کہ ہاں میرا تو سچا عقیدہ ہے پھر کہ معتمد جانے کا اتفاق ہوا ہاں حضرت عالی صاحب کی خدمت میں جانے لگا حضرت کے اکثر خدام میرے پیچھے پڑ

لئے چنانچہ جب میں جاتا کسی نہ کسی انسانی مسئلہ میں مجھ سے گفتگو بھیج دیتے۔ مگر حاجی صاحب کی مجلس میں کسی کو جواب نہ دیتا تھا۔ یہ نہ تھا کہ اگر غم کو گفتگو کا شوق ہے تو حاجی صاحب کی مجلس سے جگہ مجھ سے مختلف کر لو۔ پھر انھوں نے کہا کہ بات چیت ہے۔ ایک روز حاجی صاحب نے ان لوگوں کو فضا ہو کر منع فرمایا کہ اس سے گفتگو نہ کیا کرو۔ اور یہ کہ یہ اپنے خیالات میں پختہ ہے اور کسی کا معتقد نہیں ہے۔ سو رہنمائی وغیرہ اس کی تکریم بھی مستعد ہے۔ گو میں پہلے بھی ایک مرتبہ حاضر نہ مت ہوا مگر صحبت کا شوق نہ ہو تھا۔ اس مرتبہ جو صحبت کا اتفاق ہوا تو میں دل سے انکا معتقد ہو گیا۔ ایک مضمون میرے خیال میں حدیث کا آیات میں کو میں نے جوش عبد الرحیم صاحب کے لکھے سے نہیں بیان کیا اور اب جناب کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔ جناب رسول اللہ ﷺ اور الحق مع علی حیدر عادل۔ میں آپ نے حضرت علی کو حق کا داعی نہیں قرار دیتے۔ حق کو حضرت علی کا داعی بنایا ہے اسی طرح میرے نزدیک حضرت حاجی صاحب علی وقت تھے خود حق ان کا داعی اور اس لئے مجھے بھی ان کے کسی فعل یا اعتراض نہیں ہوا۔ نماز ان کی ایسی ہوئی تھی کہ میں نے کسی کی نہ دیکھی۔ مثالی ان کے یہاں ایسے ہی تھے تصنیع کا وہاں نام نہ تھا۔ یہ بات تو ختم ہوئی۔ (۷۲ و سوم نمبر ۱۶)

اب ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ حبیب احمد مجھے منع کرتا ہے کہ تو مت لکھو مگر میں لکھو اس کا اور اسی سے لکھو اول کا (مولوی حبیب احمد صاحب نے خود اپنے لئے یہ سینے توجہ اس لئے لکھے کہ خطرات کے فکر سے لکھو یا مینا)

پسے میں مولوی کو دودھ دے گا نہ تھا اور مولوی کالی اہل علم معتقد تھا۔ لیکن تمام پختاری میں تجربہ ہوا کہ مولوی بھی درد و دہن کر چکا آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ پختاری میں ایک عالم درویش تھے کسی بات پر نواب صاحب نے ان کو موقوف کر دیا۔ تھوڑے دنوں بعد نواب صاحب کا انتقال ہو گیا۔ نواب صاحب کے انتقال کے بعد تعزیت کے واسطے پانی پت سے قادی عبد الرحمن صاحب اور دہلی سے مولوی عبدالرپ وغیرہ امراب سے مولوی احمد مسن

صاحب امراد آباد سے مولوی محمد حسن صاحب دخیلہ لورویہ سے حافظ احمد وغیرہ اور دوسرے مقامات سے لورہ حضرات جنہا سے ملاقات تھی تشریف لائے۔ مگر یہ مولوی صاحب نہیں آئے میں نے ان کے ایک دوست سے ان کے آنے کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ مولوی صاحب کے ذمہ عبدالمصدق خاں کے ڈھائی سو روپے قرض تھے اور عبدالمصدق خاں نے ان کا تقاضا کیا تھا۔ مگر ایک بھی نہیں دیا تھا۔ اس وجہ سے میں نے جب مجھے یہ واقعہ معلوم ہوا تو میں نے اسی روز عشاء کی نماز کے بعد نواب عبدالمصدق خاں سے کہا کہ مجھے کچھ عرض کرتا ہے انہوں نے کہا کہ میں نے کہا کہ مجھے ڈھائی سو روپے کی ضرورت ہے آپ بلورہ یہ کے مجھ کو یہ رقم عطا فرمادیں۔ وہ یہ سن کر متحیر ہوئے اور کہا کہ تو سوال کی آپ کی عادت ہے اور نہ بظاہر آپ کو کوئی ضرورت ہے آخر یہ کیا بات ہے میں نے کہا کہ اس کی ضرورت نہیں میں آپ سے باتیں ہوں آپ مجھے دے دیجئے۔ انہوں نے کہا بہت اچھا میں نے کہا تو ابھی اپنے تیلہ کو بلا کر اس سے کہہ دیجئے۔ انہوں نے اسی وقت بلا کر کہہ دیا کہ تحویل میں سے ڈھائی سو روپے خان صاحب کو دیدیے۔ میں نے کہا کہ یہ روپے آپ نے مجھے دیدئے۔ انہوں نے کہا ہاں دیدئے اسی طرح میں نے ان سے شہنشاہ اترایا۔ اس کے بعد میں نے ان سے کہا کہ آپ کے ڈھائی سو روپے جو فلاں مولوی صاحب کے ذمہ ہیں ان کو آپ معاف کر دیجئے لورہ روپے جو آپ نے مجھے دیے ہیں ان کو آپ رہنے دیجئے لورہ ان کو ان کے چائے سمجھ لیجئے۔ یہ سن کر انہوں نے کچھ بر سکوت کیا۔ اس کے بعد کہا کہ اچھا میں نے معاف کر لیا۔ یہ واقعہ میں نے ان مولوی صاحب کے دوست سے بیان کر دیا۔ انہوں نے ان مولوی صاحب سے ذکر کیا۔ تب وہ مولوی صاحب تعزیت کیلئے آئے۔ تقریباً ڈیڑھ مہینے کے بعد وہ مولوی صاحب سینٹھ موشریف لائے اور مجھ سے لورہ حافظ عطاء اللہ سے کہا کہ مجھے پچاس روپے کی ضرورت ہے تو نواب فرسٹ میں خاں سے مجھے قرض دنا دو۔ حافظ عطاء اللہ نے جواب دیا مگر میں نے اقرار کر لیا حافظ عطاء اللہ نے مجھ سے کہا بھی کہ تم مولوی صاحب کے درمیان میں نہ پڑا کرو۔ حافظ عطاء اللہ کے انتقال کو اٹھارہ برس ہوئے اور مولوی صاحب فرسٹ

میں نہیں کے انتقال کو ہونے اور مدظلہ اعلیٰ کے انتقال سے ایک برس پہلے کا وقت سے پہلے
مولوی صاحب نے اب تک اس قرض کے لے لیا تھا نہ تک نہیں لیا۔ تو میں نے نواب صاحب کے
انتقال کے وقت میں سے یہ قرض بھی معاف کر دیا تھا لیکن لے کا تذکرہ میں نے مولوی صاحب سے
اب تک نہیں کیا۔ یہ قرض بھی ختم ہوا ایک ماہ بعد سنا ہوں۔ نواب یوسف علی خاں صاحب اپنے
والدین کے ایصالِ ثواب کیسے بہت فریج کرتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ
کوئی ایسا مصرف تھا جس میں خرچ کرنے سے انکو ثواب بھی زیادہ ہو ان کی رنج بھی مجھ سے
خوش ہو میں نے کہا کہ آپ اپنے والدین کے محبوب اور دوستوں پر مصرف کیا کریں۔ انہوں نے
دریافت کیا کہ میرے والد کے دوستوں کا حال آپ کو بخوبی معلوم ہو گا آپ مجھے بتائیے میں نے
کہا کہ قزاں مولوی صاحب سے آپ کے والد کی بہت دوستی تھی یہ من کر دو بہت خوش ہوئے اور
کہا کہ آپ نے بہت ٹھیک فرمایا اس کے بعد انہوں نے پچاس روپیہ ان کے پاس بھیجے۔ میں
میتے کے بعد ان کا بیٹا آپ نواب صاحب نے پچیس روپیہ اسے دے دیے اس کے من میں بعد مولوی
صاحب خود تشریف لائے۔ مولوی صاحب کا اور ان کے بچے کا معاملہ نواب صاحب کے در پر آتا
مجھے ناگوار ہوا اسلئے میں نے ان سے کہی کہ وہ رز فی برقی۔ مگر نواب صاحب نے ان کو اسی پیسے سے بلایا
نر پچیس روپیہ دے کر کہہ دیا کہ بعض وجوہ سے اس وقت میرا ہاتھ تنگ ہے اور میں زیادہ خدمت
کرنے سے معذور ہوں ان شاء اللہ میں ایک ماہ کے اندر ان میں پچیس روپیہ آپ کی خدمت میں
اور پچیس روپیہ گاؤں میں بھیجے گا۔ ہے تو میرا شاد خاں یاد دلاویں گے۔ اس کے بعد وہ مولوی صاحب
چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد تو نواب صاحب کو خیال رہا کہ میں نے مجھے اسلئے رقم موقوفہ نہ کی تھی
پہنچتی تھی اس پر من مولوی صاحب نے مجھے خط لکھا اور اس میں لکھا کہ جب میں سینڈھو گیا تھا تو آپ
مجھ سے رز فی سے خوش آئے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو میرا ناگوار تھا اور اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ جس ماہ تم کو نواب صاحب نے وعدہ کیا تھا وہ آپ وصول کر کے خود کھائے ہو
اگر یہ واقعہ ہے تو آپ مجھے صاف لکھ دیجئے میں صاف کر دوں گا۔ اگر یہ واقعہ نہیں ہے تو آپ

جاتا ہے مگر مرض رو بہ کرتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ مرض دو آئی حد سے نکلیں۔ اور دوا مگر حد تک نہ آگیا ہے۔ دوا بے اپنے خاص اوقات سے میں ان کی قلعہ کیلئے دنا فرمادیں۔ حق پرورد آرزو کے متعین والہام موعود عید مجید کو اور مولوی غفر کو سام آخر میں عرض ہے کہ جب جناب علی گڑھ اثر غیب لادیں اگر ممکن ہو تو مولوی عبد المجید کو در موعود غفر کو اپنے ہمراہ لیتے آویں تاکہ میں ان سے بھی مل لوں۔

جزو ہفتم نمبر ۷۱۔ آخر میں ایک قصہ مولوی محمود حسن صاحب کا لکھتے ہوں۔ جب نوب علی خان کا انتقال ہوا حضرت دیوبند کا راہ ہو اگر وہ نواب صاحب کی تقریرت کیلئے چھٹاں آئیں۔ اور انہوں نے مولوی محمود حسن صاحب پر بھی زور دیا کہ تم بھی چلو۔ مولوی محمود حسن صاحب نے مجھے خفیہ ذریعہ لکھا اور لکھ کہ تم اپنی اوصیائے لکھو کہ میں آؤں یا نہ آؤں۔ وہ لکھا کہ اس کا جواب دہلی فلاں شخص کے ہم بھجنا اور جواب مجلس لکھنا۔ میں نے لکھ دیا کہ نہ آئیے۔ اس پر مولوی صاحب نے دوستوں کی کولیاں کھالیں اور امر رات رنے والوں سے جمادی کا بند کر دیا۔ (محقق الامیر الایمان)

حل مواقعہ ضروریہ مکتوب بالہا

تعلیق جزو اول۔ درباب و اخون فی الدین کی ملاقات کیلئے مغربہ نس ضروری جزو دین میں خلل نہ ہو اور نوب اغتوا محبت سے ہے۔

تعلیق جزو دوم۔ قول۔ حق من کا تابع تھا۔ قول۔ یہ معنی نہیں کہ حق بدل جائے تھا معنی یہ ہیں کہ وقت کی صورت ایسی ہو جاتی ہے کہ اس کا حکم شرعی وقت ہوتا تھا جو آپ کی رائے ہوتی قس تعین جزو سوم۔ کو اس میں دو تھے ہیں مگر چونکہ ایک ہی باب کے ہیں اس لئے ان کو ایک ہی جزو قرار دیا گیا۔ مگر اچھے قصے ہوتے تو جدا جدا کرنے میں فرحت کمر ہوتی۔ اب رنج کمر۔

تعلق جزو چہارم۔ تو۔۔۔ وہ یہ نہ تھے۔ اقوال اکثر دھوسہ ہے۔ منہ سے خوش فطرتی
بہتی تھی۔ پھر یہ نہ نعلِ عظیم ہے۔

تعلق جزو پنجم۔ تو۔۔۔ پائل کا بیلا۔ اقوال ان حضرات ہا القذات و غرائض۔ نہ نہ ہی نے
واٹے ہے۔

تعلق جزو ششم۔ قول اوعالیٰ حد میں۔ اقوال یحییٰ بن یحییٰ نے حد میں نہیں اس سے
یہ شہ نہ کیا جاوے کہ دوائی حالت میں دعا کی گئی لازماً ہے

تعلق جزو ہفتم۔ دل میں نے کھ دیا کہ نہ آئیے۔ اقوال 'وہ ہے شہدیم معلومت دینے کی
دند یہ پر۔ تو۔۔۔ گویاں سمجھیں کہ کسی لیلیٰ قدر فرمائی کہ مقصود بھی حاصل کسی کا مگر قلب بھی
کسی نہ صرفی نہ حد بھی نہیں۔ را

برہنہ کے ندادہ جام و شہد الیٰہات

وہد ہم جمیع ما يتعلق بامیر الودایات والحمد لله مفید الہدایات فقط

جناب دیوان محمد یحییٰ صاحب دیوبند کی مرحوم کی حکایات

حکایت (۴۳۹) حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ دیوان محمد یحییٰ مرحوم جو حضرت انور قوی
کے خدام میں سے تھے انکا ذکر ہم مشہور تھا۔ یہ ہا ممکن تھا کہ ان کا ذکر سن کر کوئی غیر روئے
ہوئے وہاں سے گذر جائے۔ نہایت ذرا دیکھ تو ان میں ذکر کرتے تھے اور بہت روتے تھے۔ یہ دور
دو صدیہ اس ذکر کو گریہ کا اثر تھا تا حال اور وہ بھی رات بھر خود فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ حضرت
سید کے ثانی گنبد کے نیچے انہر میں صبر دل تھا کہ حضرت رحمت اللہ علیہ مسجد کے مٹی میں
ای ٹیٹی جانب مرانہ لہ متوجہ تھے۔ لہ تو چہ کار خ میرے ہی قلب کی طرف تھا ہی اثناء میں
مجھ پر ایہ حالت طاری ہوئی اور میں نے حالت ذکر دیکھا کہ مسجد کی چادر دیواری تو موجود ہے مگر
پھٹت اور سبہ ہنہ نہیں لہو ایہ عظیم مکان روشن اور نور ہے جو آسمان تک لٹھائیں پھیلا ہوا

ہے۔ بیکم میں نے دیکھا کہ آجمن سے ایک تخت اتر رہا ہے اور اس پر جناب رسول اللہ ﷺ تشریف فرمایاں۔ اور خلفاء اربعہ ہر چار کونوں پر موجود ہیں۔ وہ تخت اترتے اترتے بالکل میرے قریب اگر مسجد میں ٹھہر گیا اور آنحضرت ﷺ نے خلفاء اربعہ میں سے ایک سے فرمایا کہ بھائی ذرا مولانا محمد قاسم کو بلالو۔ وہ تعریف لے گئے اور مولانا کو لے کر آ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا درہ کا حساب دانیے عرض کیا حضرت حاضر ہے۔ اور یہ کہہ کر صاحبِ مٹا شروع کیا اور ایک ایک پائی کا حساب دیا۔ حضرت ﷺ کی خوشی اور مسرت کی اس وقت کوئی انتہاء تھی۔ یہ سب ہی خوش ہوئے اور فرمایا کہ اچھا مولانا اب اجازت ہے حضرت نے عرض کیا جو مرضی مبارک ہو۔ اس کے بعد وہ تخت آسمان کی طرف عروج کرتا ہوا نظروں سے غائب ہو گیا۔

رام پور کے مجذوب کی حکایت

حکایت (۳۶۰) خان صاحب نے فرمایا کہ ریاست رام پور میں نواب یوسف علی خاں کے زمانہ میں روشن باغ میں ایک مجذوب رہتے تھے۔ اور نواب صاحب کی طرف سے دو سپاہی ان کی خدمت کیلئے رہا کرتے تھے ان کا نام شیر شاہ تھا۔ یہ مجذوب بالکل ننگے رہتے تھے۔ مگر باتوں میں مجذوب گندہ تھے۔ چنانچہ جب باتیں کرتے ان کا قاعدہ تھا کہ جو کوئی ان کے پاس آتا اس سے کوئی نہ کوئی فرمائش ضرور کرتے۔ نیز ان کا قاعدہ تھا کہ اگر کوئی ایک انار ایک امرود یا ایک روپیہ یا ایک پیڑ وغیرہ پیش کرنا تو لیتے در فرماتے ایک ڈلوں گا و لاؤ میرے پھوپھالان کی خدمت میں جیلا۔ اس پر انھوں نے ایک قسم کا کھٹک خدا جس میں لکھن ہے کہ ۱۷ کی توجہ کو مل جو تھوہ کی ایک ذرہ ہے تو یہ توبہ اس واقعہ کی ہے جو کہ درہ کی صبح صاحبِ واقعہ کو کھانا تھا تاکہ مزدورین اسے سن کر کہیں جو یہ میرا بیٹا سوادین آتی ہے میں اسے شہر لے دیتے ہیں۔ اس پر قہقہہ کیا وہاں سے جذب میں پھولن میں آئے۔ ۱۷ تو انہوں نے بھی انھیں اچھا سمجھتے تھے جس کو وہ دیکھتے تھے۔ اور انھیں کا عقل ہے نہ کوئی اور جس کو وہ دیکھتے تھے۔ اس کے وہی نے مختلف نہیں کرتے کہ عقل نہیں تو انھیں خود غلام بن کر رہے تھے جو وہ وہ تعجب کی وجہ سے مستوا میں بھی منتظر ہے بل انتہای قور انھیں

(اثرِ غل)

کرتے تھے اور مجھ بھی اپنے ہم اولیاء کرتے تھے۔ میرے چچا بھائی نے شہر آباد اور داندہ میں ایک مکان
 بنا رکھا تھا اور ہمارے مکان نے قریب ایک مولوی صاحب رہتے تھے جو نہایت سچے و عقیدہ اور
 بزرگ آدمی تھے۔ ان کا نام مولوی اسماعیل صاحب تھا اور ان کے ایک بھائی تھے جن کا نام حافظ
 اختر تھا۔ میں ان حافظ اختر صاحب سے کوئی کتاب بھی چھٹا تھا اس کا نام مجھے وہ نہیں یاد۔ ان
 وجہ سے مولوی اسماعیل صاحب سے تعلقات تھے۔ ایک مرتبہ ان مولوی اسماعیل صاحب نے
 میرے چچا سے خیر خواہ کے انتقال کے بعد اپنا قصہ بیان فرمایا کہ گو میری عادت مجازیب سے
 اختلاط کی تھی مگر میں خلاف عادت طبع شہر کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور گوان کی عادت یہ
 تھی کہ وہ ہر آنے والے سے کچھ نہ کچھ فرمائش کیا کرتے تھے مگر انہوں نے اپنی عادت کے خلاف
 کبھی مجھ سے کوئی فرمائش نہیں کی۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ حضور سب سے کچھ نہ کچھ
 فرمائش کرتے ہیں مگر مجھ سے کبھی کوئی فرمائش نہیں کی۔ کیا حضور مجھ سے کچھ مانگوں ہیں۔
 انہوں نے فرمایا کہ نہیں بعد میں سب سے زیادہ تجھ سے خوش آدمی میں نے کہا کہ پھر آپ مجھ
 سے فرمائش کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں یہ ہے جتنے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں
 سب اغراض لے کر آتے ہیں۔ کوئی حق کے لئے آتا ہے کوئی مستحق کے لئے کوئی نوکری کیلئے
 کوئی کسی اور غرض سے اسلئے ہم بھی ان سے اپنی غرض لگا دیتے ہیں اور تو کسی غرض سے نہیں آتا
 بعد محض خدا کے لئے آتا ہے اسلئے تیرے ساتھ غرض لگانے کوئی عیب چاہتا میں نے پوچھا کہ
 آپ جب کسی سے کوئی چیز لیتے ہیں تو آپ عیب لیتے بعد دو لیتے ہیں اس میں کیا داندہ ہے آپ نے
 فرمایا وہ خلفنا حکم ازواج اور ایک آیت اور ایسے ہی پڑھی۔ جب خدا نے جوڑے جوڑے پیدا
 کئے ہیں ہم بھی جوڑا لیتے ہیں۔ پھر میں عرض کیا کہ میرا کچھ چاہتا ہے کہ آپ کچھ فرمائش کریں
 آپ نے فرمایا پھر مرغ پلاؤ داندہ میں اپنے گھر آیا میرے بھائی حافظ اختر اسماعیل مرغ پالتے
 ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں میاں خیر شاہ کیلئے مرغ کا پلاؤ دے چاہوں گا۔ تو کوئی مدد نہ کیا جس
 میں میرا خوش قسمت ہو مجھے دیدہ۔ انہوں نے ایک نہایت عمدہ بھلا پلا دیا اس کے بعد میں باز مرغ پلاؤ

سیر بھر نہایت عمدہ چاول لایا اور بہت اچھی بریانی پکا کر ایک بڑی قلاب میں ان کیلئے سب کچھ سب لے گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو وہ باغ کے ایک تالاب میں نہا رہے تھے مجھے دیکھ کر نکل آئے۔ میں نے پاؤں پیش کیا انہوں نے بیٹھ کر سب کھا لیا۔ اور کھا کر اس رکابی کو تالاب پر لیے گئے اور وہاں اسے خوب دھویا اور دیر تک پانی کو بہاتے اور رکابی کو دھوتے رہے اس کے بعد وہاں سے آئے اور رکابی کو آسمان کی طرف بہت اونچے پھینک دیا اور فرمایا رزقکم فی السماء میں سمجھا کہ اب رکابی گر کر پاش پاش ہو جاوے گی مگر وہ سیدھی ان کی طرف آئی اور انہوں نے اس کو ایک انگوٹھے اور دو انگلیوں پر روک لیا۔ اس کے بعد اس کو پھر پھینکا اور وہی رزقکم فی السماء فرمایا اور پھر انگلیوں پر روک لیا غرض وہ بہت دیر تک یہی کھیلتے رہے۔ بہت دیر کے بعد مجھے انہوں نے رکابی دی۔ میں تو رکابی لے کر چلا آیا اور وہ پھر پانی میں گھس گئے۔ میں حسب معمول ان کی خدمت میں برابر حاضر ہوتا رہا۔ ایک مرتبہ میں نے پھر کہا کہ کچھ فرمائش کیجئے۔ انہوں نے فرمایا اچھا اب کی سفریاں (امروہ) لاؤ۔ میں ڈیڑھ دو سیر نہایت عمدہ سفریاں لے گیا۔ اتفاق سے اس روز بھی اکیلے تھے میں نے وہ سفریاں پیش کیں۔ آپ نے ان کو لے کر سامنے رکھ کر کھانا شروع کیا۔ ایک سفری جو کسی قدر گدیری تھی جب وہ سرک کر ان کی طرف آتی تو اس کو نہ کھاتے اور ہٹا دیتے اور کہتے کہ میرے پاس نہ آئے گی مولوی کے پاس جاوے گی غرض وہ تمام سفریاں کھالیں اور اس سفری کو آخر تک نہ کھایا اور یہی کہتے رہے مولوی کے پاس جاوے گی مولوی کے پاس جاوے گی۔ میرے پاس نہیں آئے گی۔ جب تمام سفریاں ختم ہو چکیں تو انہوں نے وہ سفری مجھے دی اور کہا یہ تو کھالینا۔ میں نے جو اسے اٹھایا تو نہایت تیز گرم تھی میں نے اٹھا کر رومال میں رکھ لی اور گھر لے آیا۔ گھر میں آکر میں ایک عجیب غلیبان میں مبتلا ہو گیا۔ کبھی تو بتی چاہتا کہ کھالوں۔ اور کبھی یہ خیال کرتا تھا کہ اگر تو نے کھالیا تو پھر تو بھی ان کی طرح دیوانہ ہو جائے گا اور جو کچھ علم دین کے متعلق نفع کسی کو تجھ سے پہنچ جاتا ہے وہ بھی منقطع ہو جاوے گا اور جو روپے بھی چھوٹ جاویں گے۔ غرض بہت دیر تک اسی الجھن میں رہا کہ کھاؤں یا نہ کھاؤں۔ آخر میں نے اسے کھوئی پر لٹکا دیا مگر وہ الجھن اب بھی نہ گئی۔

شروع کر دی اور جب تک جی چاہتا رہے۔ جیتے جیتے کہ یہ دونوں کومارے جس تھے۔ یہ ان کی بہ خدمت تھی کہ جب ہی لوہ پکھتے تھیں کہ کچھ ست منہ پھاہیتے تھے۔

ایک اور مجذوب کی حکایت

حکایت (۴۴۱) خان صاحب نے فرمایا کہ راجہ میں سب اور مجذوب رہتے تھے جو اپنے آپ کو رب العالمین سمجھتے تھے۔ یہ جس مکان میں رہتے تھے اس میں ایک نہایت عمدہ چارپائی پڑی تھی جس پر ایک نہایت عمدہ مسٹر گار بٹا تھا اور یہ مجذوب نہایت شانہ شوکت کے ساتھ اس چارپائی پر بیٹھے رہتے تھے اور چارپائی کے سر پرانے ایک چوکی لگی ہوئی تھی جس پر ایک چائے نماز پڑی ہوئی تھی اور چارپائی کے سامنے ہار پے بچھے۔ جتے تھے اور۔ مکان میں ہر چیز نہایت قرینے سے رکھی رہتی تھی مکان بھی نہایت عمدہ تھا اور اس میں صفائی کا بھی پورا اہتمام تھا۔ حتیٰ کہ مکان میں دکھائے نہ ہوتا یہ مجذوب لباس بھی نہایت عمدہ اور امیرانہ پہنتے تھے اور نہایت خوش بیان تھے تقریر اس قدر تیز تھی کہ کیا بجا زبان میں نکلتے آئے یا کہیں نکلیں۔ مگر وہ تقریر نہایت غیر مرعوط اور بہ معنی ہوتی تھی۔ اثنائے تقریر میں کبھی کبھی فوں فوں شوں شوں بھی کرتے تھے ان کے پاس ایک خادم رہتا تھا اور ہر وقت مکان بند رہتا تھا۔ جب کوئی آتا تو دروازہ پر تین مرتبہ استغاثہ کرتا اور دروازہ کھلتا تو وہیں پہنچا۔ اور اگر وہ مجذوب کو بلائے مقصود ہو تو خادم آکر دروازہ کھولتا اور وہ شخص دروازہ میں داخل ہوتا۔ خادم دروازہ پر اس سے جوتے اتروا دیتا اور ہوتے ایک طرف کو موقع سے کہہ دیتا تھا یہ شخص ان کی خدمت میں جا کر سلام کرتا اور عرض معروض کرتا کہ میں مجذوب کا قاعدہ تھا کہ وہ اکثر دائیں بائیں اور کچھ منہ کرتے شوں شوں فوں فوں کرتے تھے۔ ان کی نسبت یہ بھی مشہور تھا کہ ایک مرتبہ انہوں نے نور بخشی کرنے کیلئے اپنے ہایت میں جھمر گھونپ یہ جس سے آئیں باہر آئیں۔ ان کی ہنر رونے لگیں یوں کوروتے۔ یہ کہ انہوں نے آئیں اندر کہ لیں اور زخم اپنی دو کیا میں۔ پتہ چھ پھا کے ہمراہ ان کے یہاں جایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کچھ اقد ہے کہ

اور اب مر چکی جاتی تھی۔ اسی صبح میں دن گذر گئے۔ آخر کار صحیحین نے ان کے پڑوسیا میں ایک جوتہ فرو یا کہ میوں کو نہیں جانتے تھے خدا نے انہیں چلے گئے میں تمہیں ان سے دو وقت مالت جاتی ہوں تمہارا اور نہیں کھلتے۔ پڑوس کی عورت کو کچھ شبہ ہو اور انہوں نے اپنے اپنے گھروں سے یا کسی اور طریق سے اس لئے مکان میں جھانکا دیکھا تو وہ شہید ہیں اور خدا سے بچھا۔ اب انہوں نے اپنے مرد اب سے کہ کیا مردوں نے کو تواری میں غلات کی۔ پڑوس آئی وہ وارہ لکھوا دیا۔ دیکھا ہاتھ لگے۔ اب ان کی تعمیر و تعمیر ہوئی طرز کے متعلق علم میں اختلاف ہو۔ مطلق سعد اللہ صاحب اور ان کی جماعت کہتی تھی کہ خود نے خود کشتی کی ہے اس لیے ان کی نماز پڑھنی چاہیے اور مولوی رشید حسین صاحب اور ہم پور نے قاضی جوہ ایون کے رہتے تھے وہ کئے تھے کہ یہ مطلب اہلکار نے مکلف تھے ان کی ملازمت جانی چاہیے چنانچہ مولوی رشید حسین صاحب اور کاشی صاحب کے فتویٰ پر عمل کیا گیا اور نہایت نمان و شوکت کے ساتھ ان کی نماز پڑھائی اور ان کو دین کی تمیید ان تھواب کے انتقال کے بعد اب وہ عوام اپنے کورب الحامیہ لکھے گا۔ مگر علماء کی رائے سے خواہ صاحب نے اس کو ہم پور سے نکال دیا۔ ان کے بعد میں کچھ نہیں چلا کہ وہ کہاں گیا اور کیا ہوا۔

ایک پنجابی تھواب صاحب کی دکایت

انصاف و احقر حضور الحسن غفرلہ دلیہ مدیہ

دکایت (۴۴۲) ایک روح شاد فرما، تھواب لوبہ بی میں جس جگہ حضرت میاں غور محمد صاحب رحمت اللہ علیہ تشریف رکھتے تھے وہاں ایک تھواب پنجابی رہتے تھے اور اتفاقاً اس جگہ حضرت جانی مہدار تھواب و تالیق شہید رحمت اللہ علیہ بھی تشریف رکھتے تھے وہ مہمدوبہ الہ حادی صاحب شہید کے لئے سے یوں کہہ رہے تھے کہ "تمہارا ایمانی بھائی اب یہ ہے" حضرت جانی صاحب علیہ السلام نے فرمایا کہ "تمہیں مانتا ہوں اور تمہیں نہ مانا کرتا ہوں" (۱)

عہدِ شیعہ آپ بزرگ زیارتِ حرمین شریفین حرمِ عظمیٰ توایبِ دن چار میں حضرت سے ہاتھ سے لوتا چھتے کر مسجد میں ٹرغیں۔ ذرا ہی میں مدری تھی نہ ایک ماٹھ مسجد میں سے لوتا تھڑے ہونے لیا، ان حضرت حنفی صاحب کے ہاتھ میں پتھر آ کر ایک ہونیا دھڑلہ پڑی میں اتنا کھڑاب صاحب نے حضرت کے خدام سے فرمایا کہ "تمہارے حافی کے ہاتھ میں لوتا چھتے کر مسجد میں گر گیا تھا۔ میں نے ان کو لوٹ پکڑا" حضرت سے خدام نے سمجھا کہ یہ بائبل رہے ہیں۔ جب حضرت حنفی صاحب نے سے دور ہوا ہو کر واپس ہونے اور لوہاری میں تشریف لانے تو کس کو مجذوب کی یہ بات یاد آئی انہوں نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ نے فرمایا ہے بھٹک یہ واقعہ جہاز میں پیش آیا مگر اس وقت وہ ہاتھ میری شناخت میں نہیں آتا کہ کس کا ہے۔ (دور از ریشہ)

عہدِ فقہ القادر صاحب مجذوب کی حکایت

حکایت (۴۴۳) ایک دن فرمایا کہ جس نماز میں عم صلی کرنے کی غرض سے میرا بلی رہتا تھا دارِ بقیہ میں ایک مجذوب حافظ عبد اللہ صاحبِ رت اللہ علیہ تشریف رکھتے تھے۔ ایک دن وہ رات میں چار بجے اور میں چند قدم پیچھے پیچھے تھا، اٹھ کر میری طرف دیکھا اور فرمایا وہ ہے قدرت اللہ ہے میں نے عرض کیا کہ اللہ ہے۔ شیدائے اللہ ہے۔ اس نے بعد چند قدم لئے، دس پیچھے ہٹ کر کہا: ہوا ہوا ہوا۔ اور سینہ کی طرف ہاتھ اشارہ کر کے فرمایا "یہ میرے کون گل یہ میرے گولی تھی"۔ یہ چند الفاظ فرما کر ہڈک گئے۔ اس وقت سے میں سوچتا ہوں کہ یہ کون سا شروع ہوا وہ یہ خطرات کوئی تسمیہ ہوئے۔ سینہ ہی میں گولی تھی۔ نیز فرمایا ایک دن صوفی محمد کا صاحبِ بخاری شریف نے ہاتھ سے تھے کہ میں مجذوب حافظ صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے شریف مودبی صاحب نے، نجد میں سے چھین کر چل دیئے۔ وہ وی صاحب فوت ہوئے پیچھے پیچھے سو لے کر کس بخاری شریف ڈال دیں۔ وہ دیکر ایک بھڑکائی کی دوکان تھی اس کی بھٹسی پر بیٹھ گئے اور صلی اللہ علیہ وسلم کی لوراف کر دالی شروع کر دی اور وہاں سے گئے من من من

سک کر رہے۔ تھوڑی دیر تک دروازوں کو الٹ پٹت کرتے رہے۔ اب سب سے پہلے صاحب مولوی صاحب کو دینی۔ (مستقل) لے کر چلا شہر)

میر محبوب علی صاحب مرحوم کی حکایت

حکایت (۳۴۴) خان صاحب نے فرمایا کہ ندر میں بہت علماء مخالف تھے اور کہتے تھے کہ یہ جہاد نہیں ہے انکی میں میر محبوب علی صاحب بھی تھے اور آپ، خدا نصیحت کے ذریعے سے لوگوں کو ندر سے روکتے تھے۔ جب ندر فرما ہوا تو انگریزوں کی طرف سے ان کو تیارہ گاؤں مسلم انعام میں دیے گئے تھے اور ایک ہزار انگریزوں کی معافی کا پروانہ لے کر خود مولوی صاحب کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ گورنمنٹ نے آپ کی گزارش کے صلہ میں آپ کو تیارہ گاؤں عطا کیے ہیں اور یہ پروانہ معافی ہے۔ مولوی صاحب یہ سن کر نہایت براہم ہوئے اور پرہیزگار لے کر اسی انگریز کے سامنے چلا ڈالا اور فرمایا کہ میں نے کیا تمہارے لیے کیا تھا۔ میرے نزدیک مسئلہ یونہی تھا جس لئے میں لوگوں کو منع کرتا تھا۔

مولانا احمد حسن صاحب کانپوری مرحوم کی حکایت

حکایت (۳۴۵)

فرمایا کہ مولوی احمد حسن کانپوری جب حضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں پہنچے ہیں غشی محمد بن مرحوم کہتے تھے کہ میں نے ایک روز مولوی صاحب کو انصاف حضرت کی جوتی جو کہ مجلس کے باہر رکھی تھی سر پر رکھ کر زرا دار دروازے ہیں۔

(تقریباً اثریہ)

۔ کہ ان کے محل و مکان قسوی کہ غرض کہ انکی یہ مکانی ہوئی جس کا نام ۱۲۹۵ھ سے ۱۳۰۰ھ تک محل احمدی محل قسوی کہ انکی پرانی ضرورت کا بنایا گیا جیسا کہ ان میں محل ان کے نظارہ میں ہے یہ مکانی ۱۲۹۵ھ سے ۱۳۰۰ھ تک محل صاف فرمادے (اثر علی المستقل انان الیہ الیہ)

لی ہیں کہ انہاری وادی علیٰ ثوبیں دو درمیں تو ہم کوئی کھڑے تھیں۔ مہر یہ کہ اگر آپ سب کا معنیٰ ان کے اور عور نہیں چھوڑ رہے گئیں۔

ایک تشدد و اسطفا صاحب مرحوم کی حکایت

حکایت (۴۴۹) فرمایا کہ حضرت مولانا شنگوی رحمۃ اللہ علیہ ایک داعیہ دہلی کی نسبت فرماتے تھے کہ تشدد تھے۔ اس قدر تشدد سے صلاں نہیں ہوتی۔ حضرت مولانا شنگوی رحمۃ اللہ علیہ سب حج کو تشریف لے گئے تو حضرت نے ایک صہیب رکھیں، عورت قبول کر لی تو اس پر داعیہ مذکور کا اعتراض تھا کہ فاسقوں کی دعوت قبول کر لی۔ حالانکہ سب سے زیادہ حضرت مولانا کے معتقد تھے۔

حکایت (۴۵۰) فرمایا کہ ایک مرتبہ میں دو درمیا گیا تھا چونکہ بھیجے کے ذریعہ سفر کیا تھا اس وجہ سے گرد و فہار سے کپڑے بچے ہو گئے تھے اسی حالت میں حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر حاضر ہو اہل مولانا مسعود احمد صاحب بھی تھے۔ ان کے پاس دو درمیا عطا بھی موجود تھے ان کو میں نے بالکل نہیں پتہ چاہا تو انہوں نے مرلی بھلائی تھی نہی نہی گفت مشافقا البتہ پھر میں نے مولانا مسعود احمد صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ فلاں صاحب ہیں میں نے اردو میں بڑا سب دیا۔ اتفاق سے وہ حضرت مولانا احمد حسن صاحب امر دہلی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملے جو وہاں ذرا اچھے پہنتے تھے ان صاحب نے مولانا شروا نیاکہ ال کا (یعنی حضرت مرشدی مولانا خاں لوی مدظلہ العالی) کا لباس طالب علمانہ ہے اور وہ یعنی مولانا احمد حسن صاحب امر دہلی رحمۃ اللہ علیہ جان پہنتے تھے۔

حکایت (۴۵۱) فرمایا کہ ایک خوش امتیاز، مگر خستہ داعیہ دہلی نے حضرت مولانا محمود حسن صاحب دہلی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی اعتراض کیا تھا کہ یہ یہ حق کی عیادت لگے لگے جاتے ہیں کہ یہ تھا کہ حضرت مولانا دہلی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد شعیب صاحب کاندھلوی کی جو

نظامِ اہلِ حق کے قریب ایک مسجد میں رہتے تھے اعلیٰ وقت کیلئے تشریف لے گئے تھے دو کوئی بدعتی تھے البتہ بعض کھارین ان کے پاس آٹھتھے تھے من بجلاہ دنگی مولوی صاحب کی صحبت سے کچھ اصلاح آئی، کوئی تھی صرف اعتکاف کی وجہ سے ان کا اعتکاف صاحب نے ان کو بدعتی سمجھ دیا۔ ہمارے مولانا بدعتی بہت متحمل تھے اس وجہ سے بھی لوگ حضرت مولانا غلام احمد صاحب کو ترجیح دیتے تھے یہ سنت پر زیادہ عامل ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے اپنی اہواز چاہی تو آپ نے فرمایا جس اخوانِ عسکرہ باپ وہ آیا تو آپ نے اس سے کہہ دیا: شروع کیا اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے تو فرمایا تھا: جس اخوانِ عسکرہ تو آپ نے فرمایا وہ شخص ہے جس کی بدعتی کے سبب لوگ اس کو چھوڑ دیں۔ میں نے یہاں نہیں چاہا۔

مولوی تجمل حسین صاحب مرحوم بہاری کی حکایت

حکایت (۴۵۲) فرما کہ مولوی تجمل حسین صاحب بہار کے ایک شخص سے مشغولی اچھی پڑھتے تھے کانپور میں میری بھی ان سے ملاقات ہوئی ہے۔ حاجی صاحب دمسٹر بہ خلیہ سے ہوا تعلق رکھتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت حاجی صاحب کا قول ہوں مولانا فضل الرحمن صاحب خانہ مدظلہ کے سر پرست تھے۔ حج کے لیے مکہ معظمہ گئے۔ چونکہ حج کے وقت شافعی مصلیٰ پر زور الخلف ہوتا ہے اکثر لوگ حج کی نماز اسی مصلیٰ پر پڑھتے ہیں وقت بھی چھ اوقات بھی طویل۔ اس وقت ایک قسم کا کلف ہوتا ہے اور میں اس وقت شافعیہ قوت پڑھتے ہیں خلیہ چپ کھڑے رہتے ہیں اس وقت ان پر ایک حالت غامی ہوتی۔ شافعیہ قوت پڑھ رہے تھے انہوں نے چند ماہ کی مناجات پڑھا شروع کی

پاؤں با جرم مارا در گذار : مائیکہار می تو سمرز کار

نماز ذوق و شوق اور درد کے ساتھ اس کو پڑھتے رہے۔ نماز کے بعد لوگوں میں اس کا چرچا ہوا

مولوی محمد منیر صاحب، نوتوی مرحوم کی حکایت

حکایت (۳۵۴) دن صاحب نے فرمایا کہ مولوی محمد منیر صاحب، مدظلہ کے مشتم تھے ایک مدرسہ مدرسہ کے اعلیٰ سرپرست کے مدرسہ کی سالانہ کیفیت چھوڑنے کے لئے اہل آراء و افہام سے روپے پوری ہو گئے۔ مولوی صاحب نے اس چوری کی کسی کو اطلاع نہیں کی اور مکان آگراہی کوئی زمین وغیرہ بیانی اور اعلیٰ سرپرست کے لئے اور کیفیت چھوڑ کر رہ گئے پنجہ و نوب کے بعد اس کی اطلاع اہل مدرسہ کو ہوئی انہوں نے مولانا منگلوی کو ذمہ لکھا اور حکم شرعی دریافت کیا وہاں سے جواب آیا کہ مولوی صاحب اتنے تھے اور وہ یہ بات بعد کے ضائع ہوا ہے اعلیٰ ان پر غائب نہیں اہل مدرسہ نے مولوی محمد منیر صاحب سے درخواست کی کہ آپ روپیہ لے لیجئے۔ اور مولانا فتویٰ دیکھا دیا۔ مولوی صاحب نے فتویٰ دیکھ کر فرمایا کہ کیا مہاں رشید احمد نے فقہ میرے ہی لئے پڑھی تھی اور کیا یہ رسائل میرے ہی ہیں اور اپنی چھٹی پر تم تھوڑے کر تو دیکھیں اگر کہن کو یہ لائق پیش آتے تو کیا وہ بھی روپیہ لے لیتے جائے مجھ کو اس فتوے کو میں ہرگز روپیہ نہ لوں گا۔

ایک نوربان بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت

اللہ فی از احقر حضور الحسنیٰ و اللہ بہ

حکایت (۳۵۵) ایک دن ارشاد فرمایا ایک بزرگ تھے جلا ہے ایک روز مصر کی نماز میں ان کو روبرو تھی۔ دوسرے دن کوئیں پر و شوئے نے پانی پینے کے کتوں کے اندر لانا ڈال جو وہاں تو پانی کی جگہ چاندی سے بھرا ہوا تھا۔ اس بزرگ نے پینک یا نہ دھاب بڑی میں عرض کیا کہ مذاق نہ کرو مجھے تو نماز میں دیر ہوتی ہے و بجاہ کوئیں میں ۱۱۱ تو سونے سے بھرا ہوا تھا۔ پھر اس کو زمین پر دے پکا اور عرض کیا کہ مذاق نہ کرو مجھے تو نماز میں ۱۱۱ خیر ہوتی جاتی ہے اس وقت السلام ہو کہ انہیں انہیں تھی کی طرف ملی۔

ہیں نے یہ معاملہ اسلئے کیا کہ لوگ محمد کو تشبیہ نہ جانیں۔

جناب مولانا مولوی میاں اصغر حسین صاحب محدث و مدرس

مد رس دارالعلوم دیوبند کی نکایات

حکایت (۳۵۶) فرمایا کہ جس وقت دیوبند کے مدرسہ میں شورش ہوئی ہے تو اس زمانہ میں مولوی اصغر حسین صاحب نے ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ موزر میں مولد آور ہے جسے اور انہوں نے میرے پاس آکر موزر فہم لیا۔ اور وہ بزرگ مشایخ حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رانیوری دامتہ اللہ علیہ کے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ ان سے (یعنی مولانا حبیب الرحمن سے) مستم دارالعلوم دیوبند سے اکلید ناکہ لکھرائیں نہیں سب خیریت رہے گی۔

(از اشرف التبیہ)

حضرت میاں صاحب

مولانا سید اصغر حسین دیوبند کی زندگی کے کچھ نقوش

اضافہ از مولانا محمد زکی کیفی مرحوم ابن مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ

مکتبہ وہ کل رفوں سے اسی کدھر گئے؟ کیا ہو تیا قلاب کا تختہ کھل ہوا؟

تقریباً تیس بیس سال پہلے کی بات ہے۔ گرمیوں کی ایک موج کو لاکھنؤ کی مسرت نیند سے بیدار ہوا تو کھڑے مغلوبہ درگاہوں پانیا معلوم ہوا کہ شاہ صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ سنتے ہی والی جھٹھ کیا۔ اس وجہ سے شمس کہ مجھے شاہ صاحب سے عقیدت تھی بلکہ صرف اس قصہ سے کہ ہمیں جو مفید ہوا وہ ان سے ہوا ہے۔ ان کی تھی وہ وہ ہو جائے گی۔

یہ قہر میں معلوم ہوا کہ اس وقت شاہ صاحب (مد) انانور شاہ کشمیری کا انتقال ہوا تھا۔
جناب صاحب مد: کا اکلید حسین نہ تھیں۔

حکایت (۷۵۳) میری عمر پندرہ سال کی ہوئی۔ ایک روز میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر امیر پیدائہ صبح کے وقت اپنے ہونٹوں سے کہ میں اس سناں بدایت پر پہنچا۔ میاں صاحب کی زیادت سے دوستی سرحدی حاکم کی۔ میاں صاحب تو سراپا شفقت اور بیکر محبوبیت تھے مختلف نصیحتیں فرماتے رہے میں نے عرض کیا کہ حضرت میں عربی کی ابتدائی التیاب پڑھ رہا ہوں دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہم حاضروں کے۔ میاں صاحب معمول کے مطابق چھوڑ کر تسبیح و استغفار میں مشغول رہے پھر فرماتے تھے میاں علم انسان میں تکبر پیدا کر دیتا ہے اور انسان خود کو عالم لوگوں سے بلند و بالا سمجھنے لگتا ہے اگر علم کے ساتھ تقویٰ اور نیشیت نہ ہو تو اصل اس سے بہرہ حاصل نہیں ہے اس علم کیلئے ان جملوں میں جو درجہ ہر ہے اس کی اہمیت و قیمت کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نور ہدایت عطا فرمایا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس علم کے لئے علمی برتری کا احساس ہی ایسا درگاہ ہے جو ان کی اس فضیلت کو معصیت میں تبدیل کر دیتا ہے۔ خدمتِ خلق اور افادہ عوام کیلئے مدد سکندری من جاتا ہے۔ حضرت میاں صاحب کو حق تعالیٰ نے مزین خالق، مایا خدہ ہر وقت آنے والوں کا جوہر دیتا تھا۔ اوپر طبی مذاق خلوت پسندی کا تھا ان کے ساتھ علمی خدمات تھیں جن کی وجہ سے اکثر روزانہ مدد کر کے نکلتے تھے۔ عصر کے بعد ہم مجلسِ بوقتِ تھی دوسرے اوقات میں دروازہ بند رہتا تھا۔ اس وقت کوئی حاضر ہو گا تو دروازہ پر دستک ہے کہ اجازت لینے کا معمول تھا۔ یہ بھی متصور ہو تو بوجہ نہیں کہ شریعت کا یہ حکم کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ سنت کسی کے مکان پر چاؤ تو بلا اجازت داخل نہ ہو عالم لوگوں میں شراک ہو رہی ہے۔ اس سنت کا ادیاء کر، پیش نظر تھا لیکن مجھ پر چونکہ بعد شفقت تھی اور میرے فوکیں کی وجہ سے صرف آخر بھی فرماتے تھے میں بغیر اطلاع ہی اندر چلا جاتا تھا۔ ایک روز حاضر ہو گا تو دروازے پر چند لڑکیاں جاست ہو گئیں کہ اجازت ملنے کا منتظر رہا۔ فوراً ہی دل میں غرور و غرور کا ایک جذبہ پیدا ہو کہ میں میاں صاحب نے اس قانون سے مستثنیٰ کر رکھا ہے۔ اسی شکر سے اکلاد کے لئے باہر چلا گیا۔ بیچ میاں صاحب صبح و شام کے

ایک گوشہ میں چار پائی پر تشریف فرما تھے چار سرسرم مرض کیا۔ میاں صاحب کی فطرت حقیقت شناس نے خود اسی دل کا چور پڑ لیا۔ نصے سے انداز میں ہلکی سی تہنائی فرماتے ہوئے لڑنا ہوا کہ ارے مولوی کے لڑکے! قبوے بے تیز ہو کہ بغیر اجازت حاصل کئے مکان میں نفس آئے چو نکلو یہاں سے اور دروازہ پر جا کر بند آواز سے کوڑکی آیا ہے ”اور حاضری کی اجازت چاہتا ہے“ ہوں نا خواست پسپا ہو کر قبیل ارشاد کی حقنی دور تھوڑے سے وقفہ احقان کے بعد حاضری کی اجازت مل گئی۔ اس وقت نصیحت پر ہی کٹھنکر یا چاٹا تو یہ نثر کمن ہو تا۔ اس معمولی سے عباد سے نے وہ کام کیا کہ شاید عرصہ دراز کی محنت سے بھی وہ مصطب حاصل نہ ہو گا۔ فخر و غرور نفس تنہا واد کے اعراض آیت صیغہ نفس کی ہلکی تیر سے اٹھنا غائب ہو گئے۔

۱۱ دن اور آج کا دن نہ بھی بھراس پر فردرود تکبیر ہو اور نہ ایسی بے احتیاطی۔ اور اسی کا ثمر ہے کہ اب محنت نبوی کے مطابق اپنے گھر میں بھی آواز دے کر جانے کی توفیق ہو جاتی ہے۔

کھان میں اور کھان ۱۱ نکست مکی . نسیم صبح بھری سر پہلی
شام کو بعد نماز عصر خانہ مجلس ہو کر آتی تھی جس میں ہر شخص کو حاضری کی اجازت تھی
عموماً ذرا اعطوم دیوبند میں زیر تعلیم طلبہ اور میاں صاحب کے عقیدہ مند اہل شراعتی تھے
قدوم میں جمع ہو جاتے کہ میاں صاحب کے مکان کا حاسب و احسن بھر جایا کرتا تھا۔

حکایت (۲۵۸) ایک روز میں بھی حاضر ہوا۔ مجمع زیادہ تھا میں بھی ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ گیا اور خطوط سنتو رہا غریب کی ازفت پر ملوسو معارف کی مجلس و خواست ہوئی۔ میں بھی اٹھ کر چار قریب پہنچنے پر سلام عرض کیا۔ ویرنہ پر پچان لیا اور روک کر اشارہ فرمایا کہ جب کسی مجلس میں پہنچو تو صاحب خانہ کے علم میں تساری موجودگی کوئی چاہیے خاموشی سے بغیر اضافہ دیے بیٹھ جانا درست نہیں۔ بعض اوقات اس سے بہت غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ ممکن ہے میں کوئی بات تم سے مخفی رکھنا چاہتا ہوں اور تساری موجودگی کا علم نہ ہونے کی بنا پر وہ بات کہہ دوں تو؟

یہ توارش فرمایا اور ایک سیر ان کا یہ بھی تھا کہ حضرت میاں صاحب کی ملاوت تھی۔ کتنی ہی بڑا

جمع ہو جائے ہر ایک سے کچھ خصوصی خطاب فرما کر اس کی رنجوشی کیا کرتے تھے یہ پسند نہ تھا کہ کوئی شخص مجلس میں آئے اور چلا جائے نہ حضرت کو اس کا عہد ہوا اور نہ وہ حضرت کے خصوصی خطاب سے مستفیہ ہو سکے۔

حکایت (۳۵۹) تقسیم کے زمانے میں طلباء کا کئی سیاست میں الجھتا میاں صاحب کو ناپسند تھا۔ دورانِ سلسلہ میں پیش طلباء کو اپنے مخصوص مشفقانہ انداز میں نصیحت فرماتے رہتے تھے۔ خصوصاً کاغذ کی سیاست کو مسلمانوں کے لئے مضربِ وجہ تھے اور اسی وجہ سے قائدِ مہی نوبلی سے سخت نفرت تھی۔ بعض طالب علم وہ پسند کرتے تو فرمایا کرتے تھے کہ اس شیطانِ کیپ کا داخلہ میرے اس جھوپڑے میں صورت ہے اور کہیں تو میرا اختیار نہیں مگر یہاں کا صاحب اختیار ہوں اگر یہ نوبلی پسند ہے تو میرے یا نہ آئیں۔

حکایت (۳۶۰) ایک روز صاحبِ مہ غصہ (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب) لارنگارہ دولت پر حاضر ہوئے فرمانے لگے آج جو سو کے ڈاؤنڈ صاحب نے عرض کیا آم اور بھر حضرت کے عہد فرمودہ، نور علی نور! ضرور عطا ہوں میں صاحب! افسے ایک نوکری میں آم لا کر رکھے اور ایک خالی نوکری تھیلی چٹکوں کیلئے ماسے لارنگارہ کی ہم آم پکوس کر فارغ ہوئے تو وہ صاحب تھیلی اور چٹکوں سے بھری نوکری اٹھا کر پھینکنے کے لئے چلے پھوینچے پھینکے کہاں دیکر پٹے ٹوٹی کیا باہر پھینکے کیلئے جلد پایوں۔ ارشد ہوا کہ پھینکتے آتے ہیں یا نہیں! مولد صاحب نے ۲ غلے کیا، حضرت یہ چٹکے پھینکا کون سا خصوصی حق ہے۔ بس کو سیکھنا ضروری ہے؟ فرمایا ہاں! تم اب نہیں آتے، اقف نہیں ہو، لاؤ مجھے دو۔ نوکری دھاکر پہلے تھیلی تھیلیوں سے غلہ دے گئے اس کے بعد وہ برٹش ایف لارنگارہ کے کنارے تھوڑے تھوڑے فاصلے سے متعین جگہوں پر چٹکے لٹکائے اور ایک خاص جگہ تھیلیاں ڈال دیں۔ واللہ صاحب کے استغفار پر لارنگارہ ہوا کہ ہمارے نوکان کے قرب و جوار میں تمام غریب مساکین رہتے ہیں۔ زیادہ تر وہی لوگ ہیں جن کو مان چریں بھی مشکل میں آتے ہیں اور وہ بھلوں کے بجائے پھل دیکھیں گے تو ان کو اپنی غریبی کا شدت سے

احساس ہو گا اور پہلا ٹپکائی ہو گی۔ یہ سب بات بتاتی ہو اس لیے تو وہی کباباٹ میں سوکے تھانے لیتے
مذہبی کر کے ڈال دیا اور وہ بھی ایسے مقامات پر جہاں جانوروں کے گھگھے مضر رہتے ہیں یہ پھلے ان
کے کام آجاتے ہیں اور ٹھنڈیاں ایسی جگہ رکھی جہاں بچے سمجھتے کودتے ہیں پھر ان کو بھون کر کھا
لیتے ہیں۔ یہ پھلے اور ٹھنڈیاں بھی بہر حال ایک نعمت ہے ان کو بھی ضائع نہ کرنا سب نہیں۔ یہاں
یہ بات بھی پیش نظر رہنے کی ہے کہ میں صاحب خود تو شاید کبھی کوئی آم پھل لیتے ہوں مگر
مصلانوں ہی کے لئے ہوتے تھے وہ پھل کے غریب بچوں کو بلا کر کھلانے میں استعمال ہوتے تھے
اس کے باوجود پھلے ٹھنڈیوں کا بیوا بھر کر دینے سے گریز فرماتے تھے کہ غریبوں کی حسرت کا سبب
نہ بن جائیں۔ بعض فقہانے بازار کے کھانے سے اسی لیے پرہیز فرمایا ہے کہ ان پر غریبوں کی
نظر پڑتی ہیں اور ناداری کے سبب وہ ان کی مسرت کا سبب بنتی ہے۔ دیکھئے ان اللہ و انہوں کی
نظر نہ لیا کے کاموں میں کیسی دقیق ہوتی ہے اور ہر چیز کا حق کس کس طرف لگا کرتے ہیں۔

حکایت (۳۶۱) میں صاحب کے لئے جو کھانا گھر سے آتا تھا خود تو بیکم نہ دیکھتا تھا بلکہ ہاتھی کھانا
محلے کے بچوں کو بلا کر کھلاتے تھے۔ جو بلی بچ جانے اس کو بلی کے لئے دیوار پر دکھ دیتے تھے اور جو
ککڑے بھا جاتے ان کو چھوٹا چھوٹا کر کے چڑیوں کے لئے۔ اور دستر خوان کے ریزوں کو بھی ایسی
جگہ بھارتے تھے جہاں بیویوں کا بل ہے۔ حق تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر پہچاننا ان کو ٹھکانے لگانا
انہی صاحب بھرتے ہر گھوک کا حصہ تھا۔ آج تو ہر گھر میں چاہے کھانا سڑتا ہے اور نالیوں میں جاتا
ہے جس کا اگر اہتمام کیا جاتا تو بیکم سے غریبوں کا بیکم گھر تا۔

حکایت (۳۶۲) اعزہ اقربا احباب، اہل محلہ کے حقوق و جذبات کی جس قدر رعایت کرتے
ہوئے اس مرد باخدا کو دیکھنا اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ یہاں صاحب کا اکثر مکان نکلتا تھا جس پر ہر
سال کچھ منگلی ہو، ضروری قسمی رات کی جاتی تو مکان مہدم ہونے کا خطرہ تھا۔ ہر سال ہر سات
سے پہلے اس پر کہ ٹھکر کر کے کچھ مصلوب تھا اور اس وقت گھر کا سارا سامان باہر نکالا جاتا تھا۔ ایسے

نبی ایک موقع پر والدہ صاحبہ نے اس نئی نیامہ حضرت جہ سال آپ کو یہ تعریف بتائی ہے اور جہ سال کا خرق بھی جو اس پر ہوتا ہے وہ روز ا جائے تو پانچ سات سال میں اتنا ہو جائے گا کہ اس سے پختہ نہیں کا۔ کائنات ہوئے۔

اخلاق کریمہ سے کسی کی بات کائنات کا وہاں دستور ہی تھا۔ بڑی دلدار نبی اور حوصلہ افزائی کے ساتھ فرمایا ماشاء اللہ آپ نے کسی عقل کی بات کسی میرا انداز بھی کی ہے کہ پانچ سات سال میں جتنا خرق اٹکے ہو جاتا ہے اتنے خرق میں پختہ مکان بنا کر اس غم سے تہات ہو سکتی ہے۔ ہمہ دم ہو گئے اتنی عقل نہ آئی کہ ایک دفعہ ایسا کر لیتے۔ یہ کہہ کر وہ ماش ہو گئے۔ اس کی جو اصل حقیقت تھی اس کا انداز اس طرح فرمایا کہ میرے پڑوس میں جتنے مکان ہیں سب خربوں کے ہیں اور کچے ہیں ایسی حالت میں میں صاحب کو کیا اچھا لگا کہ اپنا پختہ مکان بنا کر بیٹھ جاتا۔ پڑوسیوں کو حسرت ہوئی۔ اس وقت یہ راز کھلا کر یہ حضرات کس مقام بلند پر ہیں ان کے اعلیٰ و احوال کا اندازہ لگاتا و شواہ ہے کہ ان میں کیسے کیسے اسرار پوشیدہ ہیں۔ پڑوسیوں اور غریبوں کی رعایت اور ان کی خدمت جو حضرت میاں صاحب کی فطرت پسندی ہوئی تھی اور سروں کا اس کی طرف دھیان جاتا بھی آسان نہ تھا۔

درغما بہ حال پختہ ایچہ غلام اس سخن کو تادہ ہایدہ السلام
میں نے دیکھا کہ اس کے بعد بھی بیٹھ سالانہ یہ تکلیف برداشت کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں کے پڑوسیوں نے اپنے مکانات پختہ بنائے تب حضرت میاں صاحب نے بھی اپنے مکان کو پختہ کیا۔ یہ حضرات ہیں جن کو سلف کا نمونہ کہا جاسکتا ہے۔ حضرت فاروق اعظم کے عہد خلافت میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں تھی ٹہراں ہو گیا تو امیر المؤمنین فاروق اعظم نے بھی کہا ترک کر دیا اور فرمایا اس وقت تھی کہاں کا جب دینے کے عوام تھی کھاتے تھیں۔ یہ واقعہ تاریخ میں پڑھا اور ساتھ گمرائیدہ ہمدردی اور اخوت کے اس مقام بلند کی جیتی جاگتی تصویر حضرت میاں صاحب ہی کی زندگی میں نظر آتی۔ ایک مشہور عالم دین علامہ سے بعض سیاحی مسائل میں

مذمت میں صاحب کو شدید اختلاف تھا جس کا انکار ہمیشہ فرماتے رہے۔ لیکن اس سے باوجود وہ کسی شے میں جو کسی سے بھی کوئی نامناسب ٹھہر چکی ہو، اس سے تنبیہ فرماتے۔ اختلاف بھی اختلاف ہی رہتا تھا، حجت پر تھا، اختلاف کی حدود سے سب سے تجاوزات کی خدمت سے ہی نہ تھی۔ انہی مختلف اخیال پر مرگ نے ایک دفعہ امساک بارش کی خدمت سے دیکھ کر نماز استسقاء پڑھنے کا اعلان کیا۔ میں صاحب کو غالباً کشف کے ذریعہ معلوم ہو چکا تھا کہ ان ایام میں بارش نہیں ہوگی۔ لیکن اس کے باوجود والد صاحب سے فرمایا کہ میں بارش تو ہوتی نہیں، البتہ نماز کا ثواب حاصل کرنے کیلئے چنانچہ والد صاحب نے من کی معیت میں نماز استسقاء ادا کی بارش کو نہ ہونا تھا نہ ہوئی۔ من بزدل گئے دوسرے روز کے لئے بھی نماز کا اعلان فرمایا تو اس دن بھی وہی پہلے دن والی بات فرما کر نماز نہ کرنے پہنچ گئے اور پھر بارش ہوئے وہیں آگئے۔ تیسرے روز کے لئے پھر نماز کا اعلان ہوا تو تیسرے دن بھی میں صاحب نماز کے لئے میدان میں پہنچ گئے اور خود لنگر درگاہ سے نکلا کہ اگر آپ اجازت دیں تو آج نماز میں پڑھاؤں۔ ہر شخص حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ میں صاحب تو کبھی پنج وقتہ نماز لوگوں کے اسرار پر بھی نہیں پڑھاتے آج انہوں نے خود نماز پڑھانے کی پیشکش کیسے کی۔ ہر ایک نماز استسقاء میں صاحب کی امانت میں شروع ہوئی۔ میں صاحب کے حقیقہ خندوں کے دل میں بار بار یہ خیال پیدا ہو رہا تھا کہ آج بارش ضرور ہوتی، شاید میں صاحب نے کشف کے ذریعہ معلوم کر کے یہ تبدیلی کی ہوگی۔ لیکن آج بھی دھوپ اسی شدت کے ساتھ چمکتی رہی اور ہواؤں کا درود بھی نام و نشان نہ تھا۔ مجبوراً راجع شکستہ دل اور مغموم ہواؤں پر والد صاحب نے اس خلاف عادت عمل پر استفسار کیا۔ آپ تو کبھی نماز پڑھانے میں بھی امانت نہیں فرماتے آج یہ کیا ماجرا تھا؟ تو فرمایا میرا قصہ وہ ہے جو اب کچھ نہ تھا کہ جو عالم دین دو روز سے نماز پڑھا رہے ہیں لوگوں کو حق پر ہی بد ٹھانی ہو میں بھی اس میں شریک ہو جاؤں کیونکہ مجھے اندازہ تھا کہ بارش اس وقت ہو جائے گی نہیں کسی نامیہ مقدمہ سے جتنی کچھ کیا قصور ہے اب اُردھ مائی ہوئی ہے تو تمنا ایک عالم ہی نہ ہو۔

فریق نہ چکے اب ہم آخر یہ لڑائی خالی ہوئے تو ہے اس نے ایک فنیہ منہ دیکھ کر غور سے دیکھا
چاہیے۔

میاں صاحب کی زندگی کا ہر گوشہ ہر حرکت و سنو ہر بات ہر ادا صحیح اسان زندگی کا ایک
مقیم درس تھا۔ کاش ہم اس سے سبق حاصل کرتے۔ اس وقت جو واقعات دیکھے ہوئے یا
سنے ہوئے حلقہ میں محفوظ تھے بغیر کسی ترتیب کے حوالہ قیاس نہ کرے جس قدر بچہ واقعات یاد
آئے تو کسی دوسری صحبت میں پیش کر دیے جائیں گے۔

موقوف ہو گئے میر کہ شب ہو چکی ہم م ... اس لڑائی روزہ افسانہ کس کے

چند جملوں کا ایک خط

حضرت میاں صاحب پر یہ مضمون حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم
نے مل خط فرمایا تو مندرجہ ذیل چند سطریں بطور تحریر فرمائیں۔

بر خوردار عزیز مولوی محمد زکی سلمہ نے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ
حالات و مقالات مجھ سے سنے ہوئے لکھ لئے۔ اس سے تو خوشی ہوئی کہ انہوں نے ان کلمات
کی قدر پہچانی اور یاد رکھا۔

لیکن اس پر گناہ نردنگار مستحق کے علمی و عملی کمالات اور محض طرز زندگی کی کوئی محفل
بھی ان چند کلمات کے ذریعہ نہیں دیکھی جاسکتی۔ بر خوردار نے یہ چند سطور لکھ کر ماضی کی ایک
ایک مہولی ہوئی مجلس کا قادی آنکھوں کے سامنے کر کے پہنچی دیا۔ حضرت میاں صاحب کا نورانی
چہرہ گویا سامنے آگیا آپ کے کلمات و ان کا نون میں مہینے کی طرح تھیں جیسی سے واقعات یاد آنے
لگے عمر ان کو شہا تحریر میں لانے کی طاقت فرصت سماں سے اداں۔ صرف ایک خط کے قلم
اس وقت بے ساختہ قلب و زبان پر آگئے جو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کلفت لار معنی
نئے تحریر کا ایک نمونہ ہے۔ اس جگہ لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

رسائل خلافت کی تمسیدات سابقہ

تمسید شریف الدریات یعنی حراشی امیر الروایات فی حبیب تنکلیات
بعد الحمد وعلوہ یہ اقرئہ است شیعین، نہیں گذرے ہر زمانہ سلسلہ میں تنکلیات عرض
رسالت کی پٹی سب دہانت کو قطع سے کہ بناب امیر شافعیان صاحب متوطن ہو، یہ مقیم سینہ جو
شعلی میں گنہگار مومن و غلامانہ تعلی نے اس مومنوں نے متعلق چند شکوکوں کو مانتا رہا کہ۔

(۱) اپنے عہد کے متعدد اکابر کی خدمت و محبت (۲) ان سب حضرات کی کھڑ میں قبولیت
و محبوبیت (۳) ان حضرات کے اقوال و افعال سے اختلاف کا اہتمام (۴) ان کو نہ کی تشبیہ کا شوق
وراثت (۵) قوت نہ افق و احتیاط فی روایت و تواتر اس سند۔ چنانچہ من مومن و غلامانہ کوئی جملہ
ان تمام باتوں سے کھنڈی ہوتا ہو گا۔ اقرئہ ان روایات کا تالیف ہوا، کچھ کہہ رہا کہ پھر اقتضایہ ہو کہ
یہ حق ہو جو وہ تو ملیں دیں تو ہوتا رہا اپنے عہد، البتہ کہ شخص صاحبیت نقل ہو کر اس کی کوئی
سورت نہ شخصی تھی لکن اس سے میرے نہ اس و مخلص دوست مومنوں میں سبب اس صاحب
کبر الہی کو بد۔ سر سینہ جو کہ بدوی کے نزدیک سے صاحب مومن کے ساتھ کجانی کا موقع
ماں اس موقع کو اقرئہ تمسید بھی کہ مومنوں میں صاحب مومنوں سے اس کے جمع کرنے کی
درخواست کی اور خدا تعالیٰ ان کو آئے خبر دے کہ انہوں نے ان کو مضبور کیا ہو کہ یہ وہ وقت
نہ فی حق سے کہ یہ ہذا خبر و مع نہیں ہو گا۔ مگر یہ بھی سو دھڑلے رہی۔

آپ انہوں نے ان کے انکشاف کثیفہ ہم زلفہ تنکلیات تنکلیات

اس کو مخلص بھی نہیں، پھر خان صاحب مومن کی موت ہو گیا۔ ان سے ان سے ان سے ان سے
قائل ہو جائے کہ ان سے نہ کو ختم بھی کرے ہی پامال اگر اس کی شریعت کی کوئی سورت نہ جائے
تو اس کے ضروری نہ دے کہ مقامات پر کچھ حراشی کچھ دینے ہوا ہیں۔ چنانچہ جملہ تنکلیات اب ان کا
وقت بھی کیا۔ ہر سال اس حراشی حاضر ہے، میں نے یہ زمانہ ہر ماہیت انہوں کی اور ان کی

میں امیر ادبیات فی حبیب اللغات اور خوشی نما ہمارے ساتھ اپنے ہمارے ہوتے ہیں۔ انہوں نے انہوں کے دنوں کے شریف اللغات ایات رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قانع فرمے۔ والسلام

مکتبہ اشرف علی عثمانی دہلی ۱۳۳۳ھ

تمتید رسالہ امیر ادبیات فی حبیب اللغات بصورت خط

از مولوی حبیب احمد صاحب منوافظ رسالہ بنام اشرف علی

محمد واصلہ ولدین فاضل انار فی حبیب اللغات جناب خان صاحب سے معلوم ہوا کہ جناب سرائی کا خیال تھا کہ جناب خان صاحب کو جو اپنے بزرگوں کے واقعات و ملحوظات وغیرہ یاد ہیں وہ انہیں جمع ہو جائیں تو اچھا ہے۔ ہمارے فقرے اردو میں ہے کہ جو جو جناب قبلہ خان صاحب سے سنوں ان کو منظر قلم پر قلم بند کر کے خدمت ساری میں ارسال کر رہا ہوں۔ مجتمع ہو جائے کہ بعد پھر ترتیب مناسب سے ان کو مرتب کیا جائے۔ واللہ التوفیق۔

حاشیہ: مکتبہ اشرف اللغات (نوٹ) اس وقت کے لئے یہ صورت اختیار کی گئی کہ بعد اس کے کہ ترتیب میں کوئی نقص نہ کیا جاوے۔ ہر حکایت کے بعد اس کے نمبر کا حوالہ دے کر حاشیہ متن ہی میں لکھا جاوے گا اور اس کے شروع میں غلط حاشیہ (جس سے مراد ایک حاشیہ شریف اللغات ہو گا) ان کے ختم پر غلط "انت" "تور" "تور" حاشیہ کے نام کا لکھا جاوے گا۔

(اللہ التوفیق)



روایات الطیب ۱ مع سقیات الصیب اصیب ۲ اکلم الطیب

مع حکم ۲ الصیب

تسمیہ حاشیہ

بعد الحمد للہ، الصلاح، سلامہ اللہ علیہ فی اہلہ میں اپنے نکاح قریبہ کے مناسبت نہ کور
ہیں مناسبت کے زمانہ میں اس کے متعلق میری ایک مجلس میں کچھ ضروری مشورہ اور بات چیت
میں مولوی محمد صیب صاحب مستمدرہ دارالعلوم دیوبند اور مولوی محمد خلیفہ صاحب کاجرگانہ
بھی موجود تھے سلسلہ گفتگو میں حاشیہ طیب صاحب مولیٰ الذکر کے کلام سے معلوم ہوا کہ ایسے واقعات
کچھ ان کے پاس بھی جانتے ہیں۔ انہی پر میں نے اور مولوی صاحب آخر الذکر نے تھوڑا سا ذکر و بیکر شر کا
مجلس نے مولانا کے بھیجے دینے کی درخواست کی۔ چنانچہ اور درخواست منظور ہوئی اور دونوں
کے ساتھ مقرر ہوئے۔ چونکہ وہ مجموعہ اپنے طرز میں امیر الرایات کے مشابہ تھا جیسا کہ اسی
کے طرز پر میں کا ضروری تھی بھی لہذا ہی کے طرز پر متن اور حاشیہ کا تسمیہ بھی ہو اور دیکھی جی
ترتیب ہو اور حاشیہ کا ویسا ہی رحر ہو۔ چنانچہ متن کا نام ”روایات الطیب“ تجویز ہوا۔ (اور یہ دیکھی
عنون ہے) ہر ماہ میں لوج پر فارسی ترکیب میں لکھا تھا۔ مصنف الیہ پر لفظ ”ام“ داخل کر کے
عربی ترکیب بدلی گئی اور حاشیہ کا نام ”تعلیقات الصیب“ تجویز ہوا۔ اول روایات مع عدد لکھی جلائے
پھر لفظ حاشیہ بوجہ اس روایت کا حاشیہ مع عدد روایت متن ہی میں اور اس کے ختم پر غلط سے چنے
نے لئے اس کا مفر لفظ ”سب“ لکھا جلائے گا۔ فقہا

اشرف علی۔ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۲۵ ہجری

۱ اصیب متن روایت کا مسودہ اس پر یہ عنوان لکھا تھا: ”سب“ ان کی تسمیہ آقا براکھم طیب تھا تھا۔ میں نے دونوں
روایت کو جمع کر کے ”سب“ لکھی۔ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۲۵ ہجری

تمہید مقنن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

احقر العباد ملک خدائی محمد حبیب دیوبند کی عرض رہا ہے کہ تقریباً ۱۳۵۷ھ میں جناب حاجی امیر شاہ خان صاحب نور پوری نے (جو احقر کے جدِ امجد حضرت قاسم الطوس، اقدیات مولانا محمد قاسم قدس سرہ کے خاص دوست میں تھے) احقر سے فرمایا کہ مجھے فضلاء خاندان ولی اللہی نے بہت سے واقعات ایسے محفوظ ہیں کہ غالباً دوسروں سے نہ مل سکیں گے۔ میں پوچھا ہوں کہ تو ان کو قلمبند کرے ورنہ یہ ذخیرہ وصال میرے ساتھ قبر میں چلا جائے گا۔ احقر نے لبیک کہہ کر ان سے ارشاد کی تعمیل کی۔ مگر نیم ہی واقعات تحریر میں جمع کئے گئے تھے کہ چوتھ خان صاحب کو دیوبند سے واپس ہو کر آیا تھا اور یہ خاندان کا آخری سفر تھا جسے بائینداد واقعات دہائے مگر جیسے بھی واقعات انہوں نے بیان فرمائے ان سے ایک خاص اوقاف اس نوع کے حالات کے ساتھ علاوہ خاندانی مناسبت کے پیدا ہوا تھا۔ اور جب کبھی حضرات کاہنہ دار العلوم دیوبند مثل حضرت شیخ احمد رشتہ اللہ علیہ و حضرت والدہ جد مولانا محمد احمد صاحب رشتہ اللہ علیہ و حضرت عم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب رشتہ اللہ علیہ کی مجالس میں ان عقیدہ سمن ولی اللہی کا ذکر پھیلتا تھا تو میں اسی مذکورہ ذائقے کے ساتھ اس کو قلمبند کر لیتا تھا۔ اور اس طرح تقریباً سو حکایتوں کا ایک ذخیرہ جمع ہو گیا جس سے ان ائمہ کی مختلف شوکتِ حیات پر روشنی پڑتی ہے۔ یہ ذخیرہ رکھا ہوا تھا اور کبھی کبھی ابھر دیکھتا جاتا ہے کہ میں ذخیرہ کی شائع کر کے اس کا افلاک عام کر جائے کہ اس قریبی مدت میں اسی موقع پر امیر الروایات فی حبیب ادکایات شائع ہوئی اور اس میں خاندان صاحب مرحوم کی وہ روایات فرمودہ واقعات جو احقر نے لکھے تھے بالکل مطابق مولانا حبیب احمد صاحب کیرالوی دہم مجد و تکریم آگئے تھے اسلئے اشاعت کا خیال مست پڑ گیا۔ لیکن اس سے وہ اسی موضوع

پر۔ نہ اشرف المصنف شائع ہوا جس میں حضرت قہر سیدی و سند کی تسمیہ اسٹا، بابا علی بن محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی روایت سے ان کے چوتھوں حکایت و عقائد شائع ہوئے۔ ان کو کئی کرداروں میں داعیہ پیدا ہو کر جو کچھ غیر مصلوب ذخیرہ میرے پاس ہے ان کو ان سلسلہ میں شائع کر دینا مناسب ہے تاکہ ان کا جو رو جو جائے۔ انقرضے یہ خیال حضرت ممدون مدظلہ کے سامنے عرض کیا جس کو حضرت نے بہت خوشی سے قبول فرمایا۔ خدا ائندہ جس ذیل کا مجموعہ جو ۲۹ حکایات پر مشتمل ہے وہی مجموعہ ہے جو میرا روایات اور اشرف المصنف کے مجموعہ ہے جس کا کچھ حصہ احقر کو خان صاحب مرحوم سے پہنچے اور کچھ والد ماجد حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمت نے علیہ سے اور کچھ سلم حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب سے اور کچھ حضرت مرشدی دہلوی حضرت شیخ المند مولانا محمود الحسن صاحب رحمت مدد سے میرے ہاں اکابر کے شروع ہر مروجی حد کا اسم گرامی و درج کر دیا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی ملغوظ یا اقتضایہ یاد آئے تو امید ہے کہ اسی سلسلہ کے کسی جزو میں پھر پیش کر سکوں۔ حق تعالیٰ میں ذخیرہ کو میرے لیے اور قہار و مہربان کے لیے دینا اور آخرت میں نفع فرمائے اور اسے قبول فرمائے آمین۔

محمد طیب خفاری (از دارالعلوم دیوبند)

۲۵۔ بیع الثانی ۱۲۵۰ھ چتر شنبہ

صحیح و تزئین

حبیب الرحمن خفاری

تسمیہ ملفوظات یعنی "اول جدیدہ ملفوظات عقبہ"

اشرف التہذیب فی مقامات بعض ورنہ الشیخ والشیخ

جدیدہ واصلہ کی۔ ہذاں وجہ تالیف میں عرض ہے کہ رسالہ اخیر الروایات کے زمانہ اشاعت میں (جو اپنے اکلہ قریب کے مقامات، مقامات میں بدولت کی جاتی ہے) بعض احباب نے تحریک کی کہ ان مقامات کی اس تسمیہ کی روایات بھی جویا، آج وہی اثر مضبوط ہو چکا ہے تو وہ بقیہ قریب۔ مگر اس وقت تک اس تحریک پر عمل نہ ہو سکا۔ جس کا سبب یہ تھا کہ مجھ کو تقریر کا وقت نہ ملتا تھا اور تقریر کو قیام کرنے والا میسر نہ ہوا۔ مگر خیال اس کا کہ اگر ہر ہفتے میرے رسالہ تھیں وارالعلوم کے (جو کہ انعام محرم سے سواہ میں چھاپا ہے) ایک حاشیہ میں اس خیال کی طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے بقول "اضارة الى احصاء ضبط ما يفتق احوانا من سرود بعض من حکایات ہولالا کا برہمی غیر ہو الحقائق سے اس زمانہ میں کہ ۱۳۴۸ھ کا آغاز ہے بعض احباب نے اس کی پھر تحریک کی اور خوش قسمتی سے بعض احباب گاہ میں پہلے بھی آئے ہوئے۔ وہ لکھ نہ بھی وہاں دیکھتے تھے اور میں اس میں مناسب ترسیم کروں گا جس سے وہ صورت حاصل ہوئی جو آپ کے سامنے ہے۔ گویا اس کو اخیر الروایات کا ضمیر کہ چاہیے اتفاق ہے کہ اس میں سونے کے سونے اثر اس اند بھی ہیں اور مجھ کو حال یاد نہیں رہے لیکن کسی قسم میں تاہم ہونے کے سبب یہ سطر بھی نہیں

کتبہ اشرف علی

۱۔ میں اس کا عقب سے اس کی پوری حالت اس کے قریب سے معلوم ہوئی ۱۰

۲۔ ابھی اور ابھی محمد زکیا علی علیہ السلام ۱۰۰۰ اور ۱۰۰۰ اور ابھی علیہ السلام ۱۰۰۰

۳۔ ابھی اور ابھی محمد زکیا علی علیہ السلام ۱۰۰۰

اللہ جل جلالہ نے ہم کو جو کچھ دیا ہے اس پر شکر ادا کرنا ہمارا فرض ہے۔

خوشگوار ازدواجی زندگی کے رہنما اصول

تالیف: محمد رفیع الدین نقشبندی خاں

ترجمہ: محمد رفیع الدین

پیشکش: پاکستانی خواتین کی تعلیم اور ترقی کے لیے

پیشکش: پاکستانی خواتین کی تعلیم اور ترقی کے لیے

پیشکش: پاکستانی خواتین کی تعلیم اور ترقی کے لیے

پیشکش: پاکستانی خواتین کی تعلیم اور ترقی کے لیے

پیشکش: پاکستانی خواتین کی تعلیم اور ترقی کے لیے

مکمل ہدایت کے لیے اصول و ضوابط

مثالی خاوند مثالی بیوی

کسی بھی گھرانے میں اگر ایک ایسا خاوند ہو جس کی اولاد میں عزت ہے
ماترے سے پیدا ہو کر اپنے گھر کے لیے فرائض کی تکمیل میں تیار ہو

پیشکش: پاکستانی خواتین کی تعلیم اور ترقی کے لیے

پیشکش: پاکستانی خواتین کی تعلیم اور ترقی کے لیے

پیشکش: پاکستانی خواتین کی تعلیم اور ترقی کے لیے

پیشکش: پاکستانی خواتین کی تعلیم اور ترقی کے لیے

پیشکش: پاکستانی خواتین کی تعلیم اور ترقی کے لیے

پیشکش: پاکستانی خواتین کی تعلیم اور ترقی کے لیے

